مثنوی
سیف الملوک و بدیع الجمال

سلسلۂ یوسفیہ نمبر — شمارہ (۶)

مثنوی

سیف الملوک و بدیع الجمال

سنہ ۱۰۳۵ھ

از

غواصی

مرتبہ

میر سعادت علی رضوی ایم اے

سنہ ۱۳۵۷

مجلس اشاعت دکنی مخطوطات

سرپرست

عالیجناب نواب سالار جنگ بہادر

۱۔ مولوی سید محمد اعظم صاحب ایم اے۔ بی ایس سی۔ (کینٹب) پرنسپل سٹی کالج — صدر

۲۔ ڈاکٹر سید محی الدین قادری صاحب ایم اے۔ پی ایچ ڈی (ریڈر اردو جامعہ عثمانیہ) — نائب صدر

۳۔ مولوی مرزا حسین علی خاں صاحب بی اے (آنرز) پروفیسر انگریزی پرووسٹ جامعہ عثمانیہ — رکن

۴۔ مولوی عبدالمجید صاحب صدیقی ایم اے۔ ال ال بی۔ (لکچرار تاریخ جامعہ عثمانیہ) — ״

۵۔ مولوی عبدالقادر سروری صاحب ایم اے۔ ال ال بی۔ (لکچرار اردو جامعہ عثمانیہ) — ״

۶۔ مولوی سید محمد صاحب ایم اے۔ (لکچرار اردو سٹی کالج) — معتمد

۷۔ مولوی میر سعادت علی صاحب ایم اے۔ — شریک معتمد
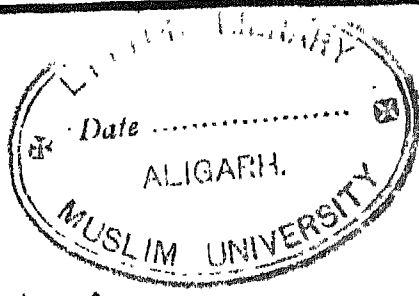
پیش لفظ
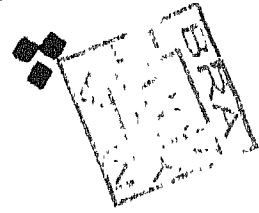
اردو یا ہندستانی کی ابتدائی تاریخ اور اس کے قدیم شعرا و مصنفین کے حالات و مقالات ایک عرصۂ دراز تک بالکل تاریکی میں رہے اور عام طور پر یہی سمجھا جاتا تھا کہ وؔلی اورنگ آبادی جو گیارہویں صدی ہجری کے رُبع آخر میں گزرے ہیں، اس زبان کے سب سے پہلے شاعر تھے بلکہ بعض متاخر تذکرہ نویسوں نے ان کے کلام کو بھی جس میں قدیم زبان کی بہت زیادہ جھلک پائی جاتی تھی، ٹکسال باہر قرار دے کر دلّی کے ان شعرا کو، جنھوں نے وؔلی کی تقلید میں فارسی کی بجائے اردو میں شعر کہنا شروع کیا تھا، اردو کے اولین شعرا قرار دیا ہے۔ لیکن حالیہ تحقیقات نے اس حقیقت کو روز روشن کی طرح ثابت کر دیا ہے کہ وؔلی اورنگ آبادی سے کئی سو برس پہلے اردو زبان کی بُنیاد پڑ چکی تھی، اور دکن کی قدیم اسلامی سلطنت بہمنیہ کے

آخری زمانے میں اور اس کے بعد اس کی جانشین ریاستوں یعنے قطب شاہی اور عادل شاہی
کے عہد میں اس زبان نے اس قدر ترقی کر لی تھی کہ نہ صرف عام بول چال اور تبادلۂ خیال
کے لیے استعمال کی جاتی تھی بلکہ اس میں نظم و نثر کی متعدد اعلیٰ درجے کی کتابیں بھی لکھی
گئیں خصوصاً قطب شاہی اور عادل شاہی خاندانوں کے علم دوست اور سخن گستر بادشاہوں
کی خاص سرپرستی نے اس کی ترویج و ترقی کی رفتار بہت ہی تیز کر دی، اور ان کی
شخصی دلچسپی سے جن میں بعض مثلاً محمد قلی قطبشاہ بانیٔ شہر حیدرآباد خود اعلیٰ درجے کے
شاعر تھے، اس زمانے میں بہت سے بلند پایہ شعرا و مصنفین پیدا ہوئے۔ ان ریاستوں کی
تباہی کے بعد اُردو زبان کی تیز رفتار ترقی ایک عرصے کے لیے کچھ رُک سی گئی، اور پھر
سرکار دربار میں کچھ مدت کے لیے فارسی کا دور دورہ قائم ہوگیا، لیکن باوجود شاہی سرپرستی
سے محروم ہونے کے اُردو زبان اپنی فطری موزونیت کے سبب برابر بڑھتی اور ترقی
کرتی رہی اور رفتار زمانہ کے ساتھ ساتھ اس میں بہت سی تبدیلیاں ہوتی رہیں۔

اگرچہ محققین کی تحقیقاتی مساعی کی بدولت اُردو زبان و ادب کی قدامت مُسلم
ہوگئی ہے لیکن ان قدیم شاعروں اور نثر نویسوں کے گراں پایہ ادبی کارنامے جن پر
اس زبان کی تمام ترترقیوں کی بُنیاد قایم ہے اور جن کے مطالعے سے ہم نہ صرف
اپنے قدما کے افکار و خیالات اور اسالیب بیان سے لُطف اندوز ہو سکتے ہیں بلکہ

اپنی گزشتہ عظمت سے بھی آگاہی حاصل کرسکتے ہیں، اب تک گوشۂ گمنامی میں پڑے ہوئے تھے، پیوستہ سال سٹی کالج میں دوصد سالہ جشنِ یادگار وؔلی کے موقع پر "دکن کے مخطوطات" کی جو نمایش منعقد کی گئی تھی، اس سے معلوم ہوا کہ کتنے ہی انمول جواہر پارے ایسے ہیں جن کی اشاعت سے نہ صرف اُردو ادب کے ذخیرے میں ایک بیش قیمت اضافہ ہوگا، بلکہ ان سے اُردو ادب کی ابتدائی ترقیوں، اس زبان کی عہد بہ عہد تبدیلیوں اور عہد گزشتہ کی تہذیب و تمدن کے متعلق نہایت کارآمد معلومات حاصل ہونگی۔ نیز اس عہد کی کتابوں کے مطالعے سے یہ حقیقت بھی آشکار ہوتی ہے کہ ابتدائی اُردو میں عربی اور فارسی کے الفاظ کے ساتھ ہندی کے الفاظ بھی برابر کے شریک تھے جو بعد کو رفتہ رفتہ زبان سے خارج ہوگئے۔ موجودہ زمانے میں بیرونی زبانوں کے غیر ضروری الفاظ اُردو سے خارج کرکے اس کو خالص ہندستانی بنانے کی جو کوشش کی جارہی ہے اس کے مدنظر بھی ان کتابوں کی اشاعت بہت ہی کارآمد ثابت ہوگی۔ ان کے مطالعے سے اہلِ ذوق یہ معلوم کرسکینگے کہ کس طرح ہندی اور سنسکرت کے الفاظ بھی اُردو کی خراد پر چڑھ کر اُردو یا ہندستانی زبان کا جز بن سکتے ہیں۔

حسنِ اتفاق سے حیدرآباد کے مشہور علم دوست امیر عالیجناب نواب سالار جنگ بہادر دام فیوضہ، نے بھی جو جشنِ یادگار وؔلی کے صدر نشین تھے اس اہم ضرورت کو محسوس فرمایا

اور اپنے خطبۂ صدارت میں بدیں الفاظ توجہ دلائی :-

"اس اہم اور دلچسپ کام کو اس تقریب کے ساتھ ختم نہ ہونا چاہیے۔ بلکہ مناسب یہ ہے کہ اس دو صد سالہ جشن ولی کی یادگار میں کوئی مستقل کام آغاز کیا جائے۔ میرے خیال میں اس سے بڑھ کر کوئی اچھا کام نہیں ہوسکتا کہ ولی کے معاصرین اور ان سے پہلے کے شاعروں اور صاحبانِ تصانیف کی اُردو کتابیں مرتب اور شایع کی جائیں۔ ولی سے پہلے بھی ہمارے ملک میں بڑے بڑے شاعر اور انشا پرداز پیدا ہوچکے ہیں۔ خود طبقۂ فرماں روایان میں محمد قلی قطب شاہ اور علی عادل شاہ بلند پایہ شاعر تھے۔ پھر ان کے دربار کے ملک الشعرا وجہی، غواصی، نصرتی، رستمی وغیرہ ولی سے کم نہ تھے اور چونکہ ولی سے بہت پہلے گزرے ہیں اس لیے ان کے کلام اور بھی زیادہ قابل قدر رہیں۔ بہرحال اس اہم کام کی تکمیل کے لیے ایک جماعت منتخب کر لینی چاہیے۔"

نواب صاحب ممدوح نے قدر شناسی سے یہ بھی فرمایا کہ :-

"مسرت کا مقام ہے کہ خود ہمارے ملک میں اب ایسے اصحاب موجود ہیں کہ ان قدیم کتابوں کے کلام اور زبان کو سمجھ کر ان کو جدید طریقوں پر مرتب کرکے

شایع کر سکتے ہیں۔ میں بھی اس مبارک اور اہم کام میں اس جماعت کا

ہاتھ بٹانے تیار ہوں ''

چنانچہ نواب صاحب معز کی اس علمی سرپرستی اور اعانت سے حسب ارشاد گرامی

راقم کی صدارت میں حسب ذیل اصحاب کی ایک کمیٹی ''مجلس اشاعت مخطوطات'' کے

نام سے قائم کی گئی اور قدیم ادبی جواہر پاروں کا ایک تفصیلی جائزہ لے کر ان کی اشاعت کے

ابتدائی مراحل طے کیے گئے۔

(۱) ڈاکٹر سید محی الدین قادری صاحب زور ایم۔ اے۔ پی ایچ ڈی (ریڈر اردو جامعہ عثمانیہ) نائب صدر

(۲) مولوی مرزا حسین علی خاں صاحب بی اے (آنرز) (صدر شعبۂ انگریزی جامعہ عثمانیہ) رکن

(۳) مولوی عبد المجید صاحب صدیقی ایم اے۔ ال ال بی۔ (لکچرار تاریخ جامعہ عثمانیہ) "

(۴) مولوی عبد القادر سروری صاحب ایم اے ال ال بی۔ (لکچرار اردو جامعہ عثمانیہ) "

(۵) مولوی سید محمد صاحب ایم اے۔ (لکچرار اردو سٹی کالج)...... معتمد

(۶) مولوی میر سعادت علی صاحب رضوی ایم اے۔ .... شریک معتمد

علمی نقطۂ نظر سے قدیم کتابوں کی اشاعت آسان اور ہر شخص کے بس کا کام نہیں۔

جن لوگوں کو اس سے سابقہ پڑا ہے وہ اچھی طرح اس حقیقت سے واقف ہیں کہ اس کام

میں کس قدر دشواریاں پیش آتی ہیں۔ مختلف نسخوں کے باہمی مقابلے اور تصحیح کے علاوہ

بعض دفعہ ایک ایک لفظ کے لیے کئی کئی روز چھان بین کرنی پڑتی ہے، اور بظاہر یہ مثل صادق آتی ہے کہ "کوہ کندن وکاہ برآوردن"۔ نسخے اکثر بدخط اور بعض غلط در غلط بھی ہوتے ہیں۔ ان تمام مراحل کو صبر و سکون اور محنت و ہمت سے طے کرنے کے بعد کتاب قابل اشاعت بن سکتی ہے۔ مجلس ہذا کے مستعد اور علم دوست ارکان نے جس محنت اور توجہ سے اس ہفت خوانِ ادب کو طے کیا ہے وہ ان کی مساعی کے نتائج سے ظاہر ہے اور توقع ہے کہ وہ ارباب ذوق کی پسندیدگی حاصل کرینگے۔

ڈاکٹر سید محی الدین قادری صاحب نے سلطان محمد قلی قطبشاہ کے نہایت ضخیم کلیات کی ترتیب کے صبر آزما کام کو اپنے ذمے لینے کے علاوہ مجلس کا مختلف طریقوں سے جو ہاتھ بٹایا ہے اس کا اعتراف نہایت ضروری ہے۔

یہ پیش لفظ نامکمل رہ جائیگا اگر میں عالیجناب نواب سالار جنگ بہادر کی فیاضی سے کہیں زیادہ اس ذاتی دلچسپی اور توجہ کا شکریہ ادا نہ کروں جو نواب صاحب ممدوح نے شروع ہی سے مجلس کے کاروبار میں فرمائی ہے فی الحقیقت نواب صاحب کے اس انہماک اور سرپرستی کے بغیر یہ مشکل کام انجام نہیں پاسکتا تھا۔

سید محمد اعظم

سلطان عبداللہ قطب شاہ

مقدمہ
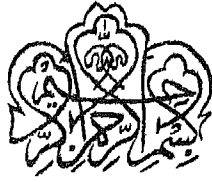
(۱) حالاتِ زندگی

ایک ملک الشعراء ہونے کے باوجود قطب شاہی تاریخیں اور تذکرے ملاّ غواصی کے تفصیلی حالات سے بالکل خالی ہیں۔ ہمعصر شعراء اور خود غواصی کے کلام سے جو اندرونی شہادتیں اُس کی زندگی سے متعلق اخذ کی جاسکتی ہیں انہی کو فی الحال معتبر و مستند سمجھا جاتا ہے۔

غواصی کی تاریخ پیدائش کا علم نہیں۔ قرین قیاس یہ ہے کہ وہ سلطان ابراہیم قطب شاہ کے عہد میں پیدا ہوا ہوگا اور محمد قلی قطب شاہ کے زمانے میں شاعری شروع کی ہوگی۔ اس کی ابتدائی زندگی عسرت میں بسر ہوی۔ وہ سرکاری مُلازم تھا اور یہی اس کی گذر اوقات کا ذریعہ تھا۔

باوجود کوشش کے اُسے دربارشاہی میں کوئی جگہ نہ مل سکی ۔ سلطان محمد قطب شاہ کا عہدِ حکومت بھی یوں ہی گذر گیا حالانکہ اس نے اپنی پہلی طویل نظم مثنوی سیف الملوک بدیع الجمال اسی عہد میں لکھنی شروع کی تھی جس وقت کہ وہ ایک تجربہ کار اور کہنہ مشق شاعر بن چکا تھا۔

سلطان عبداللہ کے تخت نشین ہوتے ہی اُسے آثار و قرائن سے یہ معلوم ہونے لگا کہ اب اس کی دیرینہ آرزو برآنے کا وقت آچکا ہے چنانچہ اس نے سیف الملوک ختم کی اور خاتمہ پر اپنی تمنّا کا اظہار سُلطان عبداللہ کو مخاطب کر کے اس طرح کیا :۔

جو سُلطان عبداللہ انصاف کر میرے جوہراں پوتے دل صاف کر
دیوے داد میرا بہوت مان پانوں اُمس دورتے تا گریبان پانوں
کہ یو شاہ میرا خریدار ہوئے تو تازا میرا طبع گلذار ہوئے
کہ غمگین ہمن ہیں سخت سنسارتے دھروں غدغے لاک اس آزارتے
پریشانگی میں جمیا خیال میں لے آیا ہوں ایسے رتن ڈھال میں
بہر حال یو نظم الہام سوں کیا میں نول شاہ کے نام سوں (سیف الملوک)

اس سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ۱۰۳۵ھ تک غوّاصی عسرت ہی کی زندگی بسر

کررہا تھا۔ رفتہ رفتہ اس کی قسمت موافق ہوتی گئی۔ دربار شاہی میں رسوخ حاصل ہوا اور دس سال کے عرصہ میں وہ ملک الشعراء کے درجہ تک پہنچ گیا ۱۰۴۵ھ میں بہ حیثیت شاہی سفیر کے دربار بیجاپور میں جانے کے قابل سمجھا گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ترقی اس قدر سرعت کے ساتھ ہوی کہ پندرہ سال کی مدت میں جس قدر دنیوی مراتب واعزاز کی اسے خواہش تھی وہ سب حاصل ہوگئے کیونکہ وہ اپنی دوسری طویل نظم طوطی نامہ (سنہ تصنیف ۱۰۴۹ھ) کے آخر میں اپنے دنیا دار ہونے پر اپنے آپ کو ملامت کرتا ہے اور بقیہ عمر عبادت میں بسر کرنے کا تہیہ کرلیتا ہے۔ اس کا دل دنیا کے ساز و سامان۔ عیش وعشرت۔ مال و دولت سے سیر ہوچکاہے اور اب وہ تنہائی کی زندگی بسر کرنے کا آرزومند ہے۔ غواصی کا یہ خیال اسی کی زبان سے سنئے:-

غواصی اگر توں ہے سچلا غواص — لگا عشق اپنے خدا سات خاص

چلیگا کتا نفس کے کئے منے — کتا ہوئیگا ناؤں کے پچے منے

اچھیگا کتا در ربائی ہنوز — کریگا کتا خود نمائی ہنوز

ہو بیدار یکبار اس خواب تے — نکل بھار اس غم کے گرداب تے

جو ہے رہنما پیر حیدر ترا — ہم اللہ وہے ہم پیمبر ترا

جلکچ خواست تیرا ہے سب اس کچ چھوڑ　　دنیا کے علاقے تے لے دل کوں توڑ
نہ کر اعتماد اس گذرگاہ کا　　یو پھاندا ہے درویش ہور شاہ کا
سنبھال اپس اے یار اس دام تے　　نکو غافل اچھ آپنے کام تے
اُچا دم حجم اللہ کے نام سوں　　متارہ سدا عشق کے جام سوں (طوطی نامہ)

یہ کسی طرح نہ معلوم ہوسکا کہ غواصی کو دربار میں رسائی کیونکر حاصل ہوی اور ملک الشعراء کا خطاب کس سلسلہ میں عطا ہوا۔ درباری شاعر ہونے کے باوجود اب تک یہ پتہ نہیں چلا کہ سلطان عبداللہ کی سالگرہ کی تقریب یا عیدین کے موقع پر غواصی نے کوئی تہنیت کا قصیدہ کوئی تاریخی قطعہ کہا ہو البتہ تاریخ حدیقۃ السلاطین میں ایک واقعہ درج ہے کہ سلطان عبداللہ کو ۱۰۴۱ھ میں جب لڑکا پیدا ہوا تو وجہی اور غواصی نے تاریخ ولادت کہی۔ اصل عبارت اس طرح ہے :-

"اول تاریخ کہ ملا وجہی شاعر دکنی یافتہ است "آفتاب از آفتاب آمد پدید" (۱۰۴۱) و ملا غواصی کہ در شعر دکنی از امثال خود ممتاز است ایں کلمہ را مادۂ تاریخ ساختہ است "محفوظ باد" (۱۰۴۱)۔"

اس ذکر سے ہم یہ تصفیہ نہیں کر سکتے کہ حقیقتاً غواصی نے سوائے دو مثنویوں کے قصائد اور تاریخی قطعات یا غزل مرثیہ وغیرہ کچھ بھی نہ کہا۔ بہت ممکن ہے کہ

آئندہ ادبی تحقیق کرنے والوں کو اس کا ذخیرہ بھی دستیاب ہو جائے۔ البتہ اتنا ضرور قیاس کیا جا سکتا ہے کہ دربار کی رسائی کے بعد غوّاصی صرف ایک شاعر ہی کی حیثیت نہ رکھتا تھا بلکہ معاملات سلطنت میں بھی دخیل تھا چنانچہ ۱۰۴۵ھ میں اس کا بہ حیثیت شاہی سفیر کے دربار محمد عادل شاہ میں جانا اس کا ثبوت ہے جس کی صراحت یہ ہے کہ ۱۰۴۵ھ میں محمد عادل شاہ بیجاپور نے اپنے درباری شاعر ملک خوشنود کو گولکنڈہ روانہ کیا تھا تاکہ منجانب محمد عادل شاہ سلطان عبداللہ کی اس مدد کا شکریہ ادا کرے جو خواص خاں کو بیجاپور کی حکومت سے بے اقتدار کرنے کے لیے روانہ کی گئی تھی۔ ملک خوشنود جب بیجاپور واپس ہونے لگا تو "بعد از یک چندے ملّا غوّاصی شاعر دکنی را رفیق او ساختہ با تحفہ و یادگار روانہ بیجاپور ساختند" غوّاصی کی دربار عادل شاہ میں خوب آؤ بھگت ہوی اور مراجعت کے وقت "حضرت عادل شاہ میرزین العابدین پسر شاہ ابوالحسن حاجب مقیمی را ہمراہ ملّا غوّاصی شاعر نمودہ دو زنجیر فیل بزرگ و شش سر اسپ عراقی و دو صندوق مقفل از تحف و ہدایا ارسال داشتند" (حدیقۃ السلاطین)

غوّاصی نے جس طرح طوطی نامہ کے آخر میں تارک الدنیا ہونے کا

ارادہ ظاہر کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اسی طرح عمل بھی کیا اسی لیے
اس کی آخری زندگی بالکل گمنام ہے یہاں تک کہ تاریخ وفات کا بھی علم نہیں
قرین قیاس یہی ہے کہ اس کا سلطان عبداللہ ہی کے زمانے میں انتقال ہوا ہوگا۔

(۲) غواصی کی شاعری

قدیم دکنی شاعروں کے متعلق یہ معلوم کرنا کہ انہیں کس سے تلمذ حاصل
تھا قریب قریب ناممکن ہے۔ غواصی کے متعلق بھی نہیں کہا جا سکتا کہ اس
نے کسی کی شاگردی کی یا خود ساختہ شاعر تھا۔ مثنوی سیف الملوک کے شروع
میں اس نے اپنی خوب ہی خود ستائی کی ہے چنانچہ کہتا ہے :۔

بچن کے سمند کا ہوں غواص میں — دھر تھار ہوں موتیاں خاص میں
جگت جوہری سب میرے پاس آئے — میرے خاص موتیاں کوں جیو کر لجائے
چڑے ہات موتی یو جس راج کے — تو سر پر رکھے جوڑ اوپر تاج کے

ان کا بہا کوئی دے نا سکے   بغیر راج بھی کوئی لے نا سکے

نکل آ فصاحت کے میدان توں   بچن کے ترنگ کوں دے جولان توں

کہ اس ٹھار تج بن نہیں کوئی اب   لجا توں بلاغت کیرا گوئے اب

مرا دل خزینہ جوں معمور ہے   بچن کے جواہر سوں بھرپور ہے

میرا گیان عجب شکرستان ہے   جو اس تے میٹھا سب ہندستان ہے

جتے ہیں جو طوطی ہندستان کے   بھکاری ہیں منج شکرستان کے

شکر کہا میرے شکرستان تھے   میٹھے بول اُٹھے او اَس گیان تھے

لطافت منے میں سخن سنج ہوں   دہر بھار اک غیب کے گنج ہوں

جو میں ہم سوں طبع آزمائی کروں   تو ساریاں اوپر پیشوائی کروں

سکے کوں ملنے میرے طور میں   کہ رستم ہوں میں آج کے دور میں

عطارد سو ہے کلک مج ہات کا   دوات ہے سو میرا اچنبا رات کا

گگن سا تو دفتر مرے شعر کے   ستارے سو جوہر مرے شعر کے

ان اشعار سے ظاہر ہے کہ باوجود تنگدستی اور افلاس کی حالت میں بسر کرنے کے وہ شاعری میں اپنا مدمقابل کسی کو نہیں سمجھتا صرف دکن کی حد تک نہیں بلکہ سارے ہندستان میں اپنا نظیر نہیں رکھتا۔ دوسرے شعراء کو اپنا

خوشہ چین سمجھتا ہے (اکثر دکنی شعراء نے اپنے اپنے تصانیف میں اپنے ہمعصر یا گذرے ہوئے شاعروں کا ذکر کیا ہے اور ان کی تعریف کی ہے مثلاً امین نے مقیمی کا ذکر کیا ہے۔ نصرتی نے خود غواصی اور اپنے ہمعصر باکمال شاعر شاہ ابو المعالی کا حال لکھا ہے۔ وجہی نے باوجود غواصی کی طرح اپنی خودستائی کرنے کے قطب مشتری میں گذرے ہوئے دو شاعروں فیروز و محمود کی تعریف کی ہے ان کو کامل الفن سمجھتے ہوئے اپنی مثنوی کی داد دینے کے قابل سمجھا ہے اسی طرح ابن نشاطی نے فیروز کو استاد فن کے لقب سے یاد کیا ہے لیکن غواصی نے اپنی تصانیف میں کسی ہمعصر شاعر کا ذکر کیا ہے نہ متقدمین کا اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو فن شعر میں کس قدر اعلیٰ اور اکمل سمجھتا تھا۔ اس واقعہ سے ایک مبہم قیاس کیا جاسکتا ہے کہ اس نے کسی کی شاگردی نہیں کی)۔

غواصی کی اس تعلی اور ہمہ دانی کا ثبوت اس وقت تک صرف دو کتابیں دریافت ہوی ہیں مثنوی سیف الملوک بدیع الجمال اور طوطی نامہ لیکن افسوس یہ ہے کہ یہ کوئی فیصلہ کن ثبوت نہیں کیونکہ یہ دونوں کتابیں اتفاق سے فارسی کے ترجمے ہیں کوئی اپچی تصنیف نہیں۔ ترجمے سے کسی شاعر کے قوت تخیل اور تصرف الفاظ کا صحیح اندازہ نہیں لگایا جاسکتا البتہ اس کی کہنہ مشقی ثابت ہوسکتی ہے۔

حدیقۃ السلاطین کے الفاظ "ملا غواصی کہ در شعر دکنی از امثال خود ممتاز است"
(یہ بتاتے ہیں کہ غواصی نے حقیقتاً ایک بلند پایہ شاعر کی حیثیت سے کافی شہرت
حاصل کر لی تھی اور صحیح معنی میں اپنے وقت کا ملک الشعراء تھا محمد قلی قطب شاہ
کے دربار کا ملک الشعراء وجہی اگرچہ سلطان عبداللہ کے زمانے تک زندہ تھا
لیکن غواصی کی بڑھتی ہوی شہرت نے وجہی کو گمنام بنا دیا تھا۔ وجہی باوجود
غواصی پر طعنہ زنی کرنے کے اس کی روز افزوں شہرت سے خائف تھا یہی وجہ
ہے کہ خود ایک کہنہ مشق بلند پایہ شاعر ہونے پر بھی اس نے سلطان عبداللہ کی
فرمایش پر اپنی قابلیت کا ثبوت بجائے نظم کے ایک بلند پایہ نثر 'سب رس'
کی شکل میں دیا۔

— غواصی نے اپنا پورا کمال ان ترجموں میں دکھایا ہے یہاں تک کہ ترجمہ نے
اصل کی صورت اختیار کر لی یہ اس کی قادر الکلامی کا ثبوت ہے۔ وہ نہایت پرگو
شاعر تھا چنانچہ مثنوی سیف الملوک جس میں دو ہزار سے زیادہ اشعار ہیں اس نے
صرف ایک مہینے کی قلیل مدت میں تمام کی چنانچہ وہ خود کہتا ہے :۔

"برس یک ہزار ہور پنج تیس میں ۔۔۔ کیا ختم یو نظم دن تیس میں"

(مثنوی سیف الملوک سے بعض ایسے مقامات ذیل میں نقل کیے جاتے ہیں

جن سے غواصی کے تخیل۔ بلند پروازی، مبالغہ۔ حسن تعلیل۔ تشبیہ اور رزمیہ نگاری پر روشنی پڑے۔

مثنوی کے تمہیدی حصہ میں غواصی نے 'سخن' کی تعریف میں جو اشعار کہے ہیں ان کا تسلسل اور روانی قابل داد ہے۔ وہ کہتا ہے کہ تخلیق عالم میں پہلا نمبر سخن کا ہے یہی ایک صفت انسان وحیوان میں ما بہ الامتیاز ہے۔ سخن کی فضیلت وہ ہے جس کی حد کو کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ دنیا کے تمام کام اسی سخن سے چلتے ہیں۔ خدا کی تعریف۔ نعت ومنقبت۔ سوال جواب۔ فتح وشکست۔ شہرت۔ نیک وبد کا امتیاز سب سخن ہی سے وابستہ ہیں) آخری فیصلہ کن شعر اس نظم کا حسب ذیل ہے:۔

بچن تے چلے دین و دنیا تمام   بچن کے ہیں محتاج سب خاص و عام

ان اشعار میں آمد کی شان نظر آتی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاعر سخن کے متعلق ابھی اور کہنا چاہتا ہے یا کہہ سکتا ہے لیکن طوالت کے خیال سے مجبوراً اپنی طبیعت کو روک رہا ہے۔

(غواصی کے کلام میں دکنی الفاظ کا عنصر بہ نسبت فارسی کے بہت زیادہ ہے بعض مقامات پر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ عمداً دکنی لفظ استعمال کر رہا ہے۔ چنانچہ اسی نظم میں جو تعریف سخن کے عنوان کے تحت ہے وہ بجائے 'سخن' کے

'بچن' کا لفظ استعمال کرتا ہے اسی طرح - جیو - بجیب - بھومان - جگت - گڑان - فام - رتن - کہان - بہان - وغیرہ - دکنی الفاظ کی ہر جگہ بہتات ہے اور غواصی بے تکلف استعمال کرتا چلا جاتا ہے -(٭)

(عشقیہ مثنویوں میں عموماً معشوق کا سراپا لکھتے وقت شاعر کے پیش نظر یہی ہتا ہے کہ معشوق کو حسن و خوبصورتی کا مجسمہ بنا کر پیش کرے - یہی مقام ہے جہاں تقریباً تمام شاعر مبالغہ کر جاتے ہیں لیکن غواصی نے ایک نہایت بدصورت حبشن کے سراپا کی صراحت میں زورِ قلم صرف کیا ہے اور اس کے سراپا کا بیان اس طرح کیا ہے کہ پڑھنے والے کے چشم تصور کے آگے ایک تصویر کھنچ جاتی ہے مثالاً یہاں چند شعر نقل کیے جاتے ہیں - جس سے غواصی کی قادر الکلامی ثابت ہوتی ہے -

کہ زشتاں منے سخت وزشت تھی ۔۔۔ بنٹ روسیاہی میں انگشت تھی

کہ تھا تھوبڑا اس کا جیوں فیل کا ۔۔۔ سر اُس کا سو کالا رنجن نیل کا

انکھیاں ڈونگیاں جیوں کھڈی سار کے ۔۔۔ دو دیدہ بہتر جوں تیھر گار کے

چڑیا ہونٹ اُپرال کا ناک پر ۔۔۔ تھوڈی پر پڑیا ہے تلیں کا اوتر

لڑکتی جو جیتڑاں پہ چوٹی دسے ۔۔۔ سو جیوں جھاڑ کی پیڑ موٹی دسے

ہوئے سار بنڈلیاں اوپر تیز بال ۔۔۔ نہ تھی جگ میں ڈائن کوئی اُس کے مثال

گندی پیاز کے ڈل پر وچھیل کر   گلے میں حمائل نمن میل کر

اسی کے ساتھ ساتھ بدیع الجمال کے حسن کی تعریف میں بھی غواصی نے کمی نہیں کی :—

عجب نور کیرا اتھا مکھ پہ تاب   کہ قربان اس مکھ پہ لک آفتاب

سمن پت بھری ہر او یک نازتن   سہیلی کنول سوں ہے نازک بدن

دیکھیا جو چندر اُس مونڈی کاڑ کر   سٹیا پیرہن آسمان کے پھاڑ کر

ستارے دیکھ اس کا جھل نور سب   لئے ہات شرمندہ ہو ہور سب

کلیاں سب چمن کے دیکھ اس بھاں کوں   کیاں چاک اپنے گریبان کوں

دیکھ اس کے نین بن کے نرگس تمام   ہو بیہوش لٹنے تھے کھس کھس تمام

دیکھت اس کے پیچاں بھرے کنڈلاں   سب آئے تھے کل برزمیں سنبلاں

کہ وو نار اوتار کچ حور تھی   نہ کچ حور وو عین سمدور تھی

(ان اشعار میں تشبیہہ استعارہ اور حسن تعلیل کی اچھی اچھی مثالیں موجود ہیں۔ رزمیہ نگاری میں غواصی کی طبیعت کچھ کند نظر آتی ہے وہ بزم کے میدان کا شہسوار ہے مثنوی سیف الملوک میں دو ایک مقام پر جنگ کا سماں اس نے باندھا ہے جو دوسرے مناظر کے مقابلہ میں کمزور سا ہے البتہ شہپال اور

بادشاہ دریائے قلزم کی لڑائی کے سین میں ایک جگہ اس نے ایک نئی اور اچھی تشبیہہ دی ہے جو قابل نوٹ ہے۔ دریائے قلزم کے کنارے یہ لڑائی ہو رہی ہے۔ دیووں کے سر کٹ کٹ کر پانی میں گرتے جا رہے ہیں اور جسم الگ دریا میں ڈوب رہے ہیں اس کی تصویر غواصی نے اس طرح کھینچی ہے :۔

جو دریا لہو ہو اُبلنے لگیا گگن اُسپو کشتی ہو چلنے لگیا

سَراں تیرتے لہو کے سمدور تے جو دستے انھے بُڑ بُڑے دور تے

دَھڑاں سب ہنپٹ موج کے لوٹ مار تھے ڈُبتے نکلتے نہنگاں کے سار

ڈوبتے ہوئے سر دور سے پانی میں حُباب کی طرح نظر آتے تھے اور جسم مگرمچھ کی طرح سطح آب پر نمایاں ہوتے اور ڈوبتے تھے۔ یہ تشبیہہ بہت لطیف اور انوکھی ہے۔

---

(۳) زبان اور طرزِ بیان

غواصی کے کلام میں ہندی الفاظ زیادہ پائے جاتے ہیں۔ کلام سادہ اور تصنع سے پاک ہے۔ مبالغہ آمیز تخیل بہت کم ہے۔ غواصی کی زبان تین سو برس پہلے کی خالص دکنی ہے اکثر الفاظ اور محاورے آج کل متروک ہیں جنہیں

دکنی لوگ بھی مشکل سے سمجھ سکتے ہیں۔ فارسی اور عربی الفاظ کے ساتھ کہیں کہیں سنسکرت اور ہندی کے لفظ بھی مخلوط ہیں۔ مثنوی سیف الملوک کا ابتدائی حصہ غواصی کی اچھی پیداوار ہے۔ حمد نعت اور منقبت کے بعد اس نے سلطان عبداللہ اور "سخن" کی تعریف میں جو اشعار کہے ہیں ان کا اسلوب دلکش اور شاندار ہے جیسا کہ مدحیہ قصائد کا ہونا چاہیے۔ چند شعر بطور نمونہ نقل کیے جاتے ہیں:-

چندا چو دواں خسروی بُرج کا — امو لاک رتن حُسن کے درج کا

جلالت بھریا حال دیکھ شاہ کا — کلیجا پھٹے مہر ہور ماہ کا

کیے عدل یو شہ ہر یک ٹھاؤں سوں — کہ نوشیرواں کا چھپیا ناؤں سوں

دسے شہ کوں یوں ہات تیغ آبدار — کہ حیدر کے جیوں ہات میں ذوالفقار

جم اُس شہ کوں یو کامرانی سجے — عدالت میں نوشیروانی سجے

اگر علم کی بات پوچھے جسے — انداز انہیں مارتے دم کسے

منگے تاک جو دل شاہ گنبھیر کا — پوَن پر بندھاوے محل نیر کا

نہ شہ سار سورج کس آسمان میں — نہ شہ سار تن ہے کسی کھان میں

قلم کاف و نون سے جو نکلیا بہار | سو پہلے بچن کوں کیا آشکار
بچن تے سدا جیب کوں رچ ہے | بچن تیچ بھرپور سب کچ ہے
بچن عرش کرسی پوتے دھائے ہیں | بچن آدمی کے بدل آئے ہیں
بچن تیچ ہووے خدا کا صفت | بچن تیچ ہووے نعت ہور منقبت
بچن تے سوالاں جواباں ہوویں | بچن تے حساباں کتاباں ہوویں
بچن تے ہوی نام نیکی بدی | بچن تے ہوئے منتہی مبتدی
بچن تے چلے دین و دنیا تمام | بچن کے ہیں محتاج سب خاص عام
بچن غیب کے ہیں عجب جوہراں | بچن کے سو ہیں جوہری شاعراں

ان اشعار سے غواصی کے طبیعت کی روانی ظاہر ہوتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اپنا مافی الضمیر ادا کرنے میں اسے کوئی دقت محسوس نہیں ہوتی وہ قلم برداشتہ لکھتا ہے اور سادے الفاظ کو زیادہ پسند کرتا ہے۔ غواصی کے عہد کی زبان کے قواعد اور اصول موجودہ اصولوں سے مختلف نظر آتے ہیں۔ ذیل کی چند مثالیں اس کو اچھی طرح واضح کرسکتی ہیں:۔

(۱) عربی۔ فارسی اور ہندی کے اکثر الفاظ جو آج کل مؤنث استعمال ہوتے ہیں غواصی نے مذکر استعمال کیے ہیں۔ مثلاً۔ مناجات۔ ہتھیلی۔ یاد۔ شجاعت۔

روح وغیرہ کو مذکر لکھا ہے :۔

مناجات غواصی کا کر قبول، ہتیلی تیرا لوح انگلی قلم، **شجاعت** تیرا سن ملک گڑ بڑائے، تیرا **یاد** دائم ہے چارا اُسے۔ میرا **روح** پروانہ کے سار کا۔

(۲) دکنی جمع بنانے کا طریقہ وہی فارسی کے تتبع میں بالعموم ا۔ن کے ساتھ ہے مثلاً

بنیاں ہو بعضے لیاں ہیں جنے ۔ دیوہار ساریاں کو لئیاں توں

زباں دیوے تو ہے زباناں کے تئیں فرح بخش جیواں کے کاناں کے تئیں

(۳) فارسی میں علامت اضافت "زیر" ہے اور جہاں تکرار لفظ درکار ہو اسی لفظ کو بجنسہ دو مرتبہ لکھا جاتا ہے لیکن غواصی نے ان دونوں موقعوں پر (ی) کا استعمال کیا ہے۔ مثلاً

جو شاہے میں شہر سنگار سب ۔ نپٹے نیٹ جنگلے جنگل جھاڑے جھاڑ

(۴) **الفاظ کا تلفظ اور وزن** ۔ غواصی کے کلام سے اس کا اندازہ نہیں ہو سکتا کہ اس زمانے میں الفاظ کا صحیح تلفظ اور وزن کیا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ضرورت شعری یا بحر کی وجہ سے شاعر لفظ کو جس طرح چاہتا تھا مسخ کر سکتا تھا۔ اس کی متعدد مثالیں اس مثنوی میں ملتی ہیں مثلاً :۔

سچا توں محمد سچا مصطفیٰ، زمیں تے عرش پر گئے تہ سوا، سورج نے گرم دھوپ توں باڑ تا۔

'جلگی نج ولایت منے شک جولائے' 'بچن ہیچ تے بہار آتے اہیں'
'خوشیاں ساتھ گھر میں تے نکلیا بہار'

(۵) ضمائر کا طریقہ بھی موجودہ قواعد سے مختلف ہے مثلاً:-

'سو دفتر اُنن عشق کا کھول توں' کہ دیتا نہیں ہے کسے جاب تو'
'توں آپس کوں یہاں تے بہت سے سنبھال'
(اُن سے کسی کو، اپنے آپ کو)

(۶) حصر یا تاکید کے لیے بجائے 'ہی' کے حرف 'چ' لفظ کے آخر میں لگا دیا جاتا ہے:-

'بچن تیچ بھرپور سب کوچ ہے' کہ بہو تیچ پکڑیا ہے ہنج دل اُچاٹ'
'حکومت اُنن کاچ ہے ٹھار ٹھار'
(بھی، بہت ہی، کا ہی)

(۷) اکثر الفاظ کا املا بدلا ہوا ہے یعنی جس طرح بولا جاتا تھا اسی طرح لکھا بھی جاتا تھا جیسے:
نفع کو نفا - وضع کو وضا - واقعہ کو واقا - اور معنی کو مانا -

کہیں مصرع کے آخر میں اگر ایسا لفظ آجائے تو اس کا قافیہ بھی صوتی لحاظ سے کیا جاتا ہے مثلاً وضا اور قضا ہم قافیہ ملتے ہیں:-

'دکھ مج تے بچھڑ توں پھر پائیں وضا' کھڑیا آ تیرے سراو پر کیوں قضا'
'بہت دن بہت ٹھار فاقے دیکھیا' کہیا جائے نا ایسے واقے دیکھیا'

(۴) مثنوی سیف الملوک بدیع الجمال

(قصہ کا ماخذ)

(غواصی نے مثنوی میں کہیں قصہ کے ماخذ کا ذکر نہیں کیا اور نہ یہ بتایا ہے کہ یہ ایک فارسی نثر کا دکنی منظوم ترجمہ ہے بلکہ اس کے برخلاف اپنی تخلیقی نظم بتائی ہے۔ تمہیدی اشعار میں کہتا ہے۔)

"ہوا عقل کا دست مایا مجھے ۔۔۔ تو اس دھات خاطر میں آیا مجھے

کہ پیجاؤں نا دل تے تاز انگار ۔۔۔ جو دنیا میں اپنا اچھے یادگار
(پیدا کرو)

کہ سیف الملوک ہور بدیع الجمال ۔۔۔ یو دونوں ہیں عالم منے بے مثال

ان دوئی کا داستاں بول توں ۔۔۔ سو دفتر ان عشق کا کھول توں

تیرے تائیں آیا ہے یو داستاں ۔۔۔ ظفر تج کوں لیا یا ہے یو داستاں

کہیا میں جو کچھ آئی سو فام میں ۔۔۔ کیا ناؤں یک روم ہور شام میں

اُچایا طرز ایک تازا امٹھا ۔۔۔ جگت بیچ پاڑیا آواز امٹھا"

— یہ قصہ الف لیلہ کے فارسی ترجمہ کا ایک مشہور افسانہ ہے۔ اس میں مصر کے شہزادہ سیف الملوک اور راجۃ کی شہزادی بدیع الجمال کے حسن و عشق کی داستان مذکور ہے۔ غواصی نے اسی فارسی نثر سے دکنی نظم میں ترجمہ کیا ہے۔ ایک عرصہ کے بعد عہد اورنگ زیب عالمگیر میں مرزا بدیع اصفہانی نے شمشیر خاں کی فرمائش پر اس قصہ کو فارسی میں نظم کیا اور "گلدستہ عشق" نام رکھا۔ غواصی کی مثنوی ۱۲۹۰ھ میں بمبئی کے کسی مطبع سے طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے جس کے نسخے اب کمیاب ہیں۔

اس قصہ کے ماخذ کے متعلق مولوی نصیر الدین صاحب ہاشمی نے اپنی تصنیف "یورپ میں دکھنی مخطوطات" میں لکھا ہے کہ ریو مصنف کیٹلاگ برٹش میوزیم اور ایتھے مصنف کیٹلاگ انڈیا آفس نے اس داستان کے متعلق جو صراحت کی ہے اس کے پیشتر ایک تمہیدی دیباچہ بھی لکھا ہے جس میں یہ بتایا ہے کہ یہ قصہ کیوں لکھا گیا :—

"بیان کیا گیا ہے کہ سلطان محمود غزنوی کو قصوں کا بڑا شوق تھا۔ جو شخص ایک دلچسپ قصہ پیش کرتا انعام پاتا۔
چنانچہ حکیم عنصری نے بھی ایک قصہ کے معاوضہ میں ہزار دینار حاصل کیے۔ حسن میمندی جو سلطان محمود کا وزیر تھا اس بے جا خرچ پر

متاثر ہوا اور خود ایک بے مثال قصہ پیش کرنے کا دعویٰ کیا۔ سلطان محمود نے منظور کیا اور اس کے معاوضہ میں ایک شہر انعام دینے کا وعدہ کیا اور قصہ نہ پیش کرنے کی صورت میں شہر بدری کا حکم دیا۔ حسن ایک سال کی مہلت لے کر سفر کو روانہ ہوا اور تلاش کرتے کرتے سلطان دمشق کے دربار میں پہنچا۔ وہاں اس کو پتہ چلا کہ سلطان کے پاس ایک نایاب کتاب ہے جس میں اچھے اچھے قصے مرقوم ہیں۔ حسن نے بیش بہا تحفہ پیش کرکے وہ کتاب حاصل کی اور سلطان محمود کو دے کر حسبِ وعدہ انعام پایا۔ اس کتاب میں تین قصے تھے۔ قصہ بوستانِ ارم۔ قصہ سیف الملوک اور قصہ شاہ پال بن شاہ رخ۔"

راقم کو اتفاقاً ایک کتب فروش کی دوکان سے داستانِ سیف الملوک کا ڈرامہ مطبوعہ دستیاب ہوا جو لاہور کے جے۔ ایس۔ سنت سنگھ پبلشرز کی طرف سے شایع ہوا ہے۔ اس کتاب کے دیباچے میں مصنّف ڈرامہ اختر سہارنپوری نے جو ماخذ بیان کیا ہے اس میں اور ہاشمی صاحب کے پیش کردہ ماخذ میں کچھ تھوڑا سا اختلاف ہے۔ اختر صاحب نے لکھا ہے کہ "سلطان

محمود غزنوی نے ایک کتاب 'مجمع الحکایات' سے سیف الملوک کا نا تمام قصہ سن کر یہ اعلان کرایا کہ جو شخص مکمل قصہ پیش کریگا انعام خطیر پائیگا۔ اس پر حسن میمندی نے وعدہ کیا اور سفر کرتے ہوئے یہ معلوم کرکے کہ ایسی ایک کتاب جس کا نام 'زبدۃ الجواب' ہے سلطان دمشق کے خزانہ میں محفوظ ہے۔ دمشق پہنچا اور دربار سلطانی میں رسائی حاصل کرکے بادشاہ کو اپنا گروید بنالیا لیکن عرض مدعا پر جواب پایا کہ وہ کتاب بزرگوں کی عطا کی ہوی ہے کسی کو نہیں دی جاسکتی اور نہ نقل کرائی جاسکتی۔ سال میں ایک دفعہ ماہ رمضان میں باہر نکالی جاتی اور خلوت میں قصے پڑھ کر سنائے جاتے ہیں۔ حسن نے وقت مقررہ کا انتظار کیا اور جب وہ کتاب پڑھی گئی تو پس پردہ دو زود نویسوں کو بٹھا کر اس کی دو نقلیں کروالیں۔ یہی نقلیں اس نے سلطان محمود کو نذر دیں اور انعام حاصل کیا۔" ایک داستان کی حیثیت سے قصہ سیف الملوک کے ماخذ کا واقعہ بھی دلچسپی سے خالی نہیں۔ اختر صاحب یہ بھی لکھتے ہیں کہ سلطان محمود نے اس قصہ کو فارسی میں تالیف کرایا اور حال میں پیر محمد بخش صاحب نے پنجابی نظم میں اس کا ترجمہ کیا ہے۔

✓ غواصی کا ترجمہ لفظی نہیں ہے بلکہ چیدہ چیدہ واقعات اور اصل قصہ کے

حالات نظم کیے گئے ہیں۔ اکثر نام بھی غوّاصی نے بدل دیے اور بے ضرورت طولانی واقعات حذف کر دیے۔ بہ ایں ہمہ تصرف غوّاصی نے ترجمہ کو اصل بنانے کی نہایت کامیاب کوشش کی ہے اور ایک حد تک اچھی قصّہ بنا دیا ہے۔

(قصّہ کا خلاصہ)

ناظرین کی دلچسپی کے لیے اس قصّہ کا خلاصہ درج ذیل کیا جاتا ہے:۔

کہتے ہیں کہ کسی زمانے میں شہر مصر کا ایک بادشاہ عاصم نول نامی تھا۔ کئی ایک چھوٹے چھوٹے شہر اُس کے تحت حکومت تھے۔ عاصم نول ہمہ صفت موصوف تھا۔ دولت و حشمت خیل و سپاہ کسی چیز کی کمی نہ تھی لیکن دولتِ اولاد سے محروم تھا۔ اولیاء اللہ کی خدمت کرتا خدا سے دعا کرتا لیکن اولاد نہ ہوئی آخر مایوس ہو کر گوشہ نشینی اختیار کی۔ وزرائے سلطنت نے باہم مشورہ کرکے بادشاہ کے ستارے دکھوائے اور خوشخبری لے کر ایک روز بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ نجومیوں نے کہا کہ اگر بادشاہ یمن کے راجا کی بیٹی سے عقد کرے تو اُسے اولاد ہوگی۔ یہ مژدہ سن کر عاصم نول بہت خوش ہوا اور تحفہ و تحائف کے ساتھ اپنے ایک سفیر کو شاہِ یمن کے پاس بھیجا کہ لڑکی کی خواستگاری کرے۔ شاہ یمن نے بہ خوشی قبول کیا

اور بڑے تزک و احتشام کے ساتھ شادی ہوگئی۔ جیسا کہ نجومیوں نے پیشین گوئی کی تھی بادشاہ کو اسی سال ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام سیف الملوک رکھا گیا۔ اتفاقاً اسی روز عاصم نول شاہ کے ایک وزیر صالح نامی کو بھی ایک لڑکا ہوا جس کا نام ساعد رکھا گیا۔ بادشاہ نے ان دونوں کی پرورش ایک ہی جگہ رکھ کر کی۔ چند سال میں سیف الملوک اور ساعد پڑھ لکھ کر فارغ ہوئے اور فنون سپہ گیری وغیرہ میں کمال حاصل کر لیا۔ جب یہ دونوں سن رشد کو پہنچے تو ایک روز عاصم نول شاہ نے دونوں کو دربار میں طلب کیا اور خزانے سے ایک صندوق منگوا کر اس میں سے ایک انگشتری اور ایک زرین کپڑا نکال کر سیف الملوک کو عطا کیا ایک خوبصورت گھوڑا بھی عنایت کیا اور کہا کہ "یہ تحفے حضرت سلیمان نے مجھے دیے تھے جسے میں نے آج تک بہت حفاظت سے اُٹھا رکھے اور اب چونکہ میرا کوئی اور وارث نہیں ہے اس لیے تجھے دیتا ہوں۔" سیف الملوک یہ تحفے لے کر اپنے مقام پر آیا رات بھر جشن منایا اتفاق سے اس زرین پارچہ کو کھول کر دیکھا تو اس میں ایک عورت کی تصویر پر نظر پڑی جسے دیکھ کر غش کر گیا اور دیوانہ وار عاشق ہوگیا۔ بادشاہ کو جب خبر ہوئی تو اس نے ساعد کو بلا کر اس کپڑے اور انگشتری کے ملنے کا واقعہ اس طرح بیان کیا کہ "ایک روز میں تخت پر بیٹھا تھا کہ

ایک طوفان گرد و غبار اٹھا اور چند پریاں یہ چیزیں لے کر میرے سامنے حاضر ہوئیں اور یہ بیان کیا کہ سلیمان نے میرے پاس تحفتاً بھیجا ہے اس پارچے میں شہپال ابن شاہ رخ بادشاہ اجنہ کی بیٹی بدیع الجمال کی تصویر ہے جو گلستانِ ارم میں رہتا ہے۔ اس لڑکی کو پانا بہت مشکل ہے" بہرحال شہر کے تجربہ کار حکماء علاج میں مصروف ہوئے لیکن کوئی دوا کارگر نہ ہوی آخر بادشاہ عاصم نول نے شہزادہ کو دلاسا دیا اور لوگوں کو گلستانِ ارم کی تلاش میں روانہ کیا۔ ایک سال کے بعد وہ لوگ بے نیل و مرام واپس ہوئے آخر شہزادہ باپ سے اجازت حاصل کرکے خود ساعد کے ہمراہ گلستان ارم کی جستجو میں روانہ ہوا۔ پہلے سیف الملوک ملک چین میں پہنچا یہاں کے بادشاہ نے خاطر و مدارات کی اور شہزادے کی آرزو بر لانے کے لیے گلستان ارم کا پتہ دریافت کرایا۔ ایک سو ستر برس کے ایک بوڑھے نے کہا کہ وہ تمام دنیا کی سیاحت کرچکا ہے لیکن اس نام کا کوئی شہر نہ دیکھا نہ سنا۔ شہر قسطنطنیہ چونکہ بہت بڑا تجارت گاہ ہے جہاں دنیا کے لوگ جمع ہوتے ہیں ممکن ہے کہ وہاں اس کا پتہ مل سکے شہزادہ یہ سنتے ہی بادشاہ چین سے رخصت ہوکر قسطنطنیہ کی طرف روانہ ہوا۔ اثنائے راہ میں ایک ایسا زبردست طوفان آیا کہ تمام کشتیاں غرق آب ہوگئیں سیف الملوک اور ساعد علیحدہ ہوگئے

شہزادہ ایک تختہ پر بہتے ہوئے ایک جزیرے میں پہنچا جہاں تمام زنگی رہتے تھے ۔ یہ لوگ شہزادہ کو پکڑ کر اپنے بادشاہ کے پاس لے گئے ۔ پادشاہ نے اس کو اپنی لڑکی کے پاس بھیجا کہ بھون کر کھا جائے ۔ وہ حبشن اس پر عاشق ہوگئی وصال کی طلبگار ہوئی ۔شہزادہ اس کی ڈراؤنی شکل سے گھبرا کر انکار کیا ۔حبشن نے قید کردیا۔ کسی طرح شہزادہ قید سے نکل بھاگا اور ایک ایسے جزیرے میں پہنچا جہاں بڑے بڑے دریائی جانور رہتے تھے ۔ رات کسی طرح گذار کر وہاں سے بھی کوچ کیا اور جزیرۂ گفتاراں میں پہنچا یہاں کی شہزادی بھی اس کے وصل کی خواہشمند ہوی ۔شہزادہ وہاں سے بھی جان بچا کر نکلا تو سگساروں کے شہر میں آپھنسا۔ یہاں کے بادشاہ نے اُسے ایک عجیب جانور سمجھ کر قید کر رکھا ۔ اتفاقاً گارکاس لوگ بھی شہزادے کی تلاش میں آپہنچے اور سنگساروں سے خوب لڑائی ہوئی اس موقع کو غنیمت جان کر شہزادہ قید سے نکل بھاگا اور ایک ایسے جزیرے میں پہنچا جہاں تسمہ پالوگ رہتے تھے ۔ یہاں مصیبتیں اٹھا کر کسی طرح رہائی پائی اور شہر قیصریہ میں آپہنچا ۔ اس ملک میں تمام بندر رہتے تھے صرف ایک انسان تھا جو ان کا بادشاہ تھا اس نے سیف الملوک کی خاطر تواضع کی اور کئی روز مہمان رکھا وہاں بھی مقصد براری نہ ہونے پر شہزادہ رخصت ہوا ایک جزیرے میں

آیا جہاں ہاتھی کے اتنے مکوڑے دیکھے ڈر کے مارے ایک جھاڑ پر چڑھ بیٹھا ایک شتر مُرغ کو دریا کے کنارے بیٹھا دیکھ کر اُس کے پاؤں پکڑ لیے۔ وہ شہزادے کو لے کر اُڑا اور اپنے آشیانے میں لے گیا۔ شہزادے کو اپنے بچّوں کی غذا بنانا چاہتا تھا کہ ایک بڑا سیاہ اژدہا اُس کے بچّوں کو نگل گیا شہزادہ وہاں سے بھاگا ایک چشمے کے کنارے پہنچ کر دم لیا وہاں ایک انار شیریں پڑا ملا جسے کھا کر شہزادہ بحال ہوا۔ اتنے میں ایک پرندہ جو وہیں درخت پر بیٹھا تھا دوسرے سے کہنے لگا کہ شہزادہ نے جو انار کھایا وہ ایک دیو کا تھا جس کی تلاش میں اس نے بڑی مصیبت اٹھائی تھی یہاں پانی پینے کی غرض سے آیا تھا انار بھول کر چلا گیا مگر ابھی آئیگا اور شہزادے کو کچا چبا جائیگا۔ شہزادہ اس دیو کے پنجے سے بھی سلیمان کی انگشتری کے سبب سے نجات پایا اور آگے روانہ ہوا۔ جزیرہ اسفند میں پہنچا جہاں اس کی ایک شہزادی سے ملاقات ہوی۔ ایک دیو شہزادی کو سراندیل سے اٹھا لایا تھا اور یہاں قید کر رکھا تھا۔ شہزادے نے حکمت عملی اور انگشتری سلیمان کی مدد سے اس دیو کو مار ڈالا اور شہزادی کو لے کر چلا۔ اسی شہزادی سے سیف الملوک کو بدیع الجمال کا پتہ معلوم ہوا۔ شہزادی کو اس کے چچا تاج الملوک کے پاس لا کر شہزادہ

بہت خوش ہوا یہاں سے یہ دونوں سراندیل پہنچے۔ شہزادی نے سیف الملوک
سے وعدہ کیا کہ وہ اس احسان کے بدلے میں اسے بدیع الجمال سے ضرور
ملائیگی کیونکہ وہ (یعنے بدیع الجمال) اکثر سراندیل آیا کرتی ہے۔ شہزادہ خاطرجمع
ہوکر خوشحال پھرنے لگا۔ یہیں اس کی بازار میں ساعد سے ملاقات ہوی دونوں
بچھڑے ہوئے رفیق دوبارہ مل کر بہت خوش ہوئے۔ اتفاقاً انہی دنوں
بدیع الجمال بھی آپہنچی اور حسب وعدہ شہزادی اور اس کی ماں نے سیف الملوک
سے اس کی ملاقات کرادی۔ بدیع الجمال بھی شہزادے پر دل سے فریفتہ
ہوگئی لیکن اپنے آتشی اور اس کے خاکی ہونے کی بحث پیش کی۔ آخر یہ تصفیہ
ہوا کہ شہزادہ بدیع الجمال کی دادی شہربانو کے پاس جائے اور اس کی سفارش
سے بدیع الجمال کے باپ شہپال ابن شاہ رخ سے اجازت حاصل کرے بغیر
اس کے شادی ناممکن ہے۔ شہزادہ راضی ہوگیا۔ بدیع الجمال نے اپنی دادی کو
ایک خط لکھا اور ایک جن کو ساتھ کر کے سیف الملوک کو اس کے پاس بھیجا۔
شہربانو کو بھی یہ نسبت پسند آئی سیف الملوک کو ساتھ لے کر شہپال کے پاس
پہنچی اور حکمت عملی سے اُسے بدیع الجمال کے عقد پر راضی کیا۔ اس اثنا میں
شہزادہ جسے شہربانو ایک باغ میں چھوڑ کر شہپال سے ملنے گئی تھی بادشاہ

دریائے قلزم کے آدمیوں کے ہاتھ گرفتار ہوگیا جو اسی کی تلاش میں سرگرداں تھے۔
بادشاہ دریائے قلزم اپنے بھائی کا بدلہ لینا چاہتا تھا لیکن جلاد کے
یا وزیر کے کہنے سے قید سخت میں رکھا کہ گھل گھل کر مرجائے۔ یہاں جب
تلاش ہوی اور سیف الملوک کا غائب ہونا معلوم ہوا تو شہپال کو بہت غصہ
آیا اور اپنے تمام لشکر کے ساتھ دریائے قلزم پر حملہ کیا۔ وہاں کے بادشاہ سے
سیف الملوک کی واپسی کا طلبگار ہوا اس نے دینے سے انکار کیا اور خوب
جنگ و جدال ہوئی آخر میں شہپال فتحیاب ہوا اور سیف الملوک نے رہائی
پائی۔ گلستانِ ارم واپس ہوکر شہپال نے بڑے تزک و احتشام سے سیف الملوک
کی بدیع الجمال کے ساتھ شادی کردی۔ چند روز وہاں رہ کر سیف الملوک
سراندیپ آیا اور سفارش کرکے ساعد کی شادی شہزادی سراندیپ سے کرادی۔

یہ دونوں خوش و خرم اپنے اپنے مقاصد میں کامیاب ہوکر اپنی اپنی دلہنوں
کے ساتھ مصر واپس آئے اور عاصم نول شاہ کو خوشخبری دی۔ عاصم نول
پھولوں نہ سمایا اور تخت سیف الملوک کے حوالہ کرکے اپنی زندگی کے بقیہ روز
عبادت میں بسر کرنے لگا۔

(نام سنہ تصنیف اور تعداد اشعار کی تحقیق)

بعض تذکروں میں ہم نے دیکھا کہ اس مثنوی کا نام سیف الملک و بدیع الجمال لکھا ہے۔ نقل کرتے وقت ہمارے زیرِ نظر چار مخطوطے رہے ہیں جن کا تفصیلی ذکر آگے آئیگا۔ ان میں سے کسی میں بھی 'سیف الملک' بہ سکون لام نہیں ہے یا تو صاف 'سیف الملوک' لکھا ہے یا بعض جگہ ضرورت شعری اور بحر کی وجہ سے 'سیف الملک' لکھا ہے جو 'سیف الملوک' ہی کے معنی رکھتا ہے مثلاً ہم یہاں اصل کتاب ہی سے چند شعر نقل کرتے ہیں:-

'خوشیاں سات امرت گھڑی فال دیک — سو سیف الملوک کر رکھیا ناوں نیک'

'خوش ایسی نحھل چند نی دیک رات — لے ساعد کوں سیف الملوک آپ سنگات'

'جو فرزند میرا ہے سیف الملوک — فدا اس پہ تھے مال ہور یو ملوک'

'اپن درد تھے ہوا پے دردناک — نزک ہے جو سیف الملک ہو ہلاک'

'تسک اپنا پرا یاد تھیت و سکھیا — اُسے ناوں سیف الملک کر رکھیا'

ان مثالوں سے صاف ظاہر ہے کہ شہزادہ کا نام سیف الملوک ہی تھا اور اسی نام پر مثنوی کا بھی نام رکھا گیا ہے۔

سنہ تصنیف کے متعلق یہ محقق ہے کہ ۱۰۳۵ھ میں غواصی نے اس کی تکمیل کی ۔ البتہ تحقیق طلب صرف ایک امر ہے وہ یہ کہ اِسے سلطان محمدؒ کے زمانے کی تصنیف سمجھنا چاہیے یا سلطان عبداللہ کے ۔ نواب صاحب کے کتب خانے کے ایک نسخہ میں بادشاہ کی تعریف کے تحت ہمیں پہلا شعر حسبِ ذیل ملا جو دوسرے کسی نسخے میں درج نہیں ہے :۔

"سو سلطان محمدؒ قطب شاہ گنبھیر جگ آدہار ہے ہور جگ دستگیر"

اور باقی شعر بادشاہ کی تعریف میں وہی ہیں جو دوسرے نسخے میں ہیں۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ یہ نسخہ ناقص الاخر ہے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ آخر میں بھی اس نے سلطان محمدؒ ہی سے اپنی استدعا کی ہے یا سلطان عبداللہ سے۔ ۱۰۳۵ھ وہ سال ہے کہ اسی سال سلطان محمد کا انتقال ہوا اور اسی سال سلطان عبداللہ بارہ سال کی عمر میں تخت نشین ہوا ظاہر ہے کہ ایک بارہ سال کی عمر کے لڑکے سے جس کو ابھی پوری طرح شاہی اختیارات بھی حاصل نہیں ہوئے (کیونکہ سلطان عبداللہ کے سن رشد کو پہنچنے تک اس کی ماں حیات بخشی بیگم نے سلطنت کا کاروبار چلایا تھا) اس طرح غواصی کا استدعا کرنا کہ وہ شعر و سخن کی قدر کرے غواصی کو دوسرے شعراء کے مقابلے میں تول کر دیکھے اور انصاف کرے۔

اپنی نظرِ عنایت سے سرفراز کرے تاکہ وہ اس سے بہتر اشعار کا ذخیرہ پیش کرتا
رہے، ایک بالکل کم عقلی کی بات ہوتی ہے۔ اگر ہم اس امر کو پیش نظر رکھتے ہوئے
یہ کہہ دیں کہ یہ تصنیف سلطان محمد ہی کے زمانے کی ہے لیکن چونکہ غواصی کو
دربار میں رسائی حاصل نہ ہوسکی اس نے ڈال رکھی تھی جب سلطان عبداللہ کے
دربار میں رسائی حاصل ہوئی تو بادشاہ کے نام کا شعر بدل کر اس نے سلطان
عبداللہ کا نام لکھدیا تو اس کے صحیح تسلیم کرنے میں خود غواصی کا ایک شعر مانع ہے

"برس یک ہزار ہور پنچ تیس میں کیا ختم یو نظم دن تیس میں"

وہ کہتا ہے کہ ایک ماہ کی مدت میں اس نے یہ مثنوی ختم کی۔ اس کا تصفیہ ہمارے
خیال میں اس طرح ہوسکتا ہے۔ سلطان محمد کا انتقال ماہِ جمادی الاول ۱۰۳۵ھ
میں ہوا۔ اور اسی ماہ میں سلطان عبداللہ تخت نشین ہوا۔ غواصی نے جمادی الاول ۱۰۳۵ھ
کے قبل ہی یہ کتاب ختم کرلی تھی۔ محرم سے جمادی الاول تک خواہ کسی ماہ میں
لکھی ہو۔ اور اس کا منتظر تھا کہ دربار میں رسائی حاصل ہو اور وہ بادشاہ کے
نام سے معنون کرکے خود پیش کرے اسی آرزو میں سلطان محمد کا انتقال ہوگیا
اور اسے موقع نہیں ملا۔ سلطان عبداللہ کے تخت نشین ہوتے ہی اُسے آثار و
قرائن سے یہ محسوس ہونے لگا کہ بہت جلد وہ دربارِ شاہی تک پہنچ جائیگا

پس اس نے سلطان محمد کا نام اشعار سے نکال کر سلطان عبد اللہ کا نام لکھ دیا۔ بجز نام کے اسے اور کوئی چیز بدلنے کی ضرورت نہیں ہوئی۔ اس قیاس کو اگر صحیح تسلیم کرلیا جائے تو بھی یہ ماننا پڑیگا کہ مثنوی سیف الملوک سلطان محمد قطب شاہ کے عہد کی پیداوار ہے۔ یہ شعر جس میں سلطان محمد کا نام لکھا ہے اتنا صاف اور موزوں ہے کہ کاتب کی تحریف کا گمان بھی نہیں کیا جا سکتا۔ لہذا مزید کسی شبہہ کی گنجایش باقی نہیں رہی کہ خود غواصی نے اس شعر کو بدلا ہے۔

نواب صاحب کے کتب خانے کے تین نسخے ہمارے زیر نظر رہے۔ ان تینوں میں تعداد اشعار مختلف ہے ایک میں (۱۸۲۲) اشعار ہیں دوسرے میں (۱۸۷۲) اور تیسرے میں (۱۶۸۰)۔ آغا حیدر حسن صاحب کے نسخے میں (۱۹۷۵) شعر ہیں۔ خود غواصی نے مثنوی میں کہیں اشعار کی تعداد کا ذکر نہیں کیا البتہ ڈاکٹر زور صاحب نے "اردو شہ پارے" میں اور نصیر الدین صاحب ہاشمی نے "دکنی مخطوطات" میں لکھا ہے کہ اس مثنوی کے دو ہزار شعر ہیں۔ یہاں ہم نے جملہ دو ہزار دو سو پچاسی (۲۲۸۵) اشعار جمع کیے ہیں۔ صحیح تعداد کا تعین کرنا بڑی مشکل ہے اس لیے کہ جن چار نسخوں سے ہم نے یہ اشعار جمع کیے ہیں ان میں سے کوئی بھی مکمل نہیں ہے جیسا کہ آئندہ نسخوں کی تفصیل سے معلوم ہوگا۔ ان نسخوں میں

اختلاف بھی بہت ہے ۔ ایک ہی عنوان کے تحت اگرچہ سب نسخوں میں تعداد اشعار
برابر ہے لیکن اشعار مختلف ہیں ایک میں جو شعر ہیں دوسرے میں اس سے مختلف
درج ہیں ہم نے اس طرح ایک عنوان کے تحت جتنے شعر چاروں نسخوں سے فراہم ہو سکے
جمع کر لیے جس کی وجہ سے تقریباً ہر عنوان کے تحت ہمارے اس نسخے میں تعداد اشعار
زیادہ ہوتی گئی یہاں تک کہ آخر میں دو ہزار اشعار سے زیادہ کی تعداد ہو گئی۔
آغا حیدر حسن صاحب کے نسخے میں وجدی نے تین عنوان کے قصّوں کو الحاقی بتایا ہے
جن کے اشعار کی مجموعی تعداد (۱۵۹) ہوتی ہے یہ (۱۵۹) شعر کم کرنے پر بھی جملہ تعداد
دو ہزار ایک سو چھبیس (۲۱۲۶) رہتی ہے نہیں معلوم یہ ایک سو چھبیس شعر کہاں سے آئے ۔ بہت
ممکن ہے کہ در اصل اس کے دو ہزار ایک سو چھبیس اشعار ہی ہوں صرف ایک اندازہ
معلوم کرانے کے لیے دو ہزار شعر ہونا بتا دیا گیا ۔

(۵) زیرِ نظر مخطوطے

نواب سالار جنگ بہادر کے کتب خانے کے تین نسخے ہمارے زیرِ نظر
رہے جن کی تفصیل حسبِ ذیل ہے :—
۱۔ بہ خط نسخ قدیم دکنی بہ ظاہر مکمل ہے لیکن اکثر اشعار کم

ہیں۔ سائز ۶×۸ انچ غیر مجلد خاتمہ پر کی عبارت "تمت تمام شد این کتاب میمن حاجی سلیمان بن حاجی احمد مقام ممبئی"۔ تاریخ کتابت اور کاتب کا نام نہیں ہے لیکن رسم الخط سے قدیم معلوم ہوتی ہے۔ تعداد اشعار (۱۸۲۲) ایک ہزار آٹھ سو بائیس ہے۔

۲۔ کراؤن سائز مجلد بہ خط فارسی صاف اور واضح۔ فارسی عنوانات کے ساتھ آخر میں داستان کے خاتمہ کا ایک ورق نہیں ہے اس کے بعد کا حصّہ مکمل ہے داستان کا آخری شعر جو اس میں درج ہے حسب ذیل ہے:۔

"خوش کدھیر تھے ساریاں کوں شادی ہوی او شادی بڑی کیقبادی ہوئی"

تعداد اشعار (۱۸۷۲) ایک ہزار آٹھ سو بہتّر ہے۔ کاتب کا نام وغیرہ کچھ نہیں صرف سنہ کتابت ۱۰۶۱ھ لکھا ہے لیکن یہ غلط معلوم ہوتا ہے اور بعد میں کسی کا اضافہ نظر آتا ہے کیونکہ رسم الخط سے یہ کتاب عہد قطب شاہی کی نہیں معلوم ہوتی اور نہ کتابت سے کیونکہ اکثر الفاظ کا املا بجائے قدیم صورت میں ہونے کے جدید شکلوں میں لکھا ہوا ہے۔

۳۔ ڈیمی سائز مجلد قدیم شکستہ خط۔ اس جلد میں پہلے چندر بدن ماہیار مصنفۂ مقیمی۔ لیلیٰ مجنوں۔ مصنفۂ عاجز درج ہیں آخر میں مثنوی سیف الملوک ہے

جو ناقص الآخر ہے داستان کا آخری حصّہ اور خاتمہ کے اشعار نہیں ہیں اس نسخہ کا آخری شعر یہہ ہے:۔

"نگر گلستاں ارم کا تمام ہو اصاف جیوں جام جم کا تمام"

اس سے پہلے کی دونوں مثنویاں چونکہ مکمل ہیں ان کے آخر میں کاتب کا نام و سنہ کتابت حسب ذیل مرقوم ہے:۔

"تمام شد بتاریخ پنجم و شتم شوال ۲۶ھ محمد شاہی مطابق ۱۱۵۰ھ در شہر اورنگ آباد راقم سید رحمت اللہ ساکن دہلی"۔ مثنوی سیف الملوک کی تاریخ کتابت بھی ۱۱۵۰ھ ہونا چاہیے اور کاتب بھی وہی۔

۴۔ ان تین نسخوں کے علاوہ ہم نے آغا حیدر حسن صاحب دہلوی پروفیسر اُردو نظام کالج کے کتب خانے کے ایک قدیم نسخے سے اشعار کی صحت میں مدد لی یہ نسخہ مجلد و مطلا۔ رائل سائز۔ نہایت خوشخط فارسی خط میں ہے ابتدا میں نصرتی کی گلشن عشق درج ہے جو ناقص الاول ہے اور آخر میں سیف الملوک ہے جو ناقص الآخر ہے آخری تقریباً (۸۰) اسّی شعر نہیں ہیں۔

یہ نسخہ "ڈبی تھی سُنے میں زمیں جان تہاں کہ ایسا سخی بے بدل ہے کہاں"

پر ختم ہوتا ہے اور نہایت اہم ہے کیونکہ اس کا کاتب قریبی زمانے کا ایک

مشہور دکنی شاعر وجدی ہے جس کی تصنیف پنچھی باچا ہے ۔ وجدی نے داستان کے متن میں کچھ اضافہ کیا ہے اور حاشیہ پر انہیں الحاقی لکھا ہے چنانچہ حسب ذیل داستانیں اضافہ ہیں جو کسی دوسرے نسخے میں نہیں ملتیں :۔

(۱) گرفتار شدن سیف الملوک بدست کفتاراں ۴۴ شعر

(۲) رسیدن بہ جزیرہ راکسان و گرفتار شدن ۵۸ ״

(۳) گرفتار شدن بدست دوال پایاں ۳۸ ״

(۴) سلسلہ بیان میں دو جگہ منفرق اشعار کو الحاقی لکھا ہے جن کی تعداد ۱۹ ״ اس طرح جملہ ایک سو انسٹھ (۱۵۹) اشعار کا اضافہ کیا ہے ۔ ان اشعار کے الحاقی ہونے کی وجہ وجدی نے یہ لکھی ہے کہ اکثر اشعار بے ردیف و قافیہ ہیں اور یہ غواصی ایسے قادر الکلام کے قلم سے نکلے ہوئے نہیں مانے جا سکتے ۔ لیکن یہ وجہ قابل قبول نہیں اس لیے کہ اور اشعار جن کو وجدی نے غواصی کے تسلیم کرتے ہوئے لکھے ہیں ان میں بھی اکثر غلط قافیہ و ردیف کے آ گئے ہیں ۔ لہذا یہ تصفیہ کرنا بہت مشکل ہے کہ ان اضافہ اشعار میں کتنے الحاقی ہیں اور کتنے حقیقی ۔ وجدی کے لکھے ہوئے نسخے میں جملہ (۱۹۷۵) ایک ہزار نو سو پچھتر اشعار ہیں ایک جگہ وجدی نے عمداً اشعار مہمل کہہ کر چھوڑ دیے ہیں اس طرح تعداد اور بھی کم ہو گئی ۔ گلشن عشق کے خاتمہ پر

وجدی نے ان مثنویوں کے نقل کرنے کی وجہ اور تاریخ کتابت خود نظم کی ہے
جس کے آخری شعر یہ ہیں :۔

"جیو لگا اپنا مشقت سوں — خوش گوندیا یو ہنر تے نو سر ہار
خان جو وہے سمی اسمٰعیل — نیک خو نیکنام نیکو کار
وو کیا جیوں مجے اشارت خاص — لکھ دکھایا شکستہ بستہ نگار
سال تاریخ بس ہے اے وجدی — سیر گلشن دسے نین کوں بہار"

(۱۱۳۸) ہجری
اس سے معلوم ہوا کہ اسمٰعیل خاں نامی کسی شخص کی فرمائش پر وجدی نے یہ دونوں مثنویاں ۱۱۳۸ھ میں نقل کی تھیں۔ ہم نے فٹ نوٹ میں جو اشعار کے نسخے دیے ہیں ان میں تمیز کرنے کی خاطر نواب صاحب کے پاس کے نسخوں کے لیے (س) اور آغا حیدر حسن صاحب کے نسخے کے لیے (ح) لکھا ہے۔

عہد قطب شاہی کی مثنویوں کا معیار معلوم کرنے کے لیے ایک ملک الشعراء کی مثنوی سیف الملوک سے بہتر نمونہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ ارباب تحقیق اپنی ادبی کاوشوں کے لیے اس مثنوی سے بہت کچھ استفادہ کر سکتے ہیں فقط

یکم فروردی ۱۳۴۷ فصلی

میر سعادت علی رضوی۔ ایم۔ اے

ملا غواصی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد

الٰہی جگت (دنیا) کا الٰہی سو توں (تو) — کرنہار (کرنیوالا) جم (ہمیشہ) بادشاہی سو توں (تو)
ترے حکم تل (تابع) نو گرہ آسماں کے — رعیت ملک تیرے فرمان کے

بھر بالش (اس) گرہاں بیچ تارے ختم — کریں نوبتاں سوں النگ (چھلانگ) دم بدم
فرنگیاں سوں بجلیاں کے پرچ ساز توں — زحل کوں رکھیا کر فرنگ واز توں

جہاں لگ (تک) جو بادل کے ہیں گڑگڑات (گرج) — تیری فتح دولت دمامے (نقارے) کے ٹھاٹ (ساز و سامان)
ہتی (ہاتھی) تیرے دربار کے پہاڑ سب — چھڑی دار (چوبدار) تجھ دار (گھر دروازہ) کے جھاڑ سب

جو بارہ اماماں ہیں اُن پر (پہاڑ) سلام — سو بارہ سلحدار تیرے مدام
نبیاں ہور (اور) بعضے ولیاں ہیں جتے (جتنے) — ترے دار کے سرگروہ ہیں وِتے (اتنے)

ایتری بادشاہی کو کچھ انت نیں — تیرے ملک میں غیر کون نپت تیں

اخزینے بھریا غیب کے غیب تے — (۱۰) ہوا توں اپیں پاک پھر عیب تے[^1]

بسایا ہے ترجگ کا یک ہاٹ توں — دکھایا ہر ایکس کون یک باٹ توں

کھلایا جنت کی کواڑاں تہیں — بندھایا شفق کے پہاڑاں تہیں

چندراہیں تے توں چند ناکاڑتا — سورج تے گرم دھوپ توں پاڑتا

دکھاتا تماشے عجب دور تھے — دیاتا ہے لکھ نور یک نور تھے

ہریا کر رکھیا توں زمیں سات کون — دیا رنگ پھل پھول ہور پات کون

نوے پھول ڈالیاں پہ بار آئی سو — او تشریف ہے تجھ کنے پائی سو

جو کچھ توں کرے سو سرے جم تجھے — سدا سیوے مل سات عالم تجھے

غواصی جو تجھ وار کا خاک ہے — تیری باٹ کا محض خاشاک ہے

دکھا کیمیا کر توں مجھ خاک کون — دے رنگ یا بن مجھ دل کے پھل پھانک کون[^2]

---

[^1]: ع‌ن۔ اہے پاک توں عیب ہر عیب تھے۔ (ح)

[^2]: ع‌ن۔ کھلا پھول کر ہنج خاشاک کون۔ (ح)

دُعا

رحیما سچا توں غنی ہوئے رہے (۲۰) غنی تجھ بغیر از نہیں کوئی رہے

توں مقبول ہے مقبلاں کا سچیں تہیں نور روشن دلاں کا سچیں

جو کوئی زندہ دل ہے توں اُن کا حیات جو کوئی ہووے تجھ سات تو ان کے سات

جو ہوں یا الٰہی ترا داس میں کیا ہوں بہت ایک تیری آس میں

تو مجھ داس پر کھول در فیض کا میرے من منیں بہرا اثر فیض کا

طراوت دے مجھ آس کے باغ کون دوا بخش مجھ درد کے داغ کون

وفا میں بڑا کر جواں مرد مُج تیرے باٹ کا کر کے رکھہ گرد مج

عطا کر مجھے کچ تیری ناؤں سوں دے پرواز مجکوں بلند دہانوں سوں

تیرے نور کی رہ دکھانا مجھے دلا عاقبت کا بجھانا مجھے

جلا دے میرے جیو کی آگ کون دے رنگ باس مجھ دلکی پھل پھاک کون

سدا کسب میرا سو اخلاص کر (۳۰) تیرے خاص بند دل میں مجھ خاص کر

چکا جوت تج دہیان کیرا رتن میرے من کے صندوق میں رکھ جتن

ہماں کر مجھے باٹ کے اوج کا شہنشاہ کر گیان کی فوج کا

میری حبیب کون کر شکر بار جم　　میسیا کا دوے منجکوں آثار جسم
رتن غیب کے لیا میرے سلک میں　　بہر امرت کے چشمے میرے کلک میں
نوے مضموناں دہنڈ لیا تا اچھوں　　جو غواص ہو تج سرا تا اچھوں
مناجات غواص کا کر قبول　　بحق نبیؐ ہے جو تیرا رسول

درنعت

سچا ہے توں احمدؐ سچا مرتضےٰ　　سچا توں محمدؐ سچا مصطفےٰ
توں اُمّی توں مکّی توں مرسل سہی　　توں طٰہٰ توں یٰسین توں البطحی
توں ظاہر توں باطن نبیؐ بے نظیر　　توں اول توں آخر۔ تو ہی ہے اہیر
جکچ توں کہے سو کرے رب قبول　　(۴۰) تہیں ہاشمی ہور قریشی رسول
توں شافع توں سابق توں واعظ سچا　　توں قائم توں حجت توں حافظ سچا
دیا تج نبی ناؤں رب الجلیل　　نقی ہور سخی توں ولی ہور خلیل
دیو نہار ساریاں کوں ایاں توں　　خدا کے نبیاں کا سو سلطان توں
سدا تج تھے معمور گھر دین کا　　توں صاحب سچا ہے جگت تین کا

توں ظاہر توں پنہاں اچھے سب سیتے — وَلے ہر کڑی ہل اچھے رب سیتے

زمیں تھے عرش پر گئے شہ سوار — کرے توں گذر پل میں کئی لاکھ بار

ملائک یو پروانہ تج نور کے — ولیاں سارے ذرہ ہیں تج سور کے

طلب کا جو سر پر رکھیا تاج توں — دیا تل میں جا نورِ معراج توں

خدا ہور تج میں جدائی نہیں — کسے رب سوں یوں آشنائی نہیں

ہتھیلی تیرا لوح انگلی قلم — (۵۰) تیری مُشت میں عرش کرسی ہے جم

خدا کا جو عالم ہے ہجدہ ہزار — رہیا ہے تیرے چھاؤں تل برقرار

تو جس ٹھاؤں اپنا رکھے پاؤں تیں — تو در حال جیو آوے اس ٹھار کوں

زباں دیوے توں بے زباناں کے تئیں — فرح بخش جیواں کے کاناں کے تئیں

توہیں معجزیاں کوں سو دیکھلا ہنار — توہیں سب کوں جنت میں لیجا ہنار

غواصی جو صدقا ہے تج ناؤں پر — فدا جیو ہے اس کا تیرے پاؤں پر

نبیؐ کے ابابکر اصحاب ہیں — سو دوسرے عمر ابن خطاب ہیں

سو عثماں نبیؐ کے بڑے یار ہیں — ہمیشاں وو ان کے وفادار ہیں

در صفت حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ

توں ہے سات جگ کا ولی یا علی　　　ولیاں تیرے جگ کے قلی یا علی

جکوئی غوث ہے قطب اقطاب ہیں　　　جکوئی جو جلالت کے اصحاب ہیں

دو ہیں خاک ہو جم تیرے پاؤں تل (٦٠) کریں زندگانی تیرے چھاوں رتل

دہرت گم مٹھی میں ترے یوں دیسے　　　کہ دو مغز باوام ہیں جیوں دیسے

کہ توں وو کلیم آج مغرور ہے　　　جو کھا ندا انی کا تیرا طور ہے

جو سیمرغ ہے قاف ٹھارا اُسے　　　تیرا یاد دائم ہے چارا اُسے

پہاڑاں تیرے داس کہواویں سب　　　چل آوے کہے توں تو چل آویں سب

دکھاوے جلالت کے جو دہات توں　　　بھری لیا گھڑی میں سمند سات توں

اتل اُتنا غضب کر جو توں دور ہوے　　　بہنڈ ولی تو ابنر کی پھٹ چور ہوئے

کھڑا ہوئے اگر ہٹ سوں یک سات تو　　　نہ پھرنے دیوے دیس ہور رات کوں

بھبھنک دہرت سوں آنکل خاک تھے　　　رہیا بہار لے سر پہ تج دہاک تھے

کرامت تجھے تیرے کنکر پہاڑ ہوئیں　　　سکی ڈالیاں سب ہرے جھاڑ ہوئیں

ولایت کے آسمان تھے بھار جیوں (۷۰) تیرا کھرگ نکلیا سورج سار جیوں

چندر تارے دہشت سوں چھپ گئے تمام — سحر مکر کرنے تھے سب رہے تمام

گگن جو اہے ناگ پھن سات کا — پڑے ضرب اس پر جو تج ہات کا

سو سایے تو پھن اس کے پڑیں ٹوٹ کر — زمیں ٹکڑے ہو جائے سب پھوٹ کر

کہ پھر جھاڑ گل بر زمیں تجکوں آئے — شجاعت تیرا اس ملک گڑبڑائے

جو سب ٹھار تیری دُراہی چلے — سبی کھن میں تیری جو شاہی چلے

جکوئی تج ولایت منے شک جو لائے — وو بیشک جو دوزخ کے درمیان جائے

فدا یا علی میں تیری باٹ پر — سُتوں خارجاں کی منڈیاں کاٹ کر

کروں ورد اپنا تیرا ناؤں میں — دنیا دولتاں غیب تھے پاؤں میں

بدن پر کروں جیب ہر بال کوں — سراؤں سدا تج نول لال کوں

رہوں تج تھے جگ میں سرافراز ہو (۸۰) سدا تج ہوا میں اوڑوں باز ہو

تیری پنت کی دھول آنجن کروں — درود دک کوں بکد ہر تھے بھنجن کروں

رہوں تیرے بندیاں منیں خاص ہو — تیری مدح دریا میں غواص ہو

نظر کر کرم کی توں مج پر مُدام — تج اوپر ہزاراں درود ہور سلام

جو بارا اماماں بڑے راج ہیں — جتے اُنوں کے میرے تاج ہیں

تحیات اُن کے اوپر لاکھ لاکھ مخالف انو کھے اچھو جم ہلاک
زہیں

مدح حضرت میراں محی الدین قدس اللہ سرہٗ

قسم کھاؤں میں سورہ لیسین سوں کہ حق بعد ہے جیو میرا تین سوں
حمایت جو مج بس اہے تین کا محمدؐ۔ علی۔ ہور محی الدین کا
کہ یو تین سو ایک ہیں دوئی نیں دو دیکھے سو احول بنا کوئی نیں
ولیاں میں ولی سو محی الدین ہیں مقرب ولی سو محی الدین ہیں
محبّاں جتے ہیں سگل طالباں (۹۰) یو محبوب کے ہیں وو سب مطلوباں
تہیں غوث اعظم سو مشہور ہے چراغ نبیؐ کا تہیں نور ہے
خدا کے سو ہے شیر کا شیر یو دہرے سب منے تیز شمشیر یو
کہ اس بات شاہد ہے بندہ نواز محمد حسینی ہے گیسو دراز
محی الدین کا قدر اُنو فام اہیں کہے ہیں لوہ ہورنہ نام آپیں
جکوئی جو محی الدین سوں پھر پڑے ٹوٹے گردن اسکی تکیں سر پڑے
اسے چھوڑ جو کوئی منگے دین کوں نہیں دین وایماں اس ہین کون
حقیر۔ ذلیل

نہ اس کو خدا نا محمدؐ - علیؑ دیوانا کُتّا ہو پھرے ہر گلی

جو کوئی ایک دل ہے محی الدینؒ سوں سرافراز ہے او دنیا دین سوں

چھپے جس تھے خوش یو ولیاں کا ولی خوش اوس تھے خدا ہور محمدؐ علیؑ

کہے غین ہور واو الف صاد ایے (۱۰۰) محی الدنیاں کون اچھے یاد ایے
(یہ ... ہے)

جہاں لگ محی الدنیاں ہیں تمام ہیں مقبول اللہ کے والسلام
(غواص — محی الدین کے پیرو)

تعریف سلطان عبداللہ قطب شاہ

جو سلطانؒ عبداللہ آفاق گیر سو لکھن شہنشاہ گردوں سریر
(نیک بخت)

چندا چوندواں خسروی بُرج کا امولک رتن حسن کے دُرج کا
(انمول — موتی)

سگل پادشاہاں میں اس کا ہے ناؤں اسی قطب کا قطب تارا ہے چھاؤں
(تمام)

سلیماں کے جو تخت کا ناؤں ہے عطا شہ کوں او تخت کا ٹھاؤں ہے

پریاں دیو آویں وطن چھوڑ سب کھڑے ہور ہیں ڈرتے ہت جوڑ سب
(ہاتھ)

نت اس شہ کے سیوک ہوں سیویں تمام دیکھن شاہ کوں یوں کہ لیویں تمام
(ہمیشہ — دیکھ کر — کہیں)

ن سو سلطاں محمد قطب شاہ گنبھیر جگ آدھار ہے ہور جگ دستگیر (س)

نگر پھر کہ دنیا میں اوتار ہو سلیمان آیا تخت سوار ہو

عجب کیا جو شاہاں مِل آویں تمام سو بندگی کا خط دیکے جاویں تمام

جلالت بھریا حال دیکھ شاہ کا (۱۱۰) کلیجا پھٹے مہر ہور ماہ کا

کئے عدل یو شہ ہر یک ٹھاؤں سوں کہ نوشیرواں کا چھپا ناؤں سوں

دلیراں سو ہیبت تھے نکلتے ڈریں گوہاں ہیں تے شیراں نکلتے ڈریں

گوری

اِسی شہ دلاور کے ڈروا سطے ستارے کھڑے ہوں نہ سک نہاستے

بھاگتے

اگر شہ جو فرماوے یک تار کوں چلاتا لیکر آوے سنسار کوں

بچن سن کے یا جوج شہ دھاک تے چھپا جاکے پاتال میں خاک تے

قوت شہ کا پاکر مکھی سار کی تھپیڑاں سو رستم کے مکھ مارتی

حمایت سو شہ عدل کا پاؤ کر بدل جا وطن کر رہیا باؤ پر

دسے شہ کوں یوں ہات تیغ آبدار کہ حیدر کے جیوں ہات میں ذوالفقار

جم اس شہ کوں یو کامرانی سجے عدالت میں نوشیروانی سجے

اگر علم کی بات پوچھے جسے (۱۲۰) اندازا نہیں مارتے دم کسے

کہ ہیں شہ کوں روشن گپت راز سب چھپے غیب کے جو ہیں آواز سب

پوشیدہ

اگر کوئی لیویں گوند کچ دِل منے کہے کھول شہ فام کر تل منے

سونچ معلوم کرکے

منگے دل جو ٹک شاہ گنبھیر کا پون پر بندہا ہووے محل نیر کا
لٹکتا جو شہ جاوے جس ٹھاوں چل ہوا آ پڑے فرش ہو پاوں تل
انبرسات جو گرد گھیرے اہیں سو شہ کے رنگا رنگ ڈیرے اہیں
رضا شہ کی ہووے ذرا چور کا لیویں تل منے تخت چند سور کا
خزینے جو ہیں شہ کے بھرپور ہو جواہر کے ہیں عین سمدر ہو
جتا اُس خرچتے تو سرتا نہیں جتا لیا کہ بھرتے تو بھرتا نہیں
نہ ایسا کہیں شاہ سو جان ہے نہ ایسا دلاور کہیں جوان ہے
نہ شہ سار سورج کس اسمان ہیں (۱۳۰) نہ شہ سار تن ہے کسی کہان ہیں
فدا شہ پہ چند سور آسمان کے جتے ہیں رتن جگ کیرے کہان کے
غواصی جو شاعر ہے شہ کا مدام کرے یوں دعا شاہ کوں صبح و شام
جہاں لگ یو دنیا بسن ہار ہے جدہاں لگ یو انبر نراد ہار ہے
جہاں لگ اچھو شہ کی شاہی قرار رکھے امن سوں شہ کوں پروردگار
اچھو دوستاں شہ کے شہ چھاوں تل دینڈے ہور سب دشمناں پاوں تل
کہ شہ گھر سدا عیش کا کاج اچھو بسے لگ دنیا شاہ کا راج اچھو

———— (۞) ————

تعریف سخن

قلم کاف و نوں تھے جو نکلیا بہار — سو پہلے بچن کوں کیا آشکار

بچن کا پڑیا ناد سروں منے — کیا ٹھار آ جیو کے تن منے

جکچ راز پردے میں ہیں غیب کے — جو کچھ ہیں چھپے بھید لاریب کے

وتے سب بچن میں سماتے اہیں (۱۴۰) بچن تیچ تھے بہار آتے اہیں

بچن تھیں سدا جیب کوں رُوچ ہے — بچن تیچ بھرپور سب کوُچ ہے

بچن عرش کرسی پو تھے دلائے ہیں — بچن آدمی کے بدل آئے ہیں

بچن کا فضیلت جم اونچا اہے — بچن کے نہ کوئی حد کوں پونچا اہے

بچن کا اہے گرم بازار جم — بچن کوں پرو ہے ہر یک ٹھار جم

بچن تیچ ہووے خدا کا صفت — بچن تے ہووے نعت اور منقبت

بچن تے شہاں کوں سراتے اہیں — بچن تیچ بھومان پاتے اہیں

بچن تے سوالاں جواباں ہوویں — بچن تے حساباں کتاباں ہوویں

بچن تھے مراداں جگت پاؤتے — بچن تھے مُلک ہور گِراں آؤتے

بچن تھے بھلے اور برے کام سب — ہر ایکیس کوں ہوتے اہیں فام سب

بچن نیچ ہووے سدا صلح و جنگ (۱۵۰) بچن تیچ حاصل ہووے ناؤ ننگ

بچن تھے ہوئی فام نیکی بدی   بچن تھے ہووے منتہی مبتدی

بچن تھے دلاں ہات لیتے اہیں   بچن تھے کیتے جیو دیتے اہیں
کتنے

بچن تھے چلے دین و دنیا تمام   بچن کے ہیں محتاج سب خاص و عام

بچن تھے گھراں ہوتے ہیں کھڑے   بچن تیچ ہوتے ہیں لوگاں بڑے

بچن موتی ہیں جیو کے کان کے   بچن پر تھے واریں رتن کھان کے
موتی معدن

بچن کی پو جھلکار نو بھان ہیں   ستارا نہیں ہے کس آسمان ہیں
سورج کسی

بچن غیب کے ہیں عجب جوہراں   بچن کے سو ہیں جوہری شاعراں

بچن کے سمند کا ہوں غواص میں   دہر نہار ہوں موتیاں خاص میں

جگت[ن] جوہری سب ہیرے پاس آئے   ہیرے خاص موتیاں کوں جیو کر لجائے
لے جایے

چڑے ہات موتی یو جس راج کے (۱۶۰) تو سر پر رکھے جوڑ اوپر تاج کے

اُنن کا بہا کوئی دے نا سکے   بغیر راج بھی کوئی لے نا سکے
ان قیمت

[ن] جگت جوہری چل جو جھ پاس آئیں
(ح)
تو اس خاص موتیاں کوں جیو کر لجائیں

در حسب حال خود گوید

جو یک دیس گل میں سحر گاہ کر — چلیا پھول باڑے کدن خیال دھر

سو یوں کچھ وہاں پھول بار آئے تھے — سبز پوش ڈالیاں پہ جھلکائے تھے

مگر پاچ سوں شمع کے جھاڑ کر — دیوے لیائے تھے نور کے سر بسر

ہیرا روح پروانہ کے سیار کا — جو عاشق ہے نوروں کی جھلکار کا

دیکھ اس شمع کے جھاڑ کوں نور کے — لگیا پھرنے خوش کھول نکھ سور کے

منجے حالت استہار پیدا ہوا — سعادت کیرا دن ہویدا ہوا

میرے بخت کا سور جھلکا ئیا — مکھ اقبال چوندہر تھے دکھلائیا

کواڑاں کھلے سب ہیرے فام کے — کھلے پھول مقصود کے کام کے

ہیرا[ن] جیب بلبل ہو بولن لگیا (۱۷۰) — چھپے غیب کے نغمے کھولن لگیا

ہوا عقل کا دست مایا مجھے — تو اس دہات خاطر میں آیا مجھے

کہ پنجاؤں نا دل سے تے تازا نگار — جو دنیا میں اپنا اچھے یادگار

ن۔ وجدی کے لکھے ہوئے نسخہ میں جیب کو مونث لکھا ہے یعنے "میری جیب بلبل ہو بولن لگی"

ہیں یو بول پورا کیا نئیں لگوں　　　ندا غیب کا آئیا مجکوں یوں

کہ اے تازے نقشاں کوں پچا نہار　　　بچن غیب کے ڈھنڈ ڈھنڈ لیا نہار

نبا یک طرح توں کہ یو وقت ہے　　　تُنوں یار جواب ترا بخت ہے

کُھلا ہے ترے مُکھ پہ در فیض کا　　　ہوا ہے عطا تج اثر فیض کا

نکل آ فصاحت کے میدان توں　　　بچن کے ترنگ کوں دے جولان توں

کہ اس ٹھار تج بن نہیں کوئی اب　　　لجا توں بلاغت کیرا گوٹے اب

کہ سیف الملوک ہور بدیع الجمال　　　یو دونوں ہیں عالم منے بے مثال

ان دوئی کا داستاں بول توں　(۱۸۰)　سو دفتر اُن عشق کا کھول توں

کہ گئی داستاں جگ میں ہوگئے اہیں　　　ولے کوئی ایسا نہیں کہے اہیں

تیرے تائیں آیا ہے یو داستان　　　ظفر تج کوں لیایا ہے یو داستاں

پڑیا یو ندا جوں میرے کان میں　　　کھڑا آ فصاحت کے میدان میں

میرا دل خزینہ جوں معمور ہے　　　بچن کے جواہر سوں بھرپور ہے

لگا رولنے تائیں میں جوہراں　　　دپایا تجلیاں میں نو انبراں

کیا شعر تازا بڑے چھند سوں　　　ہر یک بند بسلائیا بند سوں

جو لفظاں ملایا رنگیلی رنچھل　　　پرویا جواہر کی چھیلی رنچھل

خیالاں کے فوجاں کو دوڑائیا　　ہزاراں نوے تشبیہاں لائیا
بنایا نوے مضموناں ہور بھی　　دیا طبع کو زور پر زور بھی
رچیا بول پر بول یوں رس بھرے (۱۹۰) جو اس تھیں مٹھائی کے بچہراں جھڑے
میر اگیان عجب شکرستان ہے　　جو اس تھے میٹھا سب ہندوستان ہے
جتے ہیں جو طوطی ہندستان کے　　بھکاری ہیں ہیچ شکرستان کے
شکر کھا میرے شکرستان تھے　　مٹھے بول اوٹھے اواپس گیان تھے
کہیا ہیں جو کچھ آئی سو فام ہیں　　کیا ناتوں یک روم ہور شام ہیں
اُچایا طرزا ایک تازا میٹھا　　جگت بیچ پاڑیا آوازا میٹھا
دکھایا ہنر موسگافی کیا　　سلاست کے تئیں سرتے صافی دیا
نزاکت کوں ہیں آپ نے خیال تھے　　دکھایا ہوں باریک کر بال تھے
دیا تازگی شعر کے دہات کوں　　سحر کر دکھایا ہر یک بات کوں
لطافت منے ہیں سخن سنج ہوں　　دہر نہار لاک غیب کے گنج ہوں
جو ہیں ہم سوں طبع آزمائی کروں (۲۰۰) تو ساریاں اوپر پیشوائی کروں
کہوں تازے مضموں یک تل منے　　کہ بیچد اُبلتے ہیں مجھ دل منے
ہنر کی گوی کا سو ہیں باگ ہوں　　بچن کے او تم گنج کا ناگ ہوں

سکے کون ملنے میرے طور میں　　کہ رستم ہوں میں آج کے دور میں

میری جیب عجب کھرگ ہے آبدار　　سدا تیز پانی دھرے بے شمار

ہیں اپ جیب کی کھرگ تاثیر تھے　　بچن کا لیا ملک یک دھیر تھے

فہم کا سو گنبھیر دریا ہوں میں　　جواہر کے موجاں سوں بھریا ہوں میں

عطارد سو ہے کلک مج ہات کا　　دوات ہے سو میرا چندر رات کا

گگن ساتوں دفتر میرے شعر کے　　ستارے سو جوہر میرے شعر کے

جو کچھ تشبیہاں خوب معقول ہیں　　میرے خیال کے بن کے وہ پھول ہیں

میرے طبع کا جھاڑ جم لیا دسے بار (۲۱۰)　　کھلے پھول[ن] تسکوں ہزاراں ہزار

یو امرت سو بتیاں بڑے شوق سوں　　ہیں لکھنے لگیا دل کے ات ذوق سوں

قلم جیو پا چلبلانے لگیا　　دو جیباں سوں مجکوں ہرانے لگیا

جہاں ہووے مذکور یو داستاں　　دلاں کوں دیووے سرور یو داستاں

سنیں عاشقاں یو تو حیراں ہوئیں　　پڑہیں پیر مرداں تو پھر جواں ہوئیں

نرنجن جگت کا توں سامی اہے　　دیاونت داتار نامی اہے

ن۔ ثریا کے جھونکے ہزاراں ہزار (ح)

بلی جاؤں اُس کی دیا کے اوپر　　مہربان رب کی مَیا کے اوپر
جو مجھ دل کے سمدور پر دوڑیا　　عنایت کیرا سانت برسایا
سو میرے خیالاں کے سیپیاں منے　　ہر یک بُند تس سانت کے آچھے
سو یوں کو چ موتیاں اُپلنے لگے　　خیالاں کے سیپیاں میں ڈھلنے لگے
جو دل سمد کوں موج پر موج آئی　　(۲۲۰) ہر یک موج چوندہرتی جوں فوج آئی
سو فوجاں مجھے شوق میں لیائے ہیں　　جواہر کی جھلکار دکھلائے ہیں
جو غواص ہوں میں کمر باندیا　　سو سمدور میں دل کے ڈبکی لیا
سو یوں موتیاں ڈھال لیانے لگیا　　جواہر کے لیار اس بھانے لگیا
جو سات انبراں میں سمانا سکے　　کسی کے حساباں میں آنا سکے
سو موتیاں کے انگے لیار اس ہیں　　مدد منگ اپنے خدا پاس میں
پرونے لگیا بس آپ ہات سوں　　رنگا رنگ ہاراں بہوت بھانت سوں
ہر یک ہار سینگار سنسار کا　　سورج ہوڈلے جوت ہر ہار کا
کہوں داستاں سر بسر کھول میں　　کروں جگ کوں بیتاب اٹھوں بول میں

آغاز داستاں

کہ حضرت سلیمان کے وقت پر | انھا مصر میں راج ایک بخت ور
نگر مصر کا تس انھا تخت گاہ (۲۳۰) اچھے تس ضبط تل سکل بادشاہ
نول عاصم اس راج کا نیک ناؤں | شہاں میں انھا اس شرف ٹھاؤں ٹھاؤں
او دانا و عاقل جواں مرد تھا | مسلماں خدا ترس با درد تھا
بندا اس کے گھر کا سو اقبال تھا | بسا سو اسے کوٹھریاں مال تھا
اچھے گھوڑے پاگاہ میں نو لاک اسے | تیر انداز تفنگی تھے سو لاک اسے
انھا لشکر اس کے کنے بے شمار | شجاعت میں ہور عدل میں نامدار
چلا جگ اپر حکم ہر سال یوں | کیا بادشاہی سوں خوشحال یوں
اَدک چھاؤں کا رو کھہ تھا شہریار | ولے سرو آزاد جیوں تاجدار
سدا راج کرتا انھا آپ ستا | ولے اس کوں بیٹی نہ بیٹھا انھا
سو یکدیس اپس میں اندیشہ کیا | فکر زاد ہو من میں یوں لائیا

ع۱؎ سخاوت

کہ اپس ملک مال پروردگار (۲۴۰) بتنا کچ دیا ہے جو نیں اس شمار

ولے کوئی جتن اس رکھنہار نیں — کہ مجھ بعد میرا کوئی اٹھہار نیں

نجانوں یو مال ہور ملک یو ولات — پڑیگا کسی جا کے دشمن کے ہات

اگر کوئی فرزند ہوتا منجے — تو یہ جگ میں آنند ہوتا منجے

بڑا ناؤں ہوتا میرا ٹھار ٹھار — دنیاں میں رہتا یک میرا یادگار

حکومت میرا ہات چڑتا اُسے — یو مال ہور ملک سب سنپڑتا اُسے

دریغا بڑا غم ہے منج دل منے — نجانوں بھجن ہوے کس تل منے

پشیماں اس دہات ہوتا اچھے — اپس میچ جھک جھک روتا اچھے

صبا اٹھ کرے خیر خیرات بھوت — کہ ہوتا کہ فرزند اپسے تُرت

خدا کے ولی خوب اچھے کوئی جہاں — منگے پاؤں سوں جائے چلتا دہاں

منگے جا کے پہلے یہی مدعا (۲۵۰) کرے خدمت ہور اون کی لیوے دعا

سدارات دن اسکوں یہی کام تھا — نہ نیں نیند نا دن کوں آرام تھا

ہوا اس فکر کے فکر تھے ادہیڑ — لیا دو کہہ بچارے کوں چوندھر تے گھیر

سٹیا بادشاہی تھے امید سب — وہ چنتا ہوا من میں غم بھید سب

پھرایا قناعت سٹیا تن کے بھیس — چھلے بیٹھیا گھر میں چالیس دیس

وزیراں جو دولت کے تھے ٹھار ٹھا | ملے شہ کے دربار سب ایک بار
جو کوئی جو وزیراں منے خاص تھے | جو شہ سوں دھرنہار اخلاص تھے
سوا دیس ہور صالح ابن حمید | یو دونوں کمر باندھ ہو مستعید
مہابل کنے پیش ہوئے سوں بچار | بھجن کرنے دو کہہ شاہ کا کر قرار
ادب سات مل شہ کے آنگے ہوے | دریں شاہ کا جوں بجھا دیکھئے
سو غمگین دسیا شاہ کا حال سب (۲۶۰) کیودی ہو رہیا ہے رنگ لال سب
بہنیز گئے ہیں دیدے دوکھوں میں کر | گئی ہے فکر تے کمر بیس کر
کہ جا گئے پہ خطرہ نہ تھا ٹھار کوچ | نکل جیو جانے نہ تھا بہار کوچ
کہے آکے اے خسرو نامدار | رکھے تجکوں خوشحال پروردگار
توں کیا فکر کرتا ہے دن ہور رات | یو کیا کام ہے توں جو پکڑیا ہے ہات
نزیک ہے جو لشکر میں فتنا اٹھے | خلل ہووے ہور ملک تیرا لٹے
کہ یو کام تج شہ کوں واجب نہیں | تیری عقل کوں یو مناسب نہیں
اگر کوئی شاہاں سنیں گے یو بات | تو خوش پایں سے نا کسے دہات ہات
توں عارف ہے تجکوں ہیں کیا کہیں | تیرا حال یو دیکھ کیوں چپ رہیں
شہنشاہ اس بات کوں سون کر | دیا جاب معقول یوں جون کر

کہ اے خیر خواہاں اپد (زیادہ) کہہ فام کے (۲۷۰) تردد کرنہار ہر کام کے

ہیں اس وقت وو شاہ گنبھیر (بردبار و عظیم الشان) ہوں — کہ جوڑا نہیں منج جہانگیر کوں

کہ شاہاں نہ سوئیں ہیرے دہاک تھیں — لرزتے مرے عدل کے ہانک (آواز) تھیں

جو ہٹ کر اگر میں دہروں دل منے — تو دشمن کوں رہنے نہ دیوں تل منے

(جو ہٹ (ان) کر اگر میں کروں دل میں دند (مخالفت) — تو رہنے کسی کوں نہ دیوں اند گند (نام و نشان))

کسی شاہ کا ڈر نہیں کچ مجھے — ولے ایک یو غم کیا ہچ مجھے

شہاں ہیں اگرچہ ہوں میں جگ پتی (شہنشاہ) — ولے گھر کوں تیں کوئی دیوا (چراغ) بتی

یہی ہے ہیرے دل کوں دہڑکا بڑا — سو کیوں ملک مج بعد ہوگا کھڑا

اسی واسطے سخت دلگیر ہوں — نہیں حال کوچ مج تے تغیر ہوں

وزیراں سنے شاہ سوں یو بچار — شہنشاہ کوں دہیرک دے (دلاسا) سب ایکبار

نجومیاں کو یکدہر تی (فوراً) حاضر کئے — چھپا شاہ کا راز ظاہر کئے

دیکھے کھول جیوں شہ کے (تمام) طالع قوی (۲۸۰) خوشی سب کے تیں لکھ دکھائی نوی (نئی)

ستارا اُٹھا جاگہہ شہ بخت کا — ہوا وقت خوبی کیرے (کے) وقت کا

شہنشہ کے طالع قوی پائیکر (پاکر) — بشارت (خوشخبری) دیے شہ کوں یوں آئیکر (آکر)

کہ اے بادشہ بھوگنی بخت ور (قسمت والا) — توں فرزند کے کارن اب غم نہ کر

یمن کے جو راجے کی بیٹی ہے ایک　　　چندر سور کھاتے ہیں شک اسکوں دیکھ

اوسے منگ تج شاہ کوں وو سجے　　　کہ دیگا خدا اس تھے فرزند تجھے

سنیا اس بشارت کو جوں شہسوار　　　خوشیاں ساتھ گھر میں تھے نکلیا بہار

پریشان خاطر ہوا جمع نو　　　لگا دینے من کیرا اس شمع نو

کیا سجدہ اس وقت شکرانے کا　　　سو پایا جو تھا دعا پانے کا

مہاراج گنبھیر عاصم نول　　　چڑیا دیک ایس ہات اقبال پل

بلا بھیجیا سب امیراں کے تئیں (۲۹۰) گنی پیشوا ہور وزیراں کے تئیں

دیا حکم آنند پا بے حساب　　　لکھیں نامہ شاہِ یمن کو شتاب

جو لکھنے کوں نامہ جوں آیا دبیر　　　اشارت سوں من شہ کا پایا دبیر

سمجھ شاہ کے دل کے سورات کوں　　　لکھیا نامہ بیگی کر اس دہات سوں

کہ اے بھوگنی شاہ سمرت سجن　　　تمھارا سدا اگرم اچھو انجمن

جہاں آفریں ہے جو سب پر قدیر　　　جگ آدھار ہے ہور جگ دستگیر

جو تمنا کوں کر بادشاہِ یمن　　　کیا ہے عطا تخت گاہ یمن

بڑے ہیں تمھیں نیک نامی میں آج　　　دسیں بے بدل احتشامی میں آج

بہوت دن تھے منج دل میں اے شہسوار　　　محبت تمھارا کیا ہے قرار

اگر چہ ہیں ظاہراً دو ہیں دور — ولیکن ہیں باطن میں دونوں حضور

میرے دل میں یوں آؤتا ہے اِتال (۳۰۰) جو ظاہر و باطن اچھے ایک حال

تمھارا میرا گھر سو ہے ایک گھر — تمھارا کہیا ہے میرے سیس اوپر

ولیکن سنیا ہوں میں تمنا کوں ایک — اُتم پاک داہن ہے فرزند نیک

اگر اس میرے عقد میں لیا سکے — میری نسبت کر مجھ کو دکھلائینگے

تمھارا وفادار کہلاؤنگا — عزیزاں کے شرطاں بجا لاؤنگا

محبت سوں گذران کر بات کوں — کیا ختم نامے کو اس دہات سوں

جو کچھ خلعتاں خسروانی اچھے — جو کچھ تحفے نادر شہانی اچھے

انھا مرتبہ خسروانی جتیا — کئی لک وضا سوں مہیا ویتا

دیے دیدیے سات حاجب سنگات — ترت بات لائے مراتب سنگات

آنگے مہتراں سوں خزانا کئے — یمن کے کدن خوش روانہ کئے

ایکیک ملک یکیک شہر یکیک لات (۳۱۰) یکیک گڑھ یکیک کوٹ لک لٹ دہات

النگتے النگتے چلے تا یمن — خبر گئے یمن کے شہنشاہ کن

کہ شہ مصر کے ملک کا بے نظیر — حجابت کوں بھیجا ہے اپنا وزیر

جو شاہ یمن شہر سنگار سب — کتک سات رچ اپنا بہار سب

مجالس بھرا خسروی شان سوں — بلا بھیجیا سب کوں بہو ماں سوں (بہت عزت)

وہو نامہ سر اسر پڑایا تمام — سو مقصود خاطر ہیں لیایا تمام (وہ، پڑھایا، لایا)

ہوا خوش لکھے سو ہر یک بین پر — لے نامہ رکھیا آپ نے نین پر (فقرہ، رکھا، اپنے، آنکھوں)

قبولیا جکچ لیایے سو یادگار — رکھایا جتن یاد سوں ٹھار ٹھار (قبول کیا جو کچھ لائے، جگہ جگہ)

نوازیا سکل خاص ہور عام کوں — دیا خلعتاں سب کوں اکرام سوں (سب)

جو شاہ بین شادمانی کیا — بڑی میہمانی شہانی کیا

دیا اپنی بیٹی کوں اس شاہ کوں (۲۲۰) بندیا عقد سورج کوں اُس ماہ کوں

تمام اوس عروسی گیری کاج کی — کیا مستعیدی بڑے ساج کی (کام)

زرنیا نکے بید نچھل دُر جکاں — بڑے مول کے تحفے لاک درکاں (قیمت)

پریاں سی کنیزاں اتم ذات کیاں — چنچل چھند بہریاں سورج دہا لکیاں (صاف اصلی، اچھی کی، عشوہ، طرح کی)

ہر یک صاف تن ڈہال موتی دسیے — نوے رنگ جالی میں چوتی دسیے (دیکھے، چھلکتی)

سبھی کسوتاں انکوں رنگ رنگ سب — ہر یک خوش نما ہور خوش آہنگ سب (لباس)

غلاماں کیتنک خوب صاحب جمال — سُنا باندے کہنڈیاں کیتنک کرڈال (سونا، طلا)

کیتنک طبلے کے مثل تاتار کے — کیتنک فرش ہمثیل زرتار کے

دریائی ترزنگ ہور ہتی بے شمار — امولک کیتنک جنس کے یادگار (گھوڑے، بے بہا)

جو تھا مرتبہ جیہینز کبرا جتیا — کیا مستعد ایک طرف تھے وِتا
بڑے مرتبے سوں سراہے حساب (۲۳۰) لکھیا مصر کے شاہ کوں یوں جواب
کہ اے بادشہ جگ پتی نامدار — تیری بادشاہی اچھو بر قرار
سدا فتح و نصرت سوں توں راج کر — بسے لگ دینا نت توئے کاج کر
توں دریا ہے گنبھیر گن گیان کا — کہ ہوتا توں فرزند صفوان کا
دَیا کر جو مجکوں کیا یاد توں — سو روں روں کوں میرے کیا شاد توں
نوازیا مجھے ہور کیا سرفراز — بڑے عمر کی ہیل تیرے دراز
جو کچھ امر تیرا سوں میں سر لیا — قبول آپنے جیو دل سوں کیا
کہ میری جیا کا توں جیو دان ہے — فدا تج پہ او پاک داان ہے
جو مجھ ہور فرزند نہ ہوتا اگر — تو یکبارہر لے کرنا فدا تج اوپر
مبارک تجھے خواستگاری اچھو — یو ناری سدا تجکوں پیاری اچھو
لکھیا یو نوازش کر اس دہات سات (۲۴۰) بڑے غلغلے ہور مراتب سنگات
انند کی خوشی منگ اللہ کن — دیا پالکی بھیج اُس شاہ کن
جو منزل بہ منزل سو آنے لگے — انبر ہور دھرت جگمگانے لگے
شتابی سوں چل رات دن آئیے — جو زیبا رتن شاہ تئیں لائیے

جو نزدیک جوں مصر کے آئیے — آنگھے ایک حاجب کوں دوڑائیے

جو عاصم نول شہ خبر پائیا — اُس سات خوشیاں منے آئیا

منگے تیوں انگھے اُس کی آیا مراد — جکچ دل منیں تھا سو پایا مراد

کیا کاج کا ساج خوش ٹھار ٹھار — ہوا جگ میں یو کاج سب آشکار

دو محلاں چتر سوں چیارے تمام — صدر خسروانی سنوارے تمام

تماشاں سے اسمان کے تاؤ مول — بچھانے لگے جاں تہاں کھول کھول

بٹے باٹ دہک نورتن کے بچھائے (۲۵۰) مرصع کے خوش بارگاہاں اُچائے

کدم زعفراں کوں گلانے لگے — گلاں حوض خانے بھرانے لگے

پیا مشک گھل نیر میں گھال کر — دکھائے نوا ایک برش گال کر

ملے مجلساں ہور وزیراں تمام — سلحدار سردار امیراں تمام

رنگا رنگ ہوا شاہ کا بھار سب — جھلکنے لگیا جڑت سنگار سب

ہوئے مستعد سب خوش آنیکے سات — انند پر انند لک خوشیاں و ہات ہات

رنگیلا حشم گت سو ہر ٹھار رچ — چھپیار استنا بھار پر بھار رچ

اپے شاہ عاصم ادک ذوق سوں — اُس پائیکر من میں اس شوق سوں

نکل کر کھڑا جوں شہ دانیال — خوشیاں تھے کھلیا ہے بدن جوں گلال

منگا شاہ تیزی پون سا شتاب نہ صاوج رکھے کوئی اس کا رکاب
سو ہاتاں منے پین کر ہست کر (۳۶۰) اتم ذات تیزی کے اوپر ال چڑ
یکس طرف قیصر جو پکڑیا ہے زین کہ دوجی طرف شاہ فغفور چین
چلیا سامنے ہونے اس حور کوں پچھل نور کے پاک سمدور کوں
دماما مے لگے پیٹ سوں گا جنے بجنتر ہر یک جنس کے با جنے
اُٹھے بول جنتر دو تارے تمام لگے گاؤنے گا نہارے تمام
اگر عود عنبر جلانے لگے بخوراں کے آسمان چھانے لگے
دیکھے لوگ اس حور کے شاہ کوں ملے سامنے آکے بھوبان سوں
ہوئے دو طرف تے سلاماں لکیاں ملے ہور کھلے جوں کلیاں ڈالکیاں
دے تعظیم سب کوں کیا بات شاہ لے دنبال سب کوں اپن سات شاہ
جیوں آیا نکل شاہ میدان میں اوجالا پڑیا سات آسمان میں
محل دار ہر یک وو صاحب جمال (۳۷۰) اڑانے لگے شہ پہ تکڑے رو مال
رومالاں کے عکساں جھلکنے لگے ہوا پر سو بجلیاں چمکنے لگے

ٹ اُدہر شاہ فغفور اِدہر شاہ چین دونوں مل کے پکڑے ہیں شہ کیرا زین (ح)

بھرے تھے ہریک ٹھار یوں خاص و عام | جو چھپ گئے تھے بکد ہرتے تارے تمام
منی ہست آنگے سہا تے اتھے | پہاڑاں مگر چل کر آتے اتھے
ہریک ہست ہیکل مقبول خوب | مرصع کی پیٹیاں اُپر جھول خوب
ترنگ باؤ کے پاؤں کئی لک ہزار | چپڑ ہیں چتارے سکے نا چتار
بچکتے اپن چھاؤں دیک ٹھاؤں میں | مرصع کے تو ڈر ہر یک پاؤں میں
نفیریاں و برغم اٹھے یوں تراٹ | سینے آسمان کے گئے پھاٹ پھاٹ
سقے باؤ ئے بھر لے پکھل نیر سوں | چھڑکنے لگے چو کدہن دہیر سوں
جو آہستہ ڈگ ڈگ چلانے لگے | چندر سور بھانت ہو سرانے لگے

نظر تل دسیا سارے عالم کوں یوں (۳۸۰) سلیمان شہ عاروس بلقیس جوں

اپن شہر میں شاہ جیوں آئیا | محلاں میں سب کوں بلا لائیا
جو اس حور کی آئی جیوں پالکی | خوشی ہوئی زیادہ نول لال کی
شہنشاہ جیوں لاک درجے سنگات | چلا لے کے خلوت میں تعظیم سات
و اشوق پر شوق اس شاہ کوں | سو دیکھیا گھونگٹ کھول اُس ماہ کوں

ن۔ ملک لک وضع سوں سرانے لگے (ح)

تجلی دیکھت ویں ہوا بیقرار — سو دوڑائیاں دل کوں بے اختیار

لطافت سوں کر صلح ہور جنگ کوں — مدن کامتا ہو گیا سنگ سوں
کامدیو

اسی رات اُس سات صحبت کیا — مدن کامنی مد پہ عشرت کیا

خوشی سوں لیا شاہزادی کے ہات — بندیا اُس کے گوہر کوں الماس سات

میسر ہوا ذوق دن ہور رات — انند پر انند لاک خوشیاں و ہات

یکایک جو قدرت کیرا ابل ہوا (۳۹۰) کیتک دن کوں امید کا پھل ہوا
کا مہربانی

حکایت تولد شدن سیف الملوک

الٰہی جو صاحب ہے سنسار کا — جو دیتا ہے منگیا مگنہار کا
مانگنے والے

جو بیٹا دیا شاہ کوں بے بدل — چندر سور تے خوب نرمل نچھل

سو عاصم نول شاہ پایا اپس — بہر حال فرزند ہوا کر اپس
بہت

خزینے دفینے جو کھولن لگیا — رتن ہیر کے راس کھولن لگیا
انبار

گنا یا ترت جگ منے کاج یوں — گنا نا سکے جگ میں کوئی راج یوں

دعا سوں اچھا ہات بہوت صدق سات — منگیا اپنے فرزند کوں بجید حیات
اٹھا

خوشیاں سات امرت گھڑی فال دیک — سو سیف الملوک کر رکھیا ناؤں نیک
نیک

جو تھا صالح اس شاہ کیرا وزیر — خدا اُس کے حق پر ہوا دستگیر

اُسی رات اُسے ایک بیٹا دیا — دیوا اُس کے گھر کا سو روشن کیا

مبارک گھڑی میں دیکھت فال او (۴۰۰) سو ساعد کر اس کا رکھیا ناؤں سو

جو اس حال تھے شہ کوں اپنڑے خبر — پھولگیا سر تھے بھی خرمی پائیکر

بلا بھیجیا بیگ صالح کے تئیں — کہیا یوں کہ اس دہات منگتا ہوں میں

جو یو دونوں بالک مل یک ٹھار اچھیں — بڑ ہیں ایک دل ہو کہ ہور یار اچھیں

منگا بھیج ساعد کوں وہیں شہر یار — دو دائیاں کہیا دونوں کوں ایک ٹھار

خوشیاں سوں نجومیاں کوں بھیجا بلا — دیکھیا شاہ زادے کے طالع کھلا

سو طالع ہیں اُس کے یوں آیا نکل — کہ چودہ برس میں بیجا ایک اول

بڑا غم اُسے مو کہ دیکھلائے گا — گذر لے جفا اُس اُپر جائے گا

تماشا دیکھے گا بہوت دہات — ہلاک ہوئیگا خلق اُس کے سنگات

ولے شادمانی ہے آخر اُسے — بڑی کامرانی ہے آخر اُسے

سُن اس بات کوں شہ بُرا مان کر (۴۱۰) توکل کیا اپنے رحمان پر

بہر حال دونوں کو پالن لگیا — سو تل تل کوں اسپند جالن لگیا

برس سات کے جیوں یو دونو ہوئے — معلّم کوں یک خوب پیدا کیے

لیجاکر جو بسلائے مکتب منے	لگے پڑنے دن رات دونوں جنے
کئے علم تحصیل اس دہات سوں	جو دم مار کوئی نا سکے بات سوں
ہوئے خوشنویسی کے یوں فن ہات میں	جو ساتوں قلم آئے تھے ہات میں
بتیر انداز ایسے ہو نکلے وو دوئے	برابر ان کے تنہا جگ میں کوئی
قوی دست یوں کس میں کامل ہوئے	جو رستم تے یکدہات فاضل ہوئے
ہوئے مستعد زور سا دہن منے	رسیدے ہوئے ہر ہنر فن منے
ولے شاہزادہ سو مقبول تھا	مگر جیو کے ڈال کا پھول تھا
اگر ہوئیں پیدا سورج لاک لاک (۴۲۰)	تو آنا سکے اس کے سم کوئی ٹاک
کدہیں بہار سواری جو جاتا اچھے	دیکھیں شہر کا خلق آتا اچھے
جو کوئی اسکوں دیکھے سو عاشق ہوئے	گنوا ہوش بیہوش مطلق ہوئے
طلبگار ہو یک دن آنند سوں	طلب جو کیا شاہ فرزند کوں

داستان طلب نمودن بادشاہ و عطا کردن خلعت و عاشق شدن سیف الملوک

سو یک دیس سیف الملوک جگ اجال	شہنشہ کے جیو کے چمن کا نہال

محبت سوں ہو ایک تن ایک دل — گئے بخت ور جاں ساعد سوں مل

چلیا شہ کوں تسلیم کرنے بدل — ادب سات سر ہوئیں دہرنے بدل

دیکھیا شاہ دونوں کے تئیں جو بجھا — سونے ہور روپے کے دو کرسیاں منگا

کیا امر بیسو کر دوئی کوں — لگیا دیکھنے بھر نظر دوئی کوں

ہوا من میں خوشحال اس دہات سوں — کہیا جائے نا او کسی بات سوں

ابلنے لگیا پیار کا دل میں شوق (۴۴۰) منگایا خزنیے میں تے یک صندوق

سو چوندہر جڑت یوں جڑے تھے اُسے — جو طاقت نہ تھا اُس بجھانے کسے

وو صندوق کھول ایک انگشتری — جھمکتا نگینا سو جیوں مشتری

پچھل زرزری خوب زربفت ایک — یو دو وست کوں کاڑ اپے شاہ دیکھ

سو سیف الملوک کے دیا ہات میں — ہو خوشحال بہو تیچ اسی سایت میں

منگایا اُتم ذات تیزی النوپ — پون ساز جلدی میں اپروپ روپ

کیا پیش کش ہور نوازیا بہوت — بلا کر کہیا اے میرے منکے پوت

یو تیزی اتم ہور یو انگشتری — یو زربفت نرل پچھل زر زری

میرے تئیں دیے تھے سلیمان بھیج — پریاں ہور دیوان کے سلطان بھیج

عجب کچھ خزنیے میں میرے ہیں یو — دیا ہوں تجھے ہیں کہ تیرے ہیں یو

کہ مج تج بغیر کوئی فرزند نیں (۴۴۰) عزیز ارجمند ہور دلبستہ نیں
یو بستاں تجھے آرزانی اچھو تیری عمر کوں جاودانی اچھو
خوش اس دہات فرزند کوں سمجھایا دے تشریف دونوکوں بھوڑ ائیا

مائل شدن سیف الملوک بر تصویر بدیع الجمال

عجب رات نرمل تھی اس دن کی رات جھمکتے تھے نوراں ہیں لک دہات
نکل آئیکر چاند تاریاں سیتے جھمکتا اتھا جگمگاریاں سیتے
پچھل چند نا سب ہیں پڑتا اتھا سو جیوں دودھ کیرا او دریا اتھا
بنے بن پون مک سکاتی اتھے چمن در چمن لک لکاتی اتھے
خوش ایسی پچھل چندنی دیکھ رات لے ساعدکوں سیف الملوک آپ سنگات
صراحی وپیالے کی مجلس بہر آپ لگے ذوق سوں پینے بھر بھر شراب
پچھل گاہنارے سو گانے لگے ریجھانے کے باجے بجانے لگے
مجالس جمے راگ ہور رنگ سوں (۴۵۰) ہوئے مست پیالے کیرے سنگ سوں
ادہی رات گئے ہوئی ایسے دہات رہے ماندے ہو نیند کیرے سنگات

ہوئے لوگ یکدھر نفے سب بٹھارے ٹھار — یکٹ شاہزادہ سو تھا ہوشیار

یکا یک سو دل کوں لگیا جیوں تلاش — سو ہیکل زربفت کا وو قماش

دیکھیا کھول کر سر بسر جیوں آپنے — سو تصویر پایا عجب اس منے

وہ تصویر دیکھ ویں دوانا ہوا — وہی عشق کا اسکوں بہانا ہوا

پس ہیں لگیا رُو و نے زار زار — سو پڑنے لگیا بے خبر ٹھار ٹھار

وو صورت نظر ہیں رہی چوب کر — سو جاگا کیا دل منے خوب کر

دیا سنگ ساریاں کیرا چھوڑ کر — لیا کھینچ دم سب تھے مکھ موڑ کر

اندھارے بھری کوٹھری ہیں یکٹ — سو جا پر رہیا بے خبر ہو نپٹ

دیوانہ شدن سیف الملوک

جو ساعد ہوا نیند سیں ہوشیار (۴۶۰) لگیا دیکھنے تائیں انکھیاں پسار

نظر نیں پڑا شاہزادہ کہیں — لگیا ڈھنڈنے حیران ہو ہر کہیں

سو پایا اندھارے منے ایک ٹھار — پڑیا تھا اکیلا وو کھوں بھیترار

آنجھو انکھیاں ہیں تھے ڈھلتے اچھے — ندیاں ہو کے دو دہرتی چلتے اچھے

نہ ذرّہ خبر کچ اُسے ذات کی — نہ طاقت زباں کو ہے کچ بات کی

جتا ساعد اسکوں اُچانے کوں جائے — جتا پاؤں پڑ کر منانے کوں جائے
اٹھانے

وِتا آپسیں دکھلائے بیہوش کر — ندے جاب چپ رہے فراموش کر
اپنے آپ کو — نہ دے جواب

اٹھیا ساعد اُس دیکھ کر تلملا — لیا ہیتیاں سوں کمر بسیلا
جھلا

جو در حال شہ کوں خبر جا دیا — یکا ایک شہ کا سینا تڑ خیا
سینہ تڑکا (پھٹ گیا)

جو بلکھین کوں بیٹے کے آیا نزیک — سو ہتیاب سختیچ پایا ادیک
بہت سخت — بہت

کہیا یو نجومیاں کیرا قول ہے (۴۷۰) وہی رنج ہے ہور وہی ہول ہے
کا

جو کچھ شاہ کیرا جو ایمان تھا — سو سیف الملوک جان سو جان تھا
کا

ملک مال پر شہ کوں دل نا اچھے — دیکھے باج بیٹے کوں تل نا اچھے
بغیر

جو مجلس بھرانے کے تئیں بھار جائے — تو فرزند کوں دل منے یاد لیائے
باہر — لائے

کدہیں ٹک جو دلگیر پاوے اُسے — نکل دہڑ ہیں تے جیو جاوے اسے
کبھی — ذرا — تن — سے — جان

صبا اوٹھ بلا دور دے بے شمار — ہتی ہور گھوڑے ہزاراں ہزار
صبح — صدقہ — ہاتھی — اور

سنا ہور روپا باند کھنڈیاں بٹائے — جواہر کے راساں لیکر آ لوٹائے
سونا — چاندی — انبار

دیکھیا یوں جو ہیتاب بیکبار گی — کمر بیس گئی ہور لگی تنگ بگی
بیٹھ — اور

سو اُس وقت پر کس کوں نا کر خبر — مبادا نظر کچھ لگی ہوئے کر
کچھ

دعایاں کوں دُھو دُھو پلانے لگیا — لکھیا تعویذاں لیا بندھانے لگیا
دعائیں — لکھوا کر — لا

علاج کردن سیف الملوک

جتے تھے حکیماں اپن شہر کے (۴۸۰) حلب چین ہور ماورالنہر کے

شتابی سوں فرمان صادر کیا وتیاں کوں بلا بھیج حاضر کیا

کتے وضع سوں سب کے دل ہاٹ لیے کہیا مہربانی سیتی لا گلے

جو فرزند میرا ہے سیف الملوک فدا اُس پہ تھے مال ہور یو ملک

مجے اُس بغیر کوئی فرزند نیں عزیز ارجمند ہور دلبند نیں

ہوا ہے یکایک جو بیتاب یو کہ دیتا نہیں ہے کسے جاب یو

کریگا دوا جو کوئی درد فام دیوُونگا اُسے بادشاہی تمام

سُن اس بات کوں شاہ گنبھیر تے اُٹھے سب حکیماں سو بکد ہیر تے

کہے شہ کوں سب درد ہمن فام ہے کرینگے دوا یو کیتا کام ہے

حکیماں دیکھن ناڑی جیوں لئے ہیں درد ظاہرا کچ نہیں پائے ہیں

ہوئے یک طرف تے پشیمان سب (۴۹۰) رہے درد تا فام حیران سب

جو اُس درد کا جانس کچ ہووتا تو دارو و درمن کوں رُچ ہووتا

سچیں ہر درد کوں ہے ہر کہیں دوا ولے عشق کے درد کوں نیں دوا

اچھے جس کے تئیں عشق کا درد جو بچارے حکیماں کریں کیا کہو
مسلم شہنشہ ہوا لاعلاج نہ تھا کام اُسے کچھ بیٹھے روئے باج
ہوا گھابرا اشاد مانی سٹیا نپٹ نیند دانا و پانی سٹیا

رفتن ساعد پیش سیف الملوک

سو یک دیس آئے وزیراں سکل کہے شاہ کوں یوں کہ اے شہ نول
کچھ اس بات تدبیر کرنا بھلا کچھ اس فکر میں پاؤں دھرنا بھلا
ٹھہونا اپتے وضع سوں گھابرا کہ رہنا نچ اس دہات سوں ہی برا
سراندیل تراسب پشیمان ہے دکھی ہو مسلم پریشاں ہے
اپن درد تجھے ہوا پے دردناک (۵۰۰) نزیک ہے جو سیف الملک ہو ہلاک
بھلا ہے جو ساعد ٹک اُس کے نزیک اچھے اُس کے دوک درد میں ہو شریک
وہی اُس کے دل کا سوانت پائیگا وہی اُس کوں مارگ منے لائے گا
شہنشاہ کوں خوش لگیا یو بچار دیا بھیج ساعد کوں بیٹے کے ٹھار

---

۵۰۰ کہ یوں گھابرا ہونا خوب نہیں   کہ انجھواں سوں یوں دہونا خوب نہیں (ح) ا

گیا شاہزادے کے جیو لا و نزیک گلیا روؤنے زار اُ ستے ادیک

کہیا یوں کہ اے لال صاحب جمال نہ سورج چندر میں ہے تیرا مثال

ترا نور ہر ٹھار معمور اچھو ترا دل خوشیاں سات جم پورا چھو

ہے مج نین کوں نور تج نور تھے سدا سور مجکوں تیرے سور تے

ادہر کھول مج سات کچ بول توں ترے دل میں کیا ہے سو کہہ کھول توں

کہ تیرا سدا میں وفادار ہوں ہر ایک ٹھار تیرا میں غمخوار ہوں

یکا یک یو آیا ہے کیا فکر تج (۵۱۰) لگیا ہے کسوں دھیان ہور ذکر تج

نظر کس سورج پر پڑی جگ کیرے جو یوں نت اُبلتے ہیں جل کے جھرے

ترا چاند کن ہے توں کس کا چکور جو تلتل کوں ہوتا ہے توں طور طور

کہے باج توں کچ مجے فام نیں سُنے لگ میرے دل کوں آرام نیں

مجے کھول کرتوں کہے تو بھلا وگرنیں تو میں کاٹ لیوں گا گلا

کمر میں تے وَیں اپنے خنجر کوں کاڑ گیا آپنا پیٹ لینے کوں پھاڑ

دیک اے حال درحال سیف الملوک پکڑ ہات ساعد کیرا دیکہ موک

برہ آگ سوں جل یلا آہ مار انگارے نین میں تے ڈالیا ہزار

پچھانیا کہ ساعد وفادار ہے اپن دوکھ ہور درد کا یار ہے

وو زربفت کا پارچہ لائیا | جو تھی صورت اُس میں سو دکھلائیا
کہا میں اسی کا دیوانا ہوں بہوت | (۵۲۰) اگرچہ اپن ٹھار دانا ہوں بھوت
یہی روپ لیدائیا ہے مجے | یہی حسن بے سُدہ کیا ہے مجے
کہیں روپ دنیا میں اس سار کا | نہ دیکھیا ہے کوئی خلق سنسار کا
کہ لگتی ہے لئی دل کوں حیرانگی | نجانوں چھوٹے کیوں یو دیوانگی
سنیا راز ساعد اپن یار تے | رضا لیکر آیا جو اُس ٹھار سے
شہنشہ کوں تسلیم آکر کیا | سو او صورت حال سب بولیا

پارچہ زربفت آوردن پریاں

عجائب لگیا شہ کوں اس بھید پر | کہیا کھول تو سب کوں یوں سر بسر
وو زربفت جو میں دیا تھا اُسے | جو خوش ہو عنایت کیا تھا اسے
میں یک دیس بیٹھیا اتھا تخت پر | سو دیکھیا یکایک اُسی وقت پر

ع ن۔ اٹھیا سو کیا شاہ کوں وہیں سلام | سو وہ صورت حال بولیا تمام (ح)

ع ن۔ سونیا کان دھر شاہ جیوں سر بسر

جو بارا اٹھا اک بڑے زور کا دہلارا اٹھا سخت شر شور کا

چھپیا تھا گگن اس دہلارے تلیں (۵۳۰) پریشان تھا خلق بارے تلیں

سو ویسے ہیں واں تے نکل بہار کوں کیتک شہ پریاں عین جھلکار سوں

میرے تخت کے آنگے آیاں تمام کیاں مجکوں دیک یکطرف تھے سلام

کہیاں منجکوں اے صاحب تخت و تاج ہمنکوں سلیمان بھیجا ہے آج

وو زربفت کا پارچہ لائیاں میرے آنگے رکھہ کھول دکھلائیاں

جو تھا اس منے صورت بے نظیر بھولیا دیکھ صورت وو میرا ضمیر

لیا میں اسی وقت پریاں تے انٹ کہ صورت کسی کا ہے پایا میں پٹ

کہیاں کھول یوں منج اوپر کر کرم یو لیایاں ہیں از گلستان ارم

کہ ہے شہ پری یک بدیع الجمال سو یو پاک صورت ہے اس کا مثال

او شہبال بن شاہ رخ راج کی سو بیٹی ہے ات شرم ہور لاج کی

پرے ہور پریاں جہاں لگ تمام (۵۴۰) کریں آکے شہبال کوں سب سلام

وو زربفت بے مثل نا ہووے کر یک انگشتری ایک تر تنگ تس اوپر

لیکر آئیکر پیش کش منج کیاں یکائیک سب غیب ہوکر گیاں

نہ جانیا میں اس دہات ہوئیگا ککر کہ اصلا نہ تھا کچ منجے یو خبر

سلیمان تو نئیں ہے جیتیا اتال | کہ دستا ہے مج سر بسر کام گھال
یہاں کون ایسا ہے جان ہور پچھان | جو دیوے گلستان ارم کا نشان
لگیا فکر آشہ کوں اس دہات کا | معما دسیا مشکل اس بات کا
اندیشے منے پڑ ہو دلگیر ادیک | ہلکوں شاہزادے کے آیا نزیک
کہیا اے میرے من کے نور نہال | او جالا دو جگ کا سو تیرا جمال
توں جس روپ کیرا دیوانہ اہے | او ڈھنڈنے سو عالم میں پانا اہے
او تالا انکو ہو کہ تج زبان ہے (۵۵۰) | او تالا کرن ہار نادان ہے
تجے اس وقت پر صبوری بھلی | توں عاقل ہے تج عقل پوری بھلی
بچھانت سینتی خوب پہچان توں | نہ کر یوں اپس کوں پریشان توں
کیتک دیس خاطر کوں ٹک جمع راک | درد دو کہہ تھے کر لے سینے کو پاک
جو لیو دل پرے ہیں کلاہات پاؤں | خبر تیرے مقصود کی ٹھاؤں ٹھاؤں
جو اس دہات سوں منگ مہلت لیا | سو لوگاں کوں ملک ملک بھیجیا
پتیا باپ کی بات سیف الملوک | رہیا دم پکڑ چھوڑ دے درد و دوک

عـــــن - رہے جیو پکڑ کیوں تو بیٹیا اتال (ح)

لگیا پھرنے خوشحال سا عدسنگات پکڑکر رہیا وو اسے دن و رات

فرستادن رسولاں شہر بشہر در تفحص گلستان ارم

گھر سنج اس بے بدل گنج کا کہے کھول یوں قصہ اس رنج کا

جو گئے تھے رسولاں تمام ایک بار لگے ڈھنڈنے عالم منے ٹھار ٹھار

سو ڈھنڈنے لگے کر او نا لا تمام (۵۶۰) سٹے جا کے عالم پہ جالا تمام

خراسان روم ہور شام ہور ختن حبش ہور گجرات دلّی دکھن

عراق ہور شیراز رے ہور خجند بخارا بلخ یزد ہور سمرقند

سمنجاں کا شان سنجان سب حلب چین توراں ایران سب

مخا آگرہ ہور سگل پرتگال سو مشرق و مغرب جنوب ہور شمال

لنکا پڑ لنکا ہور بنگالا و گوڑ بچارے جدہر کے ادہر دوڑ دوڑ

من۔ نظر را کہہ مقصود پر کھول دل لگیا پھرنے خوشحال سا عدسوں مل (ح)

من کہ جیوں لوگ مستید ہو ایک بار گئے تھے خبر لیاؤنے ٹھار ٹھار (ح)

گئے یک طرف تھے جگت تل اوپر — بنائے گلستاں ارم کا خبر

برس ایک لگ سب پریشان ہو — پھر آئے مصر کوں پشیمان ہو

سنیا[1] جیوں یو احوال سیف الملوک — لگیا غم پہ غم کرنے ہور دوکھ پہ دوک

اندہارے بھرے گھر منے جائے کر — پڑیا دھر تری (زمیں) پر سوا اڑ اڑائے کر

سنیا غم سیتی کوٹ لینے لگیا (۵۷۰) کرا وس تار کوں یاد رونے لگا

صبوری کے پیرہن کوں ٹکڑے کیا — سو[2] بیہوشی کے ہات آپس (اپنے آپ کو) دیا

لگیا[3] عشق دن رات کاڑہا اسے — اڑایا نپٹ ہو کے آرام سے

سنگاتی کوں اپنے پکارن لگیا — نہ سہہ سکے برہ (فراق) آہ مارن لگیا

کرے یاد تِل تِل رووے زار زار — پڑے[4] بے خبر ہو بیکر ٹھار ٹھار

خبر پائے کر ٹک جو ہشیار ہوے — نزیک آ بیٹے تو نہیں دیکھ کوئی

ن ۱ - سو سیف الملک یو خبر سون کر — لیا برہ اگن میں اپس بہون کر (ح)

ن ۲ - جمیا دلکوں یکدہرتے پر دو کہہ دیا۔ (ح)

ن ۳ لگیا عشق دن رات کاری اُسے — دسیا تنگ زنداں ہو بھاری اُسے (ح)

ن ۴ اپیں بے خبر ہو سینا پھاڑ ھاڑ (ح)

وہ صورت رکھے آپنے نین تل — اُس اوپر تے جاوے اد کہہ پل پل

کہے یوں کہ مج من کی دلدار توں — میرے من میں نس دن بسنہار توں

توں کس سمد کی ڈہال موتی ہے کی — توں کس کہان کی لال جوتی ہے کی

کس اسمان کی ہے چندر بھان توں — کس اقلیم کی ری ہے سلطان توں

ہے پھل ڈال توں کس گلستان کی — (۵۸۰) جھمکتی شمع کس شبستان کی

جو اس دہات توں منج کوں پیدائی ہے — میرے من کوں چت آپنا لائی ہے

نہ جانوں تجھے کس گھڑی پاؤں میں — سو کیوں ڈہنڈ کاڑوں تیرا ٹھاؤں میں

نہ کچ عشق کا منج خبر تھا اول — نہ کچھ برہ کا منج کون ڈر تھا اول

نہیں مج پریت لاگتے یوں نڈہال — رہوں کیوں صبوری سو تج بن اتال

دِنے دن اسی دہات بیٹھا اچھے — دکھیں اُس پیاری کوں جیتا اچھے

نول شاہ عاصم لگیا تلملن — دُکھی پوت کوں دیکھ پھر پھر جلن

ـ فدا اسپہ ہوئے جیوں اسپند جل (ح)

ہے کس دُرج کا ڈہال موتی کنا — توں کس بُرج کا چاند جوتی کنا (ح)

ـ مسلم اسی بھانت تپتا اچھے (ح)

دلے باپ پورا لگیا تلملن (ح)

رہیا سوکھ دُبلا تنک تار ہو — نپٹ زندگانی سیں بیزار ہو

اَپیں میں اَپیں بھر ٹھنڈی دُ اُساس (آہ) — کہیا[۱] آ ئیکرا اپنے فرزند پاس

کہ اے بے بدل نور دیدے مرے — عجب کچ دیکھیا ہوں میں طالع ترے

جو کچھ فکر تج حق پہ کرنا اتھا — (۵۹۰) بجد[۲] ہو کے میں کر دیکھائیا و بیتا

جگت کوں تل اوپر کرایا تمام — سو ملکے ملک اس ڈھنڈایا تمام

ہوا نیں کچ اس حد لگ اظہار اجہوں — کسی سے پڑیا نیں یو کیت بہار اجہوں

لگیا ہے پری سات تیرا جیا[۳] — نہ سمجھے کسی دہات تیرا جیا

پری کوں کنے جاکے لیانا سکے — کہاں ہے سو کن کھوج پانا سکے

مجے کوچ (کوئی) سو تدبیر دستا نہیں — سو کیوں ہے کی (کوئی) تقدیر دستا نہیں

کریگا اگر مال و دھن اختیار — تو دیوں گا تجے بے حد و بے شمار

اگر پادشاہاں کے بیٹیاں میں کئیں — دل اچھتا تو دیتا ملا رنج کوں میں

ع۱ - بیچٹ آ ئیکر بیٹھ بیٹے کے پاس (ح)

ع۲ - کیا فائدہ کچ نہ دیکھیا و تا (ح)

ع۳ - ہیا

جواب دادن سیف الملوک پدر را

سنیا سر کتے سیف الملوک جیوں یو بات | ہو تغیر ایس میں اپے دہات ہات
کھیا اے شہنشہ اگر لاکھ حور | اُتر آئیں جنت تے میرے حضور
کہا
تو ذرہ نہ ہوکس پہ میرا خیال (۶۰۰) مجھے ہو تو ہونا بدیع الجمال
کیا سعی توں بُئی میرے کام میں | لیا رنج سر خاص ہور عام میں
بہت
نہ کیتا میرے حق پہ تقصیر توں | کیا کرنے کے دہات تدبیر توں
ہوا دو کہہ تجے مج کدن تے زیاد | ولے نئیں ہوا تج تے میرا مراد
میرے دل میں آتا ہے اب یو خیال | جو لیوؤں رضا تج کنے تے اتال
اب
پھروں جا کے عالم کے چو پھیر میں | آپے ہو کروں اپنی تدبیر میں
سو کیسا ہے دیکھوں دریا کا سفر | جو لیوؤں گلستاں ارم کا خبر
لکھیا ہوئے تو ہر سند پاؤں گا | میرے آس تھے میں وراس آؤں گا
پلٹ
بھلا ہے جو لانا منجے بیگی باٹ | کہ بھو تیچ پکڑیا ہے منج دل اُچاٹ
جلدی

عن - بری کس وضع کا ہے دیکھوں سفر (ح)

لگے برہ اس کا سو جیوں کھرگ منج — یو جینا انکھیاں تل دیسے مرگ منج

اپن من میں پیدا کر ایسا خیال (۶۱۰) پڑیا باپ کیرا اسلم دنبال

جو تھا شاہ اول تے رنجور پور — ہوا سر تے بھی دوکھہ تلے چور چور

کتے وضع سوں تلملانے لگیا — غطے غم کے دریا میں کھانے لگیا

کہیا یوں کہ فرزند منجے ہے سو ایک — کیوں اس ایک کوں دیوں صدا دیک دیک

سکت ہے جو ین تخت بن تاج اچھوں — ولے تاب نیں منج اس باج اچھوں

کتے قرن پیچھے منجے ذوالجلال — دیا کر دیا ہے یو نوری نہال

نین تل تے کیوں میں ٹھگاؤں اسے — ستم کیوں غریبی میں بھاؤں اسے

میرا دین یو ہور ایمان ہے — میرا جیو اس پر تے قربان ہے

کیتک بار کوں پھر اندیشے سنگات — کہ کہنے لگیا کیوں رکھوں قید سات

مبادا دوکھوں تے سینا پھوڑ لے — مبادا یو جیو لے تے دل توڑ لے

دوجا ہور رین ہے جو کوں کچ اسے (۶۲۰) کیا ہے نپٹ عشق یوں پچ اسے

بھلا جو خدا پر توکل کروں — اسے باٹ لانے کیرا ابل کروں

سفر جا کے یا من کے مقصود پائے — جتا دوکھہ تے کھچوا کے باہر کے آئے

یو دو حال تھے کام خالی نہیں — بن اس فکر تے فکر حالی نہیں

برس پانچ کے مستعیدی کیا	دل اس کا منگے تیوں دلاسا دیا
نول شاہ عاصم شہ کامیاب	بلا بھیج کاریگراں کوں شتاب
سو فرمائیا کشتیاں بے نظیر	یک یک کشتی ایک ایک دریا گنبھیر
ہر ایکس میں حجرے کتے طرح کے	نچھل تخت پوشے گھراں فرج کے
بجھتر جھجر نقش کا ٹھار ٹھار	جہاں کا تہاں کام خوب استوار
کرے اس وضع تین سو کشتیاں	دیک اس کشتیاں کوں بہلے بہشتیاں
کدورت اسے ہوئے نہ تیوں باٹ میں (۶۳۰)	نہ دک داٹ آئے کیوں جنگل گھاٹ میں
کیتک[ن] ماہ رویاں کوں خوش ناز کے	کیتک مطرباں خوش آواز کے
کیتک خوش ظرافت کے نرمل ظریف	کیتک بے بدل قصہ خواناں حریف
کیتک کہنڈیاں ارغوانی شراب	کیتک جنس کے نعمتاں بے حساب
کیتک خوب تحفے کیتک کروڑ مال	کیتک ذات تیزی پَوَن کے مثال
کیتک فوج لشکر کیرے بے نظیر	کیتک ٹولے سوداگراں کے گنبھیر
کیتک جنس کے خوب باندی غلام	اپے ہو بجد مستعد کر تمام

ن۔ چونیاں ماہ رویاں خوش آواز کے (ح)

کیتک جنس کا موپ کر بے شمار　　دِسے ساریاں کوں ترتیب سب ایکبار

ہر ایک کام پر سٹ آپے ہو سجد　　جو کچھ کرنے کا تھا کیا مستعد

سمج دہات اس بے وفا دَیر کا　　خدا تے مدد منگ لے خیر کا

دِسے ساعد کوں سیف الملوک کے دُنبال　(۶۴۰)　روانہ کیا ہور ہوا وَین تڈ ہال

لگیا رونے فرزند کے دہیان سوں　　بلا بھیج وِیں اپنے پردہان کوں

کیا ملک اُس کے حوالے تمام　　سوچا خالی گھر ہیں اپے صبح و شام

عبادت سوں مشغول ہور رات دن　　دعا سات جیت لائیا چھین چھین

روانہ شدن سیف الملوک بر جہاز برائے جستن گلستان ارم

کرنہار سیر اس پِرَت گھاٹ کا　　دیوے کاڑ مارگ یوں اُس باٹ کا

جو ساعد و سیف الملوک جہاز چڑ　　چلے غلغلے سات دریا میں پڑ

ع ن ۔ دسے ترتیب کشتیاں کوں سب ٹھار ٹھار (ح)

ع ن ۔ چلے جیوں تجمل سوں دریا میں پڑ (ح)

تلیں صاف پانی اوپر آسماں | برستا ہوا معتدل درمیاں
صفا بخش چوندھیر موجاں گنبھیر | تماشے کیتک اس منے بے نظیر
سو دیک ذوق پانے منیں ہات ہات | چلانے لگے جہاز دن ہور رات
سو نزدیک جیوں چین کے آئیے | سو جاسوس واں کے خبر پائیے
کھے جا کے ویں شاہ فغفور دھیر (۶۵۰) کہ آتا ہے فوجاں سوں لشکر گنبھیر
نجانے کدھر چال کرتے ہیں او | ولے اس طرف خیال دھرتے ہیں او
سن اے بات فغفور ہوشیار ہو | کیا مستعد آپنا ٹھار دو
خبردار لوگاں کوں کر کوٹ کے | دلاسا رے دروازے گرکوٹ کے
چنیا خوب کوں اپنے خاصاں منے | دیا بھیج کر شاہزادے کنے
پوچھایا کہ تم کیا سبب آئے ہو | تمھیں کون ہیں دل میں کیا لیائے ہو
اگر دوستی کی جو کچھ بات ہے | تو فرماؤ قدرت میرے ہات ہے

شگفتہ ہو یکدہرتی سب دہات دہات (ح)

تعقل کر اس دہات، دوڑا قیاس | دیا بھیج حاجب کو شہزادے پاس (ح)

میرے ملک میں پیس کرائے ہو۔ (ح)

اگر کچ اچھیگا طلب مال پر | ہتی ہور گھوڑے رتن لعل پر
اشارت کرو بیوج پاس تے | وراس ہو اتم آپنے آس تے
جو کچ ہے سو کہہ بھیج دیو شتاب | میرے پاس تے جاب لیو شتاب
جو وہ شہزادہ گنی نیکنام | (۶۶۰) سنیا مونہ تے حاج کے باتاں تمام
جکوئی آئے تھے دیونے پوچھید | اُنن شاہزادہ بلا بھیجکر
اپن سامنے سب کوں بسلا ٹیا | جو کچ کئے سو خاطر منے لائیا
ہنسا کھل کھلا ہور اُٹھا بول یوں | انن خوش ہوئے تیوں کہیا کھول یوں
کہ جا یوں کہو شاہ فغفور سات | کہ کچ کام نیں مجکوں تمنا سنگات
رکھو خاط اپنا تے جسمع کر | کہ نیں ہے میرا دل کسی طمع پر
میرے پاس ہے مال وہن بیقیاس | جو کچ بست ہوتا سو ہے میرے پاس
ولے عشق کے ملک کا سیر ہیں | کر نہار نکلیا ہوں کچ غیر نیں

۱۔ اشارت کرو جو کروں پیشیں میں | منگیں گے اگر مج تو ہوں خویش ہیں (ح)

۲۔ گنبھیر اس فراست کے سمدورسات (ح)

۳۔ ملک مال دھرتا ہوں میں بیقیاس (ح)

کہ اس دہات سوں کئے دو حاجب نکات — دے خلعت کیا خوش تمام اسکی ذات

خوشی سات پھرواں تے سب دو جنے — جو فغفور کے آئے خدمت منے

ادب سات یکدہر تے کیتے سلام (۶۷۰) کہے کھول کرو حقیقت تمام

کئے شاہزادے کی تعریف یوں — سو فغفور خوش ہو کھلیا پھول جیوں

محبت جو وہیں من میں غالب ہوا — دیکھن شاہزادے کوں طالب ہوا

ہرب دل کے دنبال لے دل بہ دل — ملن آئیا آپ فغفور چل

ملیا شاہزادے سوں تعظیم سات — چلیا شہر میں لیاک تکریم سات

سو نکلیا وہیں خسروی شاں سوں — ملیا ہور چلیا لے کے بہو مان سوں

بڑے داب کی میہمانی کیا — ضیافت بھلی خسروانی کیا

ضیافت اوپر کر ضیافت زیاد — کیا شاہزادے کے روں روں کوں شاد

تمام اس کے لشکر سے مل چند روز — لگیا بار ہو کرنے آنند زور

جتے آئے سو شاہزادے کے سات — وتیاں کوں دیا تشریفاں ہات ہات

دیا خلعتاں سب کوں یوں بے شمار (۶۸۰) جو دیکھنے لگیا بہار جوں نو بہار

ع۶۷۰ پھر یاداں تے جیوں حاجب نیکنام — سو آشہ کوں بولیا حقیقت تمام (ح)

رکھیا پانچ جو دیس خوشحال کر — محبت سوں واقف ہوا حال پر

مروت سوں شہزادیکے من میں پیس — لیا انت دل کا مل یک ٹھار بیس

جو کچ شاہزادے کے مقصود تھے — سو خاطر منے سربسر لیاؤتے

طلب چین کے سب چیتاریاں کوں کر — لیا گلستان ارم کا نیسر

سو اُس کا سنے بھی نہ تھے نام واں — یو ہرگز کسی کوں نہ تھا فام واں

نہیں دے سکے کوئی اُس کا نشاں — کسی تھے ہوا نئیں یقین و گماں

سو اُس وقت یک سو سنر برس کا — بُڈھا مرد یک کوئی اُس ٹھار تھا

بلا کر تفحص کئے اوس تھے جیوں — سو وو پیر مرد آ دیا جاب یوں

کہ دائم دریا پھر کے دیکھیا ہوں ہیں — ولے گلستان ارم کیں تو نیں

مگر شہر قسطنطنیہ میں جو کوئی (۶۹۰) خبردار اس باغ تھے ہوے تو ہوئے

کہ آتا ہے واں خلق لیے دور کا — مسافر جتا ساتو سمدور کا

جوں اُس تھے سنیا شاہزادہ یو بات — اپن دل کوں دے پھڑ آتا لیکے ہات

ہوا شہ کے احسان کا حق گزار — کیا لیے دعا ہور ثنا بے شمار

ہزار آرزو سات دہر من میں آس — چلادیں رضا لے کے فغفور پاس

رضا منگ لی ویں ہوا مستعد — سو اُس شہر لگ جاؤنے ہو بجد

تمام اپنے لشکر سوں کشتیاں میں بسیں　　چلیا عشق کے بل سوں دریا میں پیا

شتابی سوں جا انپڑیا اوس نگر　　سو لوگاں کوں واں کے بلا بھیج کر

لگیا پوچھنے گلستان ارم　　کہو بیگ میرے اوپر کر کرم

کہے لوگ واں کے کہ سن اے جواں　　کہ ہم جانتے نیں ارم کا نشاں

چلیا شاہزادہ وہاں تے نکل (۷۰۰) انجھو ڈالتا موہنی کے بدل

پیاپے کیتیک دیس کشتیاں چلائے　　سو یک ٹھار دریا کے درمیان آئے

سو او کل قضا ہور قدر آ کھڑیا　　سو کام آ کدھر کا کدھر آ پڑیا

یکایک اُٹھا باؤ طوفان کا　　دریا کوں چڑیا تاؤ طوفان کا

نپٹ آئے تھے داٹ کالے ابھال　　چھپیا سور ہور چاند پکڑیا تیال

برسنے لگیا میگ اپرال تھے　　نہ برسیا کدھیں یوں برشگال تھے

پڑیا گرد چاروں طرف اندکھار　　کڑکنے لگیاں بجلیاں ٹھار ٹھار

نہ دن فام ہوتا سمجھتے نہ رات　　ہوا رات ہور دیس مل ایک ہات

خدا سوں پڑیا آ کے ساریاں کوں کام　　بھروسا اُٹھے جیونے کا تمام

کہ دریا اُبلنے لگیا شور سوں　　اُٹھے موج طوفان کے زور سوں

ہوئیاں کشتیاں درہم یکدہر تے (۷۱۰) رہیا خلق عاجز ہو تدبیر تے

بہر آیا جہازاں منے آپ سب — گنوا اتا گیا مال و اسباب سب

پڑا ایچ ہوا تفرقا ہولناک — ہوئے لوگ بی بیک طرف تے ہلاک

اٹھیا موج جیوں سو وو بہتی وہیں — چلی شاہزادے کی کشتی کہیں

ہوا جہاز طوفان تے چور چور — ملک ہور ساعد پڑے دور دور

بلا ساعد آپ سبیں لے دہات دہات — چلیا وو کہیں اپنی کشتی سنگات

طرف ردم کے جاکے ساعد پڑیا — حبش ملک کوں جائے تختا لگیا

لگا لگ اسی دہات چالیس دن — ہر ایکس پہ طوفان گذریا کٹھن

غرق شدن کشتیاں سیف الملوک نیز در قید شدن زنگی

جو مہیوں ہور بارا ہوا کم ٹک ایک — سو سیف الملوک پائیا دم ٹک ایک

ابہالاں ہوئے درمیانی تے دور — ہوا سور کا نور جگ میں ظہور

انکھیاں کھول دیکھن لگیا ٹھار ٹھار (۲۰) — نہ لشکر ہے اپنا نہ ساعد ہے یار

سو آئے در لیئے اد کہہ داٹ کر — ہوا سخت بے سد سینا پھاٹ کر

سبھی غرق ہو جا کے یاراں پچاس — جو بانچے اچھے سو ملے آس پاس

اُچا شاہزادے کوں لبسلائیے — نصیحت سوں آنگے ہو کر آئیے

کرسن اے دکھی شاہزادے گنبھیر — لیا یو بلا توں بسیا اپنے سیر

کسی کا یہاں کوچ تدبیر نئیں — یو واقا ہن باج تقدیر نئیں

دل اس دو کہہ تے گھٹ کر کے رہنا بھلا — جو کچ ہے جفا دو کہہ سو سہنا بھلا

کریں مل توکل خدا پر تمام — دیکھیں عاقبت کس ضا ہووے کام

کہے لئے سند سات یاراں و لے — کلیجا درونی ہیں اس کا جلے

نہ تھا شاہزادے کوں ہوئے بن قرار — کہ ساعد کے اپرال تھا بہوت پیار

فلک بھی پھر نہار جو پھر پڑیا (۳۰۷) بلا ہو کے اپرال تھے گر پڑیا

یکایک بڑے غل سیتی ہانک مار — نکل زنگیاں آئے یکدہر تے بھار

سلح پوش سارے بڑے دہات کے — بڑے تھوبڑے ہور بڑے ذات کے

دریا پر کے دو چور سارے اٹھے — پکڑ آدمیاں کہا نہارے اٹھے

دیکھے شاہزادے کی کشتی کوں آ — لگے مارنے باں تفنگاں بلا

لڑائی کئے آکے شر شور سوں — کئے زیر دارو گیری زور سوں

پکڑ شاہزادے کوں یاراں سنگات — وہیں بند کر لے چلے راتے رات

صبا کا اوجالا ہوا دیک کر — سب آئے کنارے کوں دریا اتر

بجھا دیکھتے ہیں جو دریا کنار — رکھے ہیں تخت ایک اونچا سنوار

کڈھنگی زنگی او لکھن اس پہ چڑ — بڑے وضع بیٹھیا ہے سختی اکڑ

نپٹا کوچ بدسکل چہرہ اتھا (۷۴۰) جو دیکھیں کسے اوسکوں زہرہ نہ تھا

فرشتے بھی ڈرتے اتھے عرش پر — اتر آونے اس زمیں فرش پر

بڑا بھوت کہتے سو تھا آپ وو — کہ تھا سارے بہوتاں کیرا باپ وو

گیا ہونٹ اُپر کا جو یک دہیر کوں — لگیا تھا پیشانی او انگ سیر کوں

تلیں کا یوں آیا اتھا لٹک ہونٹ — جو تھا اس کے گورگیاں منے فرق بہوت

لنبا قد لنبی ناک چوڑے بُلارخ — دلیسے غار کے ناو لبدان فراخ

بڑے ڈانگرے سیار کے کان دو — اجڑ گھر کیرے کھوڑ جوران دو

ہتے کالے اُس کے اتھے منہ اوپر — مکھیاں بھنبھناتی ہیں جیوں گوہ اوپر

انگوٹھیاں بدل آپ نے ساز کے — خوش انگلیاں میں پہنا ڈلے پیاز کے

پکڑ اُس کے نزدیک ساریاں کوں لیائے — اُسے یک طرف تے سلاماں کوں لائے

سو ہیبت سوں ساریاں کے سینے پھوٹے (۷۵۰) لگے کانپنے ہور تقوی اسٹے

بڑے شاہزادے کوں وو دیکھ کر — لیجاؤ کہیا اپنی بیٹی کے گھر

سو کالے زنگی دوئے سنگات جا — دیے اُس کی بیٹی کیرے ہات جا

لیکر آئے زنگن کنے شاہ کون — ملائے زحل سات جیوں ماہ کوں

جو بیٹی کنے باپ بھیجے جسے — اُسے تل منے بھون گھاوے آسے

وَلے شاہزادے کا دیکھ او جمال — دیوانی ہوئی عشق لائی کمال

انتھا خوش ہوا کا جو ایک مرغزار — سہاوے لطافت میں جنت کے سار

چھپانے کوں فرمائی اس ٹھار اُسے — کئے قید نکلے نہ تیوں بھار آسے

گذر کر گیا میبانے یک سا ترا — ملک زادے کوں دیکھ مکھ جا ترا

بڑے شوق ہور ذوق سوں دوڑ آئے — سو مکھ شاہزادے کیرا جیوں نجھائے

سو دیک شاہزادہ ہوا ویں نڈھال (۷۶۰) رگے رگ میں یکدہر تے بیٹھا کنٹال

کہ زشتاں منے سخت و وزشت تھی — نپٹ روسیاہی میں انگشت تھی

کہ تھا تھوبڑا اُس کا جیوں فیل کا — سر اُس کا سو کالا رنجن نیل کا

انکھیاں ڈونگیاں جیوں کھڈی سار کے — ڈو دیدہ بہیتر جوں تپھر گار کے

چڑیا ہونٹ اُپرال کا ناک پر — ٹھوڈی پر پڑیا ہے تلین کا ادتر

تمام انگ گونی کیرا ٹاٹ جیوں — چھپاں دو سینے پر ہیں دو ماٹ جیوں

نکل پیٹ اگے پلنگ جیوں آکھڑا — انتھا پیٹ تھے سخت بیڑو بڑا

بونہی کھل رہی تھی سو جیوں اوکھلی — مُسَل ہو کے دوڑی تھی رو ماولی

لٹکتی جو چیتڑاں پہ چوٹی دسے — سو جیوں جھاڑ کی پیڑ موٹی دسے

سوئے سیار پنڈلیاں اوپر تیز بال — نہ تھی جگ میں ڈائن کوئی اسکے مثال
سڑی بوئی بغلاں میں تے یوں جھرے (۷۷) جنے باس اس کی سنگے سو مرے
پون سار کا اس کی ٹک باس پائے — تو لیا حلق میں انٹریاں نہاس جائے
زنگیاں میں کوئی ایسی کالی نہ تھی — ہو کالی کیں ایسی کھجالی نہ تھی
اگر لاویں جب ٹھار مشعل ہزار — اُن آوے تو تیرے پڑے اندکار
گندی پیاز کے ڈل پروچھیل کر — گلے میں حمائل منن میل کر
چتر دو دماہیں کتے کوج کے — نغارے بجاتے ہیں بن کوچ کے
سو دہکرا تیا کیچ اونچا تھا اُسے — سیری باج تھے کوئی پوچھا اسے
نہوئے شاہ راضی مناوے تو وو — اتھے روئے ہنستی جو آوے تو وو
چلے گھر منے شاہزادے کوں لے — کندورے کرے بار اپنے و لے
جو بیٹھے دونوں مل کندورے اوپر — سو وو جیوں تہتی ہور یو جیوں چھچھر
کہ آنا موافق سوں صحبت گھڑی (۸۰) پران اُڑ کے جا فکر لاگی بڑی

ب ۔ گندا ابیر ہو رہاں میں تے جیوں جھڑے (ح)

ب ۔ بُری اُسکی جیوں آنگ کی باس آئے ۔ (ح)

جو فارغ ہوئے پیٹ بھر کہان (کھانا) کہا — منگائی ترت مست پیالا نیکھا (اچھا)

سو گڑویاں پہ گڑوے لگی جھیلنے — لگی شاہزادے سوں مل کھیلنے

پیے (ن) شاہزادے سوں مل بیس کر — ہنی (مست) ہو کے خلوت میں گئے پیں کر

سو اپنے محبت کرے شوق سوں (بیٹھ) — منگی عیش کرنے کے تئیں ذوق سوں (گھس)

قبولیا (ن) نہیں شاہزادہ اوسے — ڈریا دیک تن پر کے اُسکے مسے

ستی ہات جا اُسپہ سورات کر — سو دَرہم ہو ماریا وہیں لات کر

نپٹ دل میں جاگا کیا کندراٹ (حرص) — سو فامی دو زنگین ڈائن کہو ساٹ (گھسیٹ)

غصہ (ن) سات ات (بہت) زنگیاں کوں بلائے — سو سنگین چکی پیسنے کوں منگائے

ملک زادے کے کن لجاؤ کہی — صبا (صبح) اوٹھ کر آٹا پیساؤ کہی

ہوا شاہزادہ دو کھی لاعلاج (٩٠ء) کہیا دل میں موت اپنی آئی ہے آج

لگیا پیسنے آٹا لہو آنٹ (ہاتھ) کر — چھلے آئے ہاتاں کوں سب اٹ کر (چھالے)

ن۔ بھولی اس کیرے حسن پر ہو کھلی — متی ہو کہ خلوت منے لے چلی (ح)

ن۔ کنارے ہوا چھوڑ دے وِیں اُسے (ح)

ن۔ کدورت پکڑ جیوں غصا دل میں لیائے — بڑی بک چکی پیسنے کوں منگائے (ح)

سو کھل ری نکل آئی دوئے ہات کی — مشقت لگی دیس ہور رات کی

ہتیلیاں جو نازک اچھے پان تھے — نرم تر نرم روئی خطیان تھے

گھٹے پڑر ہے سخت پولاد ہو — گئی نازکی تن کی برباد ہو

گریختن سیف الملوک از قید زنگی

کیتک دن کوں او زنگی نابکار — سنیا جیوں سو گھر ہیں تے کاڑیا بہار

سو بیٹی کدین تھے برا مان کر — کپٹ دل منے آپنے آن کر

منگایا تبر ایک سیڑی سنگات — دیا پھر دو کھی شاہزادے کے ہات

دے یاراں کوں دنیاں اس کے تمام — سو لکڑیاں ڈہلانے لگیا صبح و شام

رہیا شاہزادے کیرا حال سب — دکھوں تل ہوا حال پاپال سب

گئے کپڑے سب آنگ کے پھاٹ پھاٹ (۸۰۰) پریشانگی ہو لگیا دیں آ جھپاٹ

مشقت لگی دیس ہور رات کی — نہ تھی کچھ خبر پانو ہور ہات کی

نصیبے کوں جل بول مارن لگیا — سو یاراں تھے مل یوں بچارن لگیا

کیا فکر یے اپنے یاراں کے پاس — بھلا ہے جو اس ٹھار تھے جائے نہاس

جو تس سو برس اچھینگے ہمیں اس کنے — رہیں گے اسی گرفتاری منے

ہمن پر کسے پیار آسے نہ یاں — ہمارا درد دوکھ جاسے نہ یاں
سکل مست ایک ہوئیکر ایکبار — کئے ہوڑی یک مستعد استوار
آپس سب کوں اُس ہوڑ کیے بیچ ڈال — توکل خداوند تعالیٰ پہ گھال
زنگیاں کے چھُپٹے ہر طرف بند تھے — اننداپاۓ وندیاں کیرے وند تھے

آمدن سیف الملوک دریک جزیرہ کہ درآنجا آرام یافت وہم جانوراں کلاں دید

دریا کے اُوپر جیوں روانہ ہوئے (۸۱۰) سو خوشحال سب کے پرانا ہوئے
سو ہوڑے چلانے لگے ہاتے ہات — کینیک دیس چلنے لگے راتے رات
دیسے موج کہیں اوچ ہور نیچ کہیں — لجاتا کھڑا باؤ آ کھینچ کہیں
کہیں ڈوبتے ہور کہیں تیرتے — ہلاکی سیتیں پھیرتے پھیرتے
پڑے یک جزیرے میں آ — قرار اس جزیرے میں ٹک پائے جا

بدل: سکل ایک دل ہوکہ کرے قرار (ح)

کیتک جھاڑواں دیکھتے میوہ دار ہر ایک جھاڑ میواں سوں آیا ہے بار
ہو خوشحال یک دم وہیں دوک چھوڑ سو میوے لگے کھاؤنے توڑ توڑ
کئے پیاس ہور بھوک کوں دفع دال ہوا دست راحت کیرا نفع وال
بجالائے شکرانہ کرتار کا تماشا دیکھے نادر اس ٹھار کا
خدا
ہوئی رات دیک اس جزیرے منے رہنے کا فکر مل کئے سب جنے
دیکھ
اتھا جھاڑواں یک بلند سایہ دار (۸۲۰) سو اُس جھاڑ پر چڑھ کے بیٹھے ہشیار
اندھارا گرؔ جیوں ہوا ٹھار ٹھار جناور کنکل آئے دریا تے بھار
جانور
نہنگاں کیتک پہاڑ ویسے گنبھیر ہتی سار کے ماہیاں بے نظیر
انکھیاں دور تھے سو دسیے انکے یوں اندھارے منے ڈوتیاں لائے جیوں
کیتک سکل ہیں عین جیسے شغال کیتک بد شکل ریچھ کیرے مثال
شکل ریچھ
کیتک اُس منے کے تھے ایسے بڑے دیکھے آدمی تو وہیں جل مرے
کیتک بہوت ہور کبک کی ذات کے کیتک سو شتر مرغ کی دہات کے
کیتک اس میں رہ رہ اٹھیں یوں پکار جو ہووے دریا تل اوپر جوش مار
صفاں در صفاں خوش گذرتے اتھے دریا کے اوپر سیر کرتے اتھے
نورانی صبا کا جو بارا ہوا چندر کا جھلک ٹک او تارا ہوا
صبح ہوا

ستارے لگے ڈوبنے ٹھار ٹھار (۸۳۰) پنکھی اُٹھ لگے غل کرن یوں پکار

عَرَش کا مُرَغ بانگ کہنے لگیا — صبا کا ٹھنڈا باؤ بہنے لگیا

سورج کے اُجالے کوں جب کھوج پائے — سب بکدہر تے ڈبکی دریا میانے کھائے

رَین سب دریا کا دکھیت یو خلل — چھپے ٹھار تے شاہزادہ نکل

کہایوں زباں کھول یاراں سیتی — اپن درد کے دوستداراں سیتی

کہا یوں کہ اب یاں تے جانا بھلا — بلایاں نے اپس بچانا بھلا

سو جن جیوں میوہ پھل دہات دہات — لئے باند توشہ خوشی اپنے سات

روانہ ہوئے بیگ مل سب جنے — چلے پھر توکل سوں دریا منے

جفا ہور دوکھ دیکھتے ٹھار ٹھار — ہوئے بھی پریشاں مہینے چہار

کدہر جاؤ تے سو نہ تھا قام کچ — کسی کے نہ تھا دل کوں آرام کچ

قضا یوں ہوا جو کہیں باٹ پائے (۸۴۰) یکا ایک ہور ایک جزیرے میں آئے

رہے باٹ ہور ناکئے واں مقام — جکچ ہونے کا سو ہوئے یو تمام

عن۔ لئے میوے جن خاص جھاڑاں پوتے — اونز واں کے دہشت کے پھاڑاں سنتے (ح)

رفتن سیف الملوک بشہر قیصریہ و افتادن در قیدِ باندراں

عجب وو جزیرہ صفادار تھا جو شدّاد کے بہشت کے سار تھا

کہ تھا واں عجب کچ صفا جاں تہاں فرح پائے ایک ایک کے رو جاں ہاں

جکچ جیو منگتا سو میوہ وہاں جھاڑاں پہ موجود تھا جاں تہاں

اپنے جھاڑ تھے واں جو ناوس گنت رنگا رنگ کے جنس کی حد نہ انت

جناور اتھے اس میں کئی دہات کے کیتک خوش نما قمریاں ذات کے

کیتک نور کے نوریاں بے نظیر کیتک بلبلاں رادیں روشن ضمیر

ہلاویں ہلوں ہنپاک ہر ڈال تھے پڑے ہوے جھڑ جھڑ سو اپراں تھے

آپس میں آپے خوش ہو مرغول تے کیتک جنس کے بولیاں بولتے

ہر یک جھاڑ تل شاہزادہ وہاں (۸۵۰) لگیا پھرنے یاراں سوں ہو شادماں

ہوا ہور ٹھنڈی چھاؤں خوشواں کی دیک لگے نیند سوں نیند لینے ٹک ایک

سو ایسے منے آئے چوراں وہاں پچھونڈے بندے سبکے ہت ور سال

چلے مارتے لیکے خواری سنگات ہوا دوک یاراں کوں بھاری سنگات

بہر حال اس غل میں تھے بھار پڑ　　چلیا شاہزادہ کہیں نہاس کر

گرفتار آمدن سیف الملوک بدستِ کھتاراں

نرنکار آدہار جگ چھانو ہے　　کرپیا مہربان کا نانو ہے
بہر یاں ہیں وہاں عورتاں خوش شکل　　چلیا دیکھتا وہاں محل در محل
یکس تھے انھیاں ایک صاحب جمال　　دنیا میں نہ تھی ان کی صورت مثال
ہر ایکس کی پیٹاں ہیں محراب اتھا　　کلیجا معلق لڑکتا اتھا
پکڑ شاہزادے کوں دیں بند کر　　لیکر آئیاں اپنے راجے کے گھر
سو سیف الملک دیکھتا ہے جو واں (۸۶۰) رکھے ہیں تخت سورسا درمیاں
سو بیٹھے ہیں واں نار مقبول خوب　　سورج چاند تے خوب نرمل سروپ
مکلل زرینا دو پینے ہے نار　　خوش آواز سوں دیکھ بولی پوکار
کہاں تے توں آیا ہے اے نیک نام　　توں کس ملک کا بول تیرا مقام
کہ یو خوب آدم ہے صاحب جمال　　انگے لیا کہ پوچھے غریبی کا حال

ث۔ کیسے نا پیٹر۔ (س)

تفحص کیئے حال کوں سر بسر — نہ تقصیر کیتے ہر یک بول پر

بزاں حال جی دوک کا تھا جتا — سراسر کہیا کھول کر سب وتا

دو کھیا غم تھے اس ہی کے پائی تمام — سو وو دوک خاطر میں لیائی تمام

بزاں آ و کئی نار یک نار کوں — سو بسلانے فرمائی لے پیار سوں

منگائی کندورے شہانے جتے — ر رچھانے کوں فرمائی نادر وتے

کندوری تے فارغ ہوئے پر تمام (۸۷۰) قصا ان کا خاطر میں لیائی تمام

بزاں وو کہی نار اے جگ او جال — توں آپسکوں یہانتے بہت لے سنبھال

بوسا سانیاں آتشی ذات ہیں — تجھے کہا و نیکے(۱) بات ہیں

سونیا جیوں سیف الملوک بات کوں — لگیا رونے غم سوں بہو دہات سوں

سو وو نار بھی یوں کہی اسکے تئیں — جو روتا ہے اے دوکھ بھری دہات تئیں

اگر توں میرا دل کرے خوش اتال — جتن سوں رکھونگی تجھے جیوں نہال

بلائی نزیک ہور سینے سوں لگائی — ادک پیار سوں لب منے لب ملائی

کرے توں جو صحبت اگر مج سنگات — چھپا تج رکھونگی نپٹ پیار سات

جتا کچ منائی مناتے کے دہات — قبولیا نہیں شہ اُس آتش سنگات

کہیا نار کوں یوں دو کھیا ذات سوں — سن اے نار پھرتا ہوں کس دہات سوں

(۱) اصل نسخہ میں بھی یہاں پر کوئی لفظ نہیں ہے۔

سو وو نار ملتی نہ دستی کہیں (۸۸۰) اُسے ڈھونڈتا جگ میں پھرتا ہوں میں

بغیر وو ملے کس سے نا ہوؤں جفت   نکو دل میں باندی پکا نار مفت

عجب موہنی ہے او نا بجمال   سو ہے وہ چنچل دہن بدیع الجمال

میرا دھیان اب چھوڑ دے نار توں   میرا دل نہیں کس اوپر نار سوں

سنی نار سیف الملوک تے یو بات   غصے سات دوڑائی شہ پر سوہات

منگی اس کوں کھانے کے تئیں نفت ہو   کلیجا منگی کھاؤ نے مفت ہو

غصے سوں رکھائی سو یک سانترا   رکھی قید سوں قید کر سانترا

رہیا نار سوں شہ ادک بند میں   روئے یاد کر نار کوں بند میں

اپس میں اپیں غم کرے یوں کہے   خدایا بچانوں بلا یو اہے

بلا یو بڑی مج گلے آ پڑی   نہ فرصت ہے جانے کی مشکل گھڑی

جو یک رات آدھی رات گذری اتھے (۸۹۰) منگیا نہا سنے تائیں اُس بند تھے

سو مد پی ہو یاں نخی منتیاں وحتیاں   سو ہے سد ہو اسپاس سگلیاں سوتیاں

ہلوں شاہزادہ سو نکلیا بہار   لگیا خلق کو دیکھنے ٹھار ٹھار

منتیاں ہو پڑیاں ہیں کسے نیں خبر   نکل بھار آیا دریا کے اوپر

دیکھا ایک تختا دسیا ایک وہاں   نکل کر چلیا ہور ہوا تب رواں

چو تختے پو جا بیٹھیا بیگ وے ۔۔۔ چلیا باولے اُس او پر بیگ وے

دریا میں جفا ہور دو کہہ دیکھتا ۔۔۔ سو ڈیتا نکلتا چلیا تیرتا

کہیں باؤ طوفان کا آ لگے ۔۔۔ کہیں تاؤ طوفان کا جا لگے

نہ ڈوبے نپٹ نا تراوے اُسے ۔۔۔ سو پارا چھل دن پھراوے اُسے

رسیدن سیف الملوک در جزیرۂ راکساں

قضا سوں ہوا کرم کرتار کا ۔۔۔ لجایا نہایت کوں بیکار کا

چھ مہینے پچھیں یک جزیرا دسیا (۹۰۰) جزیرا دکھیت دل منے یوں ہنسیا

کہیا دل منے شاہ غربت سنگات ۔۔۔ جزیرا یو دستا ہے روشن صفات

مبادا اچھیگی بلایاں کوں بل ۔۔۔ مبادا مجھے جائے چیتیا نگل

چلیا فکر کرتا جزیرے کنے ۔۔۔ سو رکھ تختا اُس پر لگیا پھیرنے

سو پھرنے لگیا ذوق سوں جھاڑے جھاڑ ۔۔۔ سو میوہ لگا کھاؤنے پاڑ پاڑ

یکا ایک راکس نکل آ کے بھار ۔۔۔ سو پایا بس آدم کی دوڑیا پکار

پہاڑاں کے مانند دوڑے جتے ۔۔۔ سو ہاکاں تے بادل گرج کر اُٹھے

دیکھیا شاہزادہ بلایاں کو بل ۔۔۔ سو تختا بسر کر چلیا وہیں نکل

زمیں پر چلیا نھا ستا نھا ستیا	نہ تھا نھا سنے بن کہیں آسرا استا
جہاں پھر دیکھے اُس بلایاں کوں شاہ	پہاڑ دوڑ تے ہیں بابادل سیاہ
سو پھر دیکھتا ہور ادک نھا ٹیتا (۹۱۰) ادک نھا ٹتا ہور سینا پھاٹتا
سو جیوں اُس پون پر اُڑا لے چلیا	ہوا پر چلے نیتوں زمیں پر چلیا
ہوا بے خبر دوک ہور بھوک سوں	عقل اُس ہیں نیں سوک سوں
نہ تھا کس ذات ہیں یک ذرا	نہ نھا قوت اُس نھا سنے بن ذرا
چھ مہینے پچھیں نھا ستا نھا ستا	کھڑا ایک جزیرے کنے آستا
کیتک جنس کے جھاڑ آئے تھے بار	بڑے پاڑ تھے جھاڑ سب ٹھار ٹھار
سو میوہ لگیا جن کے کھانے کے تئیں	چھ مہینے پچھیں اس ملیا قوت وہیں
جو کلوت سوں کھائے کر بھی چلیا	جزیرے کے اپرال یک گڑ ملیا

گرفتار شدن سیف الملوک بدست سکساراں

ہے سبحان تیرا اکرم جس اوپر	ترے امر کا جگ گوں ہووے اثر
جزیرے کے بھیتر ال ڈرتا گھوسیا	وال سکسار یک دوڑ اُس پر دھسیا
سو سیف الملوک کوں پکڑ لے چلیا (۹۲۰) سو جیو کا بھروسا وہاں تے ٹلیا

کہیا دل منے اے خداوند پاک　　　بلایاں تے پاڑیا ہے مج تن پہ دہاک

سو روتا وہاں شہر میں آئیا　　　دل اپنا تماشے سوں بھلائیا

سو بدشکل ہوں ہے کوتے سیار کا　　　بدن اُس لڑکتا سُوَر سار کا

سو ہیت پانو اُن کے ہیں آدمیاں کے سا　　　ولے تن منے راست بولیں پوکار

سنوارا گیا شہر ہے اس وضا　　　جو کس ملک میں شہر نئیں اس وضا

بڑا شہر معمور ہے جنس تے　　　نہ تھے بن وہاں کوئی سکسار تے

جو سیف الملوک کوں جو سکسار نے　　　پکڑ لائیا اپنے راجے کنے

سو سیف الملوک دیکھتا ہے جو واں　　　روش ہور ترتیب شاہی رواں

لیگئے سامنے اپنے راجے کے پاس　　　کھڑے رہ لگے دیکھنے آس پاس

سو راجا کہیا اپنے لوگاں کے تئیں (۹۳۰) جناور نوا آج دیکھیا ہوں میں

ہوا خوش جو کوئی لیائے تھے اس اُپر　　　دیا تشریفیاں ان کوں زربفت زر

کھِلا کھیاں موٹا کر و کر اُسے　　　اشارت سوں فرمائیا ہور کسے

ہنسیا بہوت خوشحال جیو پل کھل　　　رکھانے کوں فرمائیا سنگدل

رہیا ہند میں شاہزادہ وہاں　　　سو دن بیس میانے یکا یک وہاں

کھد بڑے جو تھے راکساں اُسکے تئیں　　　جزیرا ہر یک ڈہونڈتے آئے دیں

سوسگسار کا شاہ پایا خبر　　بہت راکساں آئے کر شہر پر
وہیں تعت ہوکر اٹھیا سگ سار　　کیا لڑنے تئیں ستعد اپنا بہار
لڑائی کرن صلح سنجوت سوں　　جو میدان میں جا کھڑے روت سوں
سوسکسار سب شہر کے بھار گئے　　جتے عام ہور خاص سب بھار گئے
ہلوں شاہزادہ جو نکلیا بہار　(۹۴۰) لگیا دیکھنے شہر میں ٹھار ٹھار
نظر نیں پڑیا کوئی سکسار داں　　نکل شہر تے بیگ ہوتا رواں
چلیا نھاستا بیگ جنگلے جنگل　　چڑیا ایک ٹیکان پر جا کول
بلند ٹھار تھا دو جہاں ہے بتا　　لنبا ہور اونچا جو کئیں حد نہ تھا
اُس اپرال چڑ چو کدن دیکھتا　　دہرت ہور سمد وریک کر رہیا
کیا شکر کرتار کا داں بہت　　نبیؐ تے منگیا پھر شفاعت بہت
جو سکسار راکس بھی لڑنے لگے　　یکس ہات تے ایک پڑنے لگے
سٹے راکساں ڈونگراں کوں اوچا　　سو سکسار کا قتل کرزن بچا
کتے راکساں جھاڑ سوں مارتے　　کتیاں کوں لا زمیں پر پچھارتے
کتے راکساں جائیں اُن کوں نگل　　کتیاں کوں رگڑ کر سٹیں خاک تل
جو سکسار اٹہڑا کے دوڑیں بہت　(۹۵۰) لیویں ناک موں توڑ دھڑ کوں بہت

لڑائی دیکھیا شہ کیتک دن تلگ — جو لڑتے اتھے رات دن ہوئے لگ

چلیا واں تے سیف الملوک ہور اگگے (آگے) — سو معشوق کے غم کون لے کر اگگے

آپیں (آپ) ہور معشوق کا دھیان تھا — نہ بن دھیان معشوق کچھ دھیان تھا

کہیں ذوق سوں ہو چلے ہر جنگل — کہیں ودک سوں جائے جیوڑ (جان) انکل

کہیں گائے جیوں بھائے تیوں ہانک مار (روئے پکار) — کہیں یاد کر نار کوں روئے زار

اسی دھیان ہیں سال واں تین چل — کٹا او جنگل غم تے یوں نین (آنکھوں) تل

گرفتار شدن سیف الملوک بدست دوال پایاں

الٰہی جو اس پاک عاشق اوپر — ملیا یک جزیرہ اسے خوب تر

ڈر یا پھر جزیرے میں جانے کے تئیں — بلا یاں کی دہشت کے پانے کے تئیں

جو اس شہر ہیں جا دیکھیا ہر مکاں — کہ ہیں آدمی زاد کا کچ نشاں

ہر یک طرف روشن ہیں بازار چار (۹۶۰) سنوارے گیا ہے سو ہے ٹھار ٹھار

بھرے ہیں وہاں دوال پائے (پا) بہت — نہ ملتے نہ چلتے سو بیٹھے بہت

سو لڑنے لگے دوال پائے وہاں — ہلوں آ کے لٹ پٹ ہوئے جان تھکان

گلے ہور ہاتاں میں پاواں سوں پیچ لگے مارنے ہات سوں کھینچ کھینچ
جو باندا کئے اُس کو دوڑا اُسے کر وہاں تے لے گئے اپنے راجے کے گھر
سو راجے کے جیوں سامنے آئیا دکھیت شاہزادے کوں ادیوں کہیا
کہ یو جانور خوب ہے عزم کا تماشا دیکھیں لیاؤ ہے بزم کا
رکھانے کوں فرمائیا بند کر سو یک محل میں جا رکھے بند کر
ادک بند میں شہ ہوا لا علاج کہیا موت کا گھر مج آیا ہے آج
سو لیا نعمتاں اُس کھلانے لگے سو گو مشاک کر گل کوں لانے لگے
کیتاک دن اسی بند میں پڑ رہیا (۹۷۰) نکل جاؤں کر فکر یک دن کیا
جو فرصت خدا تے منگیا شاہ نے ادہی رات گئی فکر کرنے منے
سو مدپی ہوئے تھے متی وو سبتے جو بے سدھ ہوا سپاس سگلی سوتے
اُسی میں چڑیا جا کے یک محل پر سٹیا دیں اوڑی ہور چلیا تل اوتر
کیتک اُسمیں پا ہوش دوڑے سگات لڑیں کیں کو دیں یوں جو باندر کے دہات
وہیں نھاٹ کر جا جنگل میں پڑیا پکا ایک غارے میں آکر اوڑیا
ادہی رات گئے نہاتے اُس منے جو یوں غار کے بھار آیا اُسے
ہوا ہے سو یوں صبح جھلکار سوں دیکھیا وال پائے لگے پیٹ سوں

چلیا تھا دیس نھاستا جو تلگ　　　جو ایسے منے رات آئی بلگ

چھپیا سور بھی شتاب لے نور کا　　　کھڑیا آ چندرا تاب لے نور کا

چندرا چو کدن رخت ساندا اتھا (۹۸۰) تناواں ستاریاں سوں باندیا اتھا

ثریا شمع جوت لٹکائے کر　　　جگا جوت آسمان پر سر بسر

کنتھیا رات سگلی سو جنگل منے　　　تماشا دیکھیا نادر آو کل منے

چڑیا جا ایکر ایک اونچا جہاڑ　　　وہاں تے لگیا دیکھنے ٹھار ٹھار

کتک جھاڑ روشن ہوئے نال کر　　　کیتک جھاڑ پھرتے ہیں جیوں حال کر

کیتک جھاڑ پڑتے ہیں قرآں وہاں　　　کیتک شمع دیتے اہیں جان تھاں

کیتک جھاڑ الحاں سوں ذکر کر　　　دعا کوں اُچائے ہیں ہاتاں مگر

دعا ہیں رکھے پاپت کوں ہات کر　　　گنتھے رین سگلی اسی بات پر

سو سیف الملک رین سگلی کنتھیا　　　اُسی میں اُجالا رین کا پھوٹیا

چندر جب سکل رخت باندیا تمام　　　شفق میں کھڑا رہ کیا اُس سلام

ترمانا جو ہر دائے سکلی بہار (۹۹۰) زمیں کا بدن یار تھا بار دار

ستی ہات کی نار کے ہات سوں　　　شفق خوں میں تھے اوچا ہات سوں

مرغ عرش کا ہانک مارن لگیا　　　پرندیاں سوں اپنے بچارن لگیا

پرندے لگے کو کنے ٹھار ٹھار درندے چلے سیر کرنے کوں بہار
رین جیوں جنی صبح کی پوت کوں سو روشن ہوا صبح کی روت سوں

رسیدن سیف الملوک بشہر قیصریہ و گرفتار شدن بدست میموناں

اُس اوتار بازی کیر احقہ باز کرے اس روش سات یوں حقہ باز
سو سیف الملک سرورِ عاشقاں بلا شک ہے تاجِ سرِ عاشقاں
نپٹ پھانک سب تے مجرد ہوا برہ پر برہ حد تے بجید ہوا
اُدک بھوک ہور پیاس تے تململ لگیا سیر کرنے کوں جنگلے جنگل
ہوا سو کہہ جاتن سو کاڑی کے سیار ولے نور اُس کا اتھا برقرار
جو تھا جدھر چل کے جاتا اچھے (۱۰۰۰) اودھر کا جنگل جگمگاتا اچھے

۱۔ نوٹ۔ ان چار فصول (از صفحہ ۷۶ تا ۷۶) کے متعلق وجدی نے اپنے قلمی نسخہ سیف الملوک میں حاشیہ پہ یہ عبارت لکھی ہے "معلوم می شود کہ ایں چہار داستان الحاقی اند و کلام غواصی نیست چرا کہ اکثر اشعار بے ردیف و بے قافیہ افتادہ اند و در بعضے نسخہا یافتہ نمی شوند۔"

جہاں لگ جو باگاں درندے اتھے — جہاں لگ جناور پرندے اتھے

برابر اُسی کے سو پھرنے لگے — ہو بیتاب عشق اس سوں گرنے لگے

جہاں جھاڑا اونچا اچھے سایہ دار — اُس اپرال کر اُس دکھی کوں سوار

جنگل میں جو کئیں پھل پھلالی اچھے — پچکچ پھل پھلالی سو آلی اچھے

سکل جائیں چن چن کے لیا نیکے تئیں — ملک زادے کوں لا کھلانے کے تئیں

مسلم ہوا اُ ملک سیف الملوک — لگیا سوسنے غم پہ غم دو دکھ پہ دو دکھ

جو دیکھیا جنگل کے چیتے باگ کوں — ہرن ریچھ ہور اجگراں ناگ کوں

نپٹ گڑبڑا کر ہوا گھابرا — در یعنے سیتیں وہیں پڑیا تھرتھرا

سو کہنے لگیا اے خداوندگار — اے رحمان اے پاک پروردگار

کہاں تے مجھے توں کہاں لائیا (۱۰۱۰) سو لاکس بلایاں میں سٹ پڑائیا

نہ یاں آدمی زاد کا کئیں نشاں — نہ مج کوں ہے یاں کوئی جان ہور پچھان

عن ۔ ہوئے عاشق اُسکے درندے تمام — جتے تھے جناور پرندے تمام (ح)

عن ۔ دیکھ اُس حسن بے سد ہو گرنے لگے ۔ (ح)

عن ۔ سو اس غمزدے کے کھلانے کے تئیں ۔ (ح)

جدہر دیکھتا ہوں اُدہر بے قیاس — جنگل کے جناور کھڑے آس پاس
گمُوں کیوں انن سات دن رات میں — کروں اس گنگیاں سات کیا بات میں
گھوموں ان کے — گنگوں
مجھے کوں آپہاڑ کھاتا ہے کی — میرا جیو لے کون جاتا ہے کی
نہ معلوم
ور لیتا میرے بخت ہیں کیسے سخت — کسی کوں دنیا میں نہ ہوُے ایسے بخت
نہ ماں باپ تھے پاسکوں کچ جواب — نہ معشوق تھے ہو سکوں کامیاب
ہر یک وقت اس دہات روتا اچھے — نڈہال آپ میں آپ ہوتا اچھے
نہ گمتا دکھیت وقت اپنا کہیں — کیا فکر یک دیس من میں و ہیں
گذرتا — دن دل
سو یک رات ادھی رات گذری دکھیت — جگت میں کوں نیند پکڑی دکھیت
زمانے کی آنکھ
جناور لگے اونگنے ٹھار ٹھار (۱۰۲۰) پڑے بے خبر سب نہ تھے کوئی ہشیار
یکایک ہوا غیب تھے بل اُسے — چڑیا ہات ہمت کیرا اکل اُسے
قوت
چلیا اُس اَدہی رات وہاں تے نکل — بڑے دغدغے سات جنگلے جنگل
یکیلا ننگے پاؤں ننگے سر یر — تھے خارِ مغیلاں اُسے جیوں حریر
کیتک دن کوں جوں بات پایا یک ایک — نظر تل پڑیا دور تے شہر ایک
جو اُس شہر کا قیصریہ تھا ناؤں — صفا جا بجا ہور ہوا ٹھاؤں ٹھاؤں
بڑا شہر نا حد نہ کچ انت اسے — کہ چوندہیر لگ پیش وپس پنت اسے
انتہا — چو طرف — بیش وکم بلیس لگ — راستے

جو لیا سا تو آسماں اس میں چھپائیں　　تو یک کونے میں اس کے سب چھپ کے جائیں

پنچھل چو کدن رستے بازار چار　　سو جیسے لطافت میں گلزار چار

دلے آدمی زاد نئیں کوئی وہاں　　بھرے ہیں وہاں باندرے جان تہاں

حکومت اُن کا چ ہے ٹھار ٹھار (۱۰۳۰) اُن کا چ چلتا ہے واں کاروبار

دیکھے شاہزادے کوں جوں سربسر　　لیگئے اپنے راجے کنے قید کر

جو دیکھتا ہے واں شاہزادہ سنجھا　　عجائب طرح کا ہے اونچا چھجا

رکھا ہے جڑت کا تخت میانے میان　　زمیں واں کی دستی ہے جیوں آسماں

چھبیلا جواں یک گیانے سگڑ　　خوش اُس تخت ایراں بیٹھا ہے چڑ

سکل باندرے دائرہ چھوڑ کر　　کھڑے ہیں ادب سات ہت جوڑ کر

بلا باندریاں کوں کہیا او جواں　　کہ کرسی لیکر آرکھو میانے میاں

لیکر آنے جا بیگ کرسی تچھل　　کہ جوڑے انتھے اس جڑت سے بدل

ملک زادے کو بیسلا اُس اوپر　　لگیا پوچھنے حال اُس سربسر

کہ اے جاں توں کاں تے آیا ہے کہ　　کہاں کہاں تے کس گاؤں جاتا ہے کہ

عن کہ اے جان بد دنست توں کون ہے　　تیرے مکھ پہ کس حسن کا نون ہے (ح)

توں کس کا ہے جایا تیرا ٹھاؤں کوں (۱۰۴۰) کہاں چاند تیرا ہے اسماں کوں

تجے کام کس وضع سوں آ کھڑیا
توکیوں اس خرابے منے آ پڑیا

سو کہہ مج کنے کھول اے یار توں
ہو مہماں چند روز اسٹھار توں

جو ایسی او شیریں زبانی کیا
ملک زادے کوں گال پانی کیا

سو یکد ہرتے جو حال اپنا اتھا
جو کچ تلملانا و تپنا اتھا

جو کچ آکہ ڈاٹیا اتھا باٹ میں
جکچ سرگہرا اتھا جنگل گھاٹ میں

سراسر کہیا کھول اس جان سوں
لگیا پوچھنے اس کوں پھر گیان سوں

کہ اے بخت ور راج تج راج کی
تیرے تخت کی اور تیرے تاج کی

رونق ہور ترتیب کچ ہور ہے
تیرے بخت کا باؤ ور زور ہے

سو پوچھیا کہ اس راج اس ٹھار توں
مراتب یو پایا ہے کس ہات سوں

تجے باندریاں سات گمتا ہے کیوں (۱۰۵۰) تیرے من میں یہ ذوق جمتا ہے کیوں

تیری خسروی کا عجب طرح ہے
نجھانے تھے منج ہن کوں فرح ہے

ع۱۔ کہہ اے بھائی تیرا ہے آسان کون (ح)

ع۲۔ ہوا کیوں یہاں یو مراتب تجے
انپڑتا ہے کیوں ہور راتب تجے (ح)

ع۳۔ آنکھیاں کوں میرے آج لگ فرح ہے۔ (ح)

اگر مج پہ توں آشکارا کرے | دعا تج بہرا روح سارا کرے
کہیا[ع۱] تب دو راجا کہ سُن اے انیس | میرا باپ تھا مصر کیرا رئیس
دیا بھیج مج کرنے سوداگری | لیکر اُنے سودا سو دریا وری
یکایک سو کشتی پھوٹی موج مار | سو تختے اوپر ایک نکلیا بہار
وہاں باندرے فوج کر آئیے | پکڑ کر مجھے واں تے یاں لائیے
ستم زور سوں بیسلا تخت اوپر | دیے پادشاہی مج اس وقت پر
دورائی میری شہر میں سب پھرائے | مجے آپنا راج کر بیسلائے
کہ اس قوم کے باندریاں میں تمام | چلیا ہے رسم اس وضعا کا مدام
جو مرتا ہے راجا[ع۲] اُنن کا کدِ ہیں (۱۰۶۰) | قرار اُن کوں اچھتا نہیں ہے کہیں
دیے راج شاہی کسے ہوئے تا ئیں | نہ جوڑیاں کنے جائیں نا کہاں کہائیں
اُنن کے اَوَل کے مہاراج کی | سو بیٹی ہے اَیَت شرم ہور لاج کی
گموں اس ستیں میں کہ ہم جنس ہے | وو ہم سار خاکی وہم انس ہے

ع۱ - کہیا بعد ازاں یوں کہ اے ہم جلیس (ح)

ع۲ - کبھی راج اُنن کا جو مرتا ہے کوئی | تو ذرا اقراراں کے دل کو نہ ہوئے (ح)

لکھیا اس وضا تھا سوانپڑیا مجے — خدا امن ہور دیوے راحت تجے

مل ایکس کوں کیبات کر اس طریق — کندورے شہانے اتھے جس طریق

کیا امر لیا بار کرنے شتاب — کیتک جنس کے نعمتاں بےحساب

جو لیا کر کندورے کئے بار خوب — جڑت کے رکھے ظرف ہر ٹھار خوب

دونوں مل کے خوش ذوق سوں کہان کھائے — رنگیلا شراب ارغوانی منگائے

پیالے لگے عیش سوں جھیلنے — ہوئے مستعد باندرے کھیلنے

اپس میں اپے تال منڈل بجائے (۱۰۷۰) بکیت بازیاں کے تماشے دکھائے

کلانتیاں اچھلنے لگے میل خوب — کیتک کھیل مضحک کیتک کھیل خوب

ہنر بھید اپنا جتا تھا دکھائے — بہرحال دونوکوں خوش کر ہنسائے

کیتک دیس شہزادے کوں رکھ وو راج — کیا بات لانے کوں یک دن علاج

پیاپے رکھ اس ہات دن تین چار — شگفتہ کیا ماندگی سب اوتار

سمج خیال اس کا کہیا یوں اسے — کہ توں جیو سوں عاشق ہوا ہے جسے

یہاں کوئی اس تھے خبردار نئیں — کسی ملک میں او تو اظہار نئیں

عجب کچ ہے دنیا میں تیرا پرت — نہ دیکھا کوئی ایسا ہی گھیرا پرت

انپڑنے تیرے داد فریاد کوں — سکت نئیں کسی آدمی زاد کوں

تیرے من کے مقصود بر لیا نہار | نہیں کوئی یاں باج پروردگار
توکّل سوں کر آپنے من کوں شاد | (۱۰۸۰) مُلک ڈھونڈ ہور پاتوں اپنا مراد
کہ اس دہات یک باد پا عین فرات | منگایا جڑت کے خوش ابرن سنگات
آنگے ہوا پے سر کلا اوس اوپر | دعا اُس کیرے حق میں لک ہات کر
کرا ظہار اپنے جتے مہر سے | روانہ کیا خوش اُسے شہر تے
کیتیک باندرے دے کے اسکے سنگات | جہاں لگ ہے اپنا ملک ہور ولات
وہاں لگ اس انپڑا د کر بھیجیا | دعا اُس کے حق بے نہایت کیا
چلے باندرے اس کوں انپڑا وتے | تماشا ہر اک ٹھار دکھلاوتے
کھڑے رہے رضا لیکے ایلار خوش | گئے اپنے سرحد تھے پیلار خوش

کوچ کردن سیف الملوک از قیصریہ

چلیا شاہزادہ لے دنیاک بھی | اٹھی سلگ کر برہ کی آگ بھی
سو پھر اپنے معشوق کے دھیان سوں | جھگڑتا زمیں ہور آسماں سوں
سراسر سر یہ آپنا جالتا | (۱۰۹۰) انگارے انجھو گرم اوہاٹ ڈالتا

ت ۔ انجھو گرم انکھیاں ستی ڈالنا۔ (ح)

نپٹے بنٹ جنگلے جنگل جھاڑے جھاڑ ۔ گویاں ہور جھڑپے جھڑپ پہاڑے پہاڑ

اُلنگتا گیا یک جزیرے کنے ۔ جو دیکھتا ہے جا اُس جزیرے منے

لگے ہیں گگن اونچے صندل کے جھاڑ ۔ کھڑے ہیں ہر یک ٹھار خوش پاؤں گاڑ

زمیں سب سُنّے کی ہے اس ٹھار کی ۔ جھلکنے میں جیوں سور کے سار کی

بھرے ہیں پکوڑے وہاں ٹھار ٹھار ۔ ہتی سار کے آدمیاں کھاں ہار

بھکے ہو کے پھرتے ہیں چارے کے تئیں ۔ سو کھانے منگے اِس بچارے کے تئیں

لگیا پھر وہ جیو کے دروں ٹھاس نے ۔ سو دیکھیا پنکھی ایک ایسے منے

بڑا دہڑ شتر مرغ کے سار کا ۔ بڑے شہپراں تیز منقار کا

کنارے پہ دریا کے بیٹھا ہے آ ۔ پکڑ دیں لیا اس کے دو پاؤں جا

چلیا اس کوں لے مرغ اس ٹھار تے (۱۱۰۰) اڑیا ہور ہوا غیب سنسار تے

اُلنگتا اُلنگتا کیتا کِتے پاڑ وو ۔ چلیا ایک سمدور کے پیلاڑ دو

سو[1] حیراں ہوا شاہزادا انت ۔ لگیا فکر کرنے کوں من میں بہوت

---

۱ نوٹ:- اس مقام پر بھی وجدی نے اپنے قلمی نسخہ سیف الملوک میں حاشیہ پر یہ نوٹ لکھا ہے۔
" ایں نہ بیت از ملحقات است" دوسرے کسی نسخہ میں یہ ابیات نہیں ملتے۔

جوواں تے ستونئیں نھاس سکتا تھا کہیں — لڑکتا چلیا اُس کے جنگل ہیں وَیں

اسی فکر میں شاہزادہ رہیا — معلق ہوا پر سوں گھن پر چڑ ہیا

بزاں شاہزادا کہیا دل منے — نہیں یاں خدا یاج مشکل منے

لگیا روٗونے دل میں سو بخت پر — وہیں بخت سختی تے سختیاں چ اُپر

عجب کھیل تیرا اہے کرتار حق — تو جیو بانچنے کا مجے دے سبق

سٹیا جیو کا وو بھروسا بہوت — لگیا دھیان اللہ سوں آکر نروت

الہٰی بچاتا اہے بہت دہات — اپنا یو پڑیا آ کے مشکل ات

سو تدبیر کے ہات تے بل کیا (۱۱۱۰) اوک شاہزادا سو تلمل رہیا

چلیا وو سو گھن پر وطن آپنے — سوا پنے وطن بیچ کوں تا پنے

پڑیا ایسے جنگل منے آئیکر — جو پھر کوئی آنا سکے جائے کر

وہاں آپ نے ٹھار کا کھچ کاڑ — ہوا سار جا ایک اونچا ہے جھاڑ

سو اُس جھاڑ کی پیڑ دوڑے تپال — سو ڈالیاں نیڑلے اٹھیاں تھیاں اُچھال

اتار اُس اوپر شاہزادے کے تئیں — بچیاں پاس اپنے چلیا دوڑ ویں

اول تھے ایک آدم جو وَیں مار کر — رکھیا تھا جتن آپ نے ٹھار پر

سو کٹڑے کر اس بانٹ بھانے لگیا — بچیاں تائیں اپنے کھلانے لگیا

دیکھیت شاہزادہ جو اُس جھاڑ تَل — پڑے سو جہاں کے تہاں ہاڑ گل

یکایک ایسے منے ایک سانپ — بڑا اسار کا دہڑ زمیں کوں لے ڈھانپ

دُہلارا اُچاتا وہاں آئیا (۱۱۲۰) بچیاں[ن] کوں سعؔ کھانے کے تئیں دہائیا

چڑیا جھاڑ اپرال ویں جھانپ مار — سب اس کے بچیاں کوں نگل ایکبار

لیا اُس مُرغ کی مُنڈی جائیکر — ہَہسم کرسٹیا تل منے کھائیکر

دیکھیا شاہزادہ جو اس حال کوں — چھٹی کانپنی تن پہ ہر بال کوں

جو ہیبت زدہ ہو لگیا کانپنے — سو تدبیرواں سے تے کیا تھا سنے

یکایک کبل آکہ بازی گھڑی — سو ویں جھاڑ اوپر تے میلیا اوڑی

جنگل بیچ پڑ لاکھ دشوار سات — لگیا تھا سنے تائیں واقی سنگات

نہ کچ حال تن میں نہ کس پاؤں میں — سو اُٹھتا و پڑتا ہریک ٹھاؤں میں

اد یک پیاس ہور بھوک تھے تلملے — چل آیا ہلوں یک ہرے جھڑ تلے

سو واں ایک چشمہ اتھا آب کا — نجل اُس اُنگے آب گلاب کا

ن۔ بھکا تھا سو جھبکار تا دہائیا (ح)

پڑیا بھا وہاں غیب کا ایک اثار (۱۱۳۰) سو رنگ برس بھر یا ہور میٹھا دانہ دار

بھکا تھا سو وہیں چھیل کھایا اُسے — رگے رگ منے جیو آیا آسے

پیا نیر چشمے منے جائیکر — کیا تکیہ اس جھاڑ تل آئیکر

پنکھی ایک ایسے ہیں مرغول اٹھا — یوں اُس جھاڑ اپرال تھے بول اٹھا

سُتیا ہے جواں یو جو صاحب جمال — ہوا ہے جو برہے کے غم میں نڈھال

بڑا پیچ بلا ایک یاں آئے گا — سو اس بیگنہ جواں کوں کھائے گا

پنکھی دوسرا اُسن بُرا مان کر — در یغے ادیک من منے آن کر

لگیا پوچھن اسکوں یو کیا ہے کنا — کہ اس بیگنہ کا سو کیا ہے گنہ

کہیا وو پنکھی کھول اس دہات تب — کہ قصہ سو اس جوان کا ہے عجب

کہ یک دن کتک جن آئے اتھے — ل یکیٹھار مجلس بھرائے اتھے

جکوئی تھا بڑا جن جو مجلس منے (۱۱۴۰) بیچا یک اٹھیا بول کر یوں کتے

کہ ہے بست ایسی جو او کھائی جائے — او کھائے تو جناں کی شاہی ہنچ آئے

سنیا ہوں کہ کہیں باغ ہے یک رتن — ہے اُس باغ کا ناؤں او تار بن

ملا: کہیا بھید اس ٹھار کیا ہے کنا (ح)

دہاں جھاڑ ہے ایک انّار کا　　لگیا ہے اُس ایک پھل جو اوتار کا

دیو بینگے مجے لیا کے او پھل جکوئی (جو کوئی)　　تو میرا پران (جان) اُس تے خوشنود ہوئے

مجالس ہیں بعضے اتھے جن جتے　　سو ڈھنڈ لیاو بینگے کر قبولے ویتے

چھ مہینے کی فرصت لئے یک رجن　　چلے ڈھنڈ لیتے او اوتار بن

سو یک جن نے اس باغ کوں پائیا　　وو اوتار پھل جائیکر لائیا

یکا ایک پیاسا ہو پانی کے آس　　پینے نیر (پانی) آیا جو چشمے کے پاس

وہے پھر کے جاتا وقت نابکار　　بِسر (بھول) کر گیا تھا وو اوتار انار

اُسی پھل کوں یو جواں کھایا اہے　(۱۱۵۰)　ولے بھید اِس کا نپایا اہے

بِسر (بھول) کر گیا سو وو جن آگ ہو　　بسانے[ت] (مانند) بلا اُس پہ آتا ہے وو

اگر عقل کچھ ہوئے گا اس منے　　ہے خاتم سلیمان کا اُس کنے

وو جن پھر کہ جس وقت یاں آئیگا　　جو انّار ڈھنڈنے کے تئیں دھائیگا

کتا یوں غضب سوں اُسے ہاک (پکار) مار　　کہ اے جن کدھنگی تجس نابکار

وو اوتار بن تھا سلیمان کا　　رضا باج (بغیر) اس کے پھل اُسٹھار کا

ت۔ سو آتا ہے اُس کے اوپر ناگ ہو (ح)

تجے توڑنے ہات کس دہات آئے ۔۔۔ توکیا کام رہ رہ کیا ہائے ہائے
سلیمان بھیجا اہے یاں مجے ۔۔۔ لیکر آؤ بند کر چھونڈے تجے
دیا ہے نشان آپنا میرے ہات ۔۔۔ کھڑے ہو نہ دیسوں تجے ایک سات
اوجن جیوں سلیمان کیرا نشان ۔۔۔ دیکھے گا تو اُڑ جائے گا دیو پران
دیسے گا اُسے ٹٹ پڑے نیول آکاس ۔۔۔ (۱۱۶۰) سو چھپ جائیگا بیچ پاتال نیاس
سو سیف الملوک جیوں سنیا یوں بچار ۔۔۔ ڈڑی مار کر جا چھپیا ایک بھار
جیوں آیا وو جن دوڑ چشمے کنے ۔۔۔ یکائیک آیا نکل بھار اُ سنے
انگوٹھی دکھایا اُسے ہانک مار ۔۔۔ سو ہیبت زدہ ہو کے بے اختیار
ہوا غیب پاتال میں جا وو جن ۔۔۔ سلامت چھوٹیا اُس کے ہاتاں تے اُن

رسیدن سیف الملوک بہ جزیرۂ اسفند

جو راحت قلم کی زباں کوں چھوٹے ۔۔۔ قلم شاخ اسرار کی یوں پھوٹے
کہ رحمان اپنے بندیاں کے اوپر ۔۔۔ دَیا کی جو منگتا ہے کرنے نظر
اُچا آپنے پیار کے ہاتھ سوں ۔۔۔ بچایا اہے آفت تھے ہر دھات سوں
کریمی جہاں پر کرنہار دِسے ۔۔۔ مشقت کوں راحت دیونہار دے

جو نکلیا وہاں تھے سو سیف الملوک　　　پڑیا جا کے ہور ایک جنگل میں چوک

اکیلا جو آگے ہو جانے لگیا (۱۱۷۰) کٹھن باٹ کوں چل گھٹانے لگیا

چڑیا جائیکر ایک ٹیکاں اوپر　　　دیکھیا دور تے ایک میداں اوپر

سو چوندھیر اُجالا برستا اہے　　　جنگل نور سیتیچ بستا اہے

لگیا بھوت اُسے یو تماشا عجب　　　رہیا گم ہو آپس منے آپ تب

چڑیا ٹیک اوپر تھے اُتر آئیا　　　نظر چار اطراف دوڑائیا

سو بے مثل نقشے رنگا رنگ محل　　　صفا داریکا یک پڑیا دِشٹ تل

جو نزدیک آیا خوشی سات جب　　　آپستے آپی کھُل پڑے قفل سب

درونی چلیا ذوق پا بے شمار　　　بچھا دیکھتا ہے جو واں ٹھار ٹھار

سنوارے اہیں غیب تھے سب محل　　　بچھانے بچھائے ہیں جاں تہاں نچھل

رکھے ہیں تخت ہور اُس کے اوپر　　　سُتیا ہے لے مونہہ ڈھانپ کئی بے خبر

عنہ۔ سو دہلیز اوپر ستیا ہات جب۔ (ح)

عنہ۔ سو دیوار در سب جیارے چتار (ح)

عنہ۔ سُتا ہے اپس ڈھانپ لے کوئی بشر (ح)

نہ ہلتا نہ چلتا ہے اس ٹھار تے (۱۱۸۰) نہ و ہرتا خبر کوچ سنسار تے
نہ ڈرجیو کوں اپنے اس وقت پر دیا مرگ کے ہاتھ آپس سخت کر

یافتن سیف الملوک ملکہ را

چلیا دہس کہ دیکھیا نزیک جا اُسے | سوناری ہے مقبول سوتی دِسے
نہ اُس سار صورت منے حور کیں | نہ ویسی تجلّی ستی سور کیں
کتک بار بیٹھا نزیک بے قرار | مگر نیند تے ہوئیگی کر ہوشیار
سو ہرگز وو ہشیار ہوتی نہیں | موئے تیو نچ دستی ہے سوتی نہیں
ڈریا ہور منگیا پھر کے جانے وہیں | سو دیکھیا پٹی یک سرانے وہیں
اُچا وو پٹی دیکھتا ہے جو پڑ | سو باندیا ہے کئی نیند اُسکے اوپر
سٹیا پھوڑ جوں ٹکڑے کر وو پٹی | وہ مقبول یکایک وہیں جاگ اٹھی
انگے ہو کیا شاہزادہ سلام | مکھ اُس کا دیکھت ذوق پایا تمام

بدل۔ دیا دل کوں ہمت سو اس وقت پر۔ (ح)

بدل۔ تو ہرگز نہ کچھ ہوش باقی دِسے | نہ کچھ ہات نا پگ ہلاتی دِسے (ح)

سو حیراں ہو بیٹھی وو اُس گھڑی (۱۱۹۰) اَدِہر کھول جیوں پھول کی پھنکڑی

کہی یوں کہ یاں آدمی زاد کون　　　نہ تھی قدرت آنے کیوں آیا ہے توں

سہی کہہ کہ توں کون کس ٹھار کا　　　خبر کیوں لیا ہے توں اس ٹھار کا

تیرا ناؤں کیا کون انسان توں　　　خبر دے مجھے گنوتی جان توں

تب اُس شاہزادہ اٹھیا بول کر　　　حقیقت سو اپنا کہیا کھول کر

کہ اے نار قصّہ ہے میرا دراز　　　کہوں گا جو سننے کوں آسے نہ واز

ہوئے برس تیرا مجھے رات دن　　　جو پھرتا ہوں و بتاگ سر لے کٹھن

بلایاں بہوت سو سیا برہ کیان　　　جفایاں دیکھیا عشق کے گرہ کیان

ہوا عشق تھے حال سب پایمال　　　نجانوں ہونہار ہے کیوں اَتال

بدیع الجمال ایک ہے شہ پری　　　وو صورت بہ اپنی مجھے یوں کری

کہوں کیا تج اے شاہ شکر لباں (۱۲۰۰) کہ یاں لٹ پٹاتی ہے میری زباں

نہ وو ملتی ہے نا گلستان ارم　　　یوں اس تائیں کہوتا ہوں اپنا جنم

تلیں دہرتری ہور اوپر آسماں　　　دکھوں میں جاتا ہوں سیانے میاں

کہ دہرتا ہوں سینے میں دکھ کٹرزیں　　　ہوا ہوں پرت سو نچ جل بھجر زیں

کہ دہرتا ہوں سینے میں لک خار خار　　　پڑے ہیں کلیجے میں روزن ہزار

یکا ئیک اللہ جو لیا یا مجے سو اس محل میں آج پایا تجے
تیرا حال ہور وضع کیا ہے سو بول چھپیا توں نکو مج تے دل کھول کھول

ہم راز شدن سیف الملوک با شہزادی

وو امرت کے گن کی سگی مہربان فراست سوں اس کا جلیا دل پچھان
کہی یوں کہ بیٹی ہوں میں لاج کی سراندیل کے ملک کے راج کی
ہمیں در اصل تین بھایاں اَتھیاں سو یکدن رضا باپ کی لے وتیاں
گیاں باغ میں سیر کرنے کے تئیں (۱۲۱۰) لگیاں تیرنے حوض خانے میں یں
سو درحال وہاں ایک بارا اوٹھیا چمن در چمن سب دہولا را اوٹھیا
سو اُس دہول میں تے جناور بڑا اَچاکر منجے لیگیا ویں اُڑا
ہوا پر چلیا دوڑ پنکھ مار مار رکھیا منجکوں لیا کر سو اسٹھار اُتار
انگے ہو میرے آکیا ویں سلام کہیا ڈر نکو اے چنچل نیک نام
کہ عاشق ہوں میں تج اُتم ماہ کا کہ بیٹا ہوں پریاں کے میں شاہ کا
بڑا بھائی جو یک منجے آج ہے وو دریائے قلزم کیرا راج ہے
اسی محل میانے ہے میرا مقام نہ میرا ہے یو بلکہ تیرا مقام

یو جاگا جزیرا ہے اسفند کا — فرح بخش ہور لا کہہ آنند کا

رکھیا یوں لیکر آ کے اسٹھار منج — کیا یوں بلا ہیں گرفتار منج

مہینے کوں یک بار آتا ہے وو (۱۲۲۰) منجے دیک پھر پھر کے جاتا ہے وو

ہیں اس کا کہیا نا سنوں دیک کر — غصا بے نہایت پکڑ منج اوپر

منتر سوں میری نیند کوں باندیائے — یکیلی منج اس محل میں چھوڑ جائے

سوتوں جس ہٹی کوں سٹیا چھوڑ کر — بندیا تھا میری نیند اس کے اوپر

اسی وضع سوں برس بارا ہوئے — میرے دیس چپکی آوارا ہوئے

کہوں کیا تجے کہنے کی بات نیں — کدیاں اختیاری میرے ہات نیں

دل اپنا توکل سوں کئے ہوں گنبھیر — کہ نہیں منج خدا باج کئی دستگیر

نکو جادو دیس اچھہ میرے پاس توں — نکو لیالے کچ دل میں وسواس توں

وو آسے نہ اجنوں نہ ہو گھا برا — اجھوں دیس باقی ہے یک سا ترا

دسے شہزادے کوں دہر کر اس دہات سوں — اٹھی بول پھر یوں میٹھی بات سوں

کہ اس وقت پر ہیں تجے اے جواں (۱۲۳۰) تیری موہنی کے جو دیونگی نشاں

ص ۔ جو احوال اپنا سب اس دہات سوں (ح)

کہونگی جو باغ ارم کی خبر
تو کیا انپڑیگا منجکوں اس کا ثمر

خبر دادن شاہزادی از بدیع الجمال سیف الملوک را

دو گنو تت سکی جو کہی اپنی بات
خوشی سوں پھگی شاہزادے کی ذات

ادب کی روش سات سر یہیں پر دہر
دعا ہور ثنا اسکوں لئی دہات کر

کہیا یوں کہ اے موہنی نیک نام
فدا تج پو تھے جیو میرا تمام

اگر توں کہے گی منجے اسکی بات
تو دیگا خدا تج جزا ہاتے ہات

جو دیگی توں اس موہنی کا نشاں
کریں گے دعا تج زمیں آسماں

جو خبراں کہیگی توں اس حور کے
تو اتریں گے تج پر طبق نور کے

رہیا ہوں بہوت کچ آوارا ہو میں
اسی تائیں پھرتا ہوں بارا ہو میں

پریشان اس کا ہوں ملکے ملوک
بھریا ہے رگے رگ منیں اس کا دوک

میرا دو کہہ گنواتوں کہ ہے تج ثواب (۱۲۴۰)
منجے تیری دولت سوں کر کامیاب

دیکھی عاجزی اس کی جیوں او تپا
سو دل میں تھے وہیں مہر کا جوش اٹھا

لگی کھول کہنے کوں سن اے جواں
کہ منج پیٹھ کی تھی نھنی ایک بھاں

ہمن تین بھاناں میں وو خوب تھی
سو ہمنیں عالم میں محبوب تھی

تن اس کا نچھل مکھ مکاتا اچھے عنبر مشک کا باس آتا اچھے

ہنسی سات گلریز جیوں باغ تھی کلیجاں پہ حوراں کے جیوں داغ تھی

سو یکدن لے سنگات ہمنا کوں مائی خوشی سات یک باغ میں لیکر آئی

کیتک دیس وہاں شادمانی سے کئے ادک جشن واں خرمی سے کئے

بکائیک عورت اک اس ٹھار پر ہرے جھاڑ پر سے اُتر آئی سکر

انگے ہو میری ماں کوں کینی سلام اُٹھی بول اس دہات ہو ہم کلام

کہ پریاں کے راجا کی عورت ہوں میں (۱۲۵۰) دکھن آئی ہوں تیری بیٹی کے تئیں

سکل شہ پریاں میں میرا ناؤں ہے میر اگلستان ارم ٹھاؤں ہے

جو ہے منج کنے ایک بیٹی نہنی سو ہے دو میرے نین کی روشنی

رکھا ناؤں اس کا بدیع الجمال ہے اس سات میرا محبت کمال

بہوت دن تھے اچھتی ہوں اس ٹھار میں ادک خوش کئے ہوں یو گلزار میں

تجھے دیکھ میں ذوق پر ذوق پائی اچھو قائم یو آج تھے آشنائی

یو بیٹی سو تیری ہے بیٹی میری یو بیٹی سو میری یو بیٹی تیری

پلا پیار سے دود تیرا اُسے کہ میں دیونگی دودھ میرا اسے

کر اس وضع سوں بات اکس کوں ایک رہے دو جنے مل اپس میں ایک

لگا جیو وو یوں میری ہائی سات　　کرن آوے مہنے کوں یکبار بات

بڑی ہویگی وو چنچل آج کوں (۱۲۶۰) اچھیگی سورج تھے نچل آج کوں

عجب شہ پری ہے وو صاحب جمال　　کہیں جگ میں ہوسے (ہوسکے) نہ اس کا مثال

میں اپنے نگر بیچ اچھتی جو آج　　تو کرتی ہر یک وضع تیرا علاج

کتی ہوں ہور یکبات سن اے عزیز　　اگر تج سکت ہے تو دے مج تمیز

سو شہزادہ[۱] سن کر ہوا یو خوش حال　　کہیا سن اے روشن تو صاحب جمال

کہ میں عرض کرنے بھی منگتا ہوں تج　　اگر خوش زباں کھول فرمائے مج

خدا مشکل آسان کرنہار ہے　　نرادھاریاں (بے سہاروں) کوں وو آدھار (سہارا) ہے

کہی موہنی بول کیا ہے سو مج　　کہونگی میں اس بات کا جاب (جواب) تج

کہا جب وو دیو آوے استھاد پر　　سو توں پوچ لے اس کے جیو کا خبر

میرا جیو تج ہات میں ہے یہاں　　تیرا جیو معلوم نئیں مج کہاں

یو خو میں خبر او ستے مے مج کنا (کہنا) (۱۲۷۰) تو میں کر سٹوں (پھینکوں) اس کوں تل میں فنا

یو سن موہنی کہی (اچھی طرح) شکر لب کوں کھول　　لئے ہوں خبر او ستے کہی ہوں کھول

۱۔ نوٹ:۔ وجدی نے ان آٹھ اشعار کو بھی الحاقی لکھا ہے اور کسی دوسرے نسخہ میں بھی درج نہیں ہیں۔

کہ یکدیس مجکوں رکھیا سو پرا — لگیا مج سوں باتاں کرن بہو تیرا
کہیا یوں کہ تج بن نہیں کوئی منج — تیرا عشق کانی ہے جگ دوئی منج
بہوت ہے میرا جیو تیرے اوپر — ولے نیں تیرا جیو میرے اوپر
بیں اس بات کوں جاب دی یوں پہرا — کہ منج پر اگر جیو ہوتا تیرا
تو البتہ اپنا کتا راز منج — دتیا اپنے باطن تھے آواز منج
تیرے ہات میں ہے میرا جیو تویاں — ولے کہہ منجے ہے تیرا جیو کہاں
اگر آدمیاں تھے پریاں کوں حیات — اچھے زیاست تو کیا ہوا نیں ثبات
دو دن کی دنیا کوں نکر اعتبار — کہ جینا ہمارا ہے دو دن اودھار
ہیں آگے پچھے جاہنارے ہمیں (۱۲۴۰) سمج لیویں آپس میں بارے ہمیں
سنیا منج زباں تھے او یو باتیں — اٹھیا بول کر پھیر منج سات یوں
کہ ہے سچ تیرا جیو میرے ہات میں — ولے نیں میرا جیو تیرے ہات میں
میں لے موہنی تج تے اب کیا چھپاؤں — کتا ہوں میرا جیو رہتا سو ٹھاؤں

---

۱ تو آتا ذیں منج تے دا ز توں — کتا کھول اپنا مجے راز توں (ح)

۲ اگر آدمیاں کوں پریاں تے حیات (ح)

کہ ہے ایک صندوق شیشے کیرا — سواس کے درونی اہے جیو میرا
وو صندوق سو ہے دریا کے بھیتر — انگوٹی سلیماں کی کوئی اگر
دریا کے نزیک جا کے دکھلائیگا — نکل او سندگا تیچ اوپر آئیگا
بزاں واں تھے اے موہنی مہرباں — میری زندگانی سری کر پچھان

کشتہ شدن دیو از دست سیف الملوک

سنیا شاہزادہ جو اس بات کوں — کہیا خوش ہو اُس پدمنی ذات کوں
کہ اے موہنی پاک داماں کی — انگوٹھی تو حضرت سلیمان کی
میرے پاس حاضر ہے دسیں اتال (۱۲۹۰) — تو کیوں منجکوں سنبھالتی سو سنبھال
سلیمان کی اُس انگوٹھی کوں دیکھ — ہوئے شاد بھو تیچ اکیس تے ایک
زمانہ جو آخر ہوا مہرباں — سو دونوں کو ہمت دیا آسماں
پکڑ ہات ویں ہات سارو ہوئے — ہل اپنے درو دوکھ کے دارو ہوئے
یکس کوں یکن جلد ہو پائوں سار — شتابی ستی آئے دریا کنار

ع ۔ پھر تہار ہوں تج ادب میں اتال (ح)

دکھائے دریا کوں انگوٹی پنجھل — سو درحال صندوق آیا نکل
چوں یکبارگی پاے دونوں جنے — اوچا کر لیکر آئے دونوں جنے
وو صندوق جیوں دیکھئے کھول کر — جناور اتھا ایک اوس کے بھیتر
سٹے اُس جناور کی مونڈی مڑوڑ — کئے چور صندوق کوں توڑ پھوڑ
سو درحال پیدا ہوا ایک غبار — برسنے لگا میہوں لہو بے شمار
پہاڑ سار کا سر اک انپڑال تھے — (۱۳۰۰) پڑیا سو ہلیا دھرت پاتال تھے
دیا[1] جھڑ بریا جیو اپنا تروت — سو اس کے مرگ تھے ہوئے خوش بہت
خدا اس بلا تے کیا جیوں خلاص — سو چلنے کوں واں تے کئے فکر خاص
دونوں[2] ویں نہنی ایک ہوڑی کئے — جواہر کنکر اس میں کچ بھر لئے
کر اللہ کا شکر واں بے شمار — ہوئے خوش دونوں کے ہوڑے سوار
قضا پر نظر رکھ توکل ستیں — دریا پر چڑھے ہے فوج کے بل ستیں
چلیا باو بے بیگ ہوڑے کوں کاڑ — عجائب کیتیک دیکھتے جھاڑ پاڑ

---

[1] گیا جیوں وو دنیا تے نابود ہو — ہوئے مرگ تے اُس کے خوشنود یو (ح)

[2] نہنی ایک ہوڑی نوی راس کر — جواہر کنکر خاص چُن اُس میں بھر (ح)

چھ مہینے تلک دو کہہ جتا دیک دیک | النگتے عجائب جزیرے کیتک
نہ تھی سُد کدہر موج کیوں آو تے | نہ تھا فام یوں کچ کدہر جاؤ تے
ہوا نند سے بہوت یک جزیرے میں آئے | کیتک دیس رہ وہاں امن پائے

رسیدن سیف الملوک و ملکہ بشہر واسط و ملاقی شدن تاج الملوک

جوں اقبال کا در کھولا غیب تھے (۱۳۱۰) چڑیا دو کہہ کے مکہ پر کلا غیب تھے
خوش اُس شہار روزی فراغت ہوا | پریشان خاطر کوں راحت ہوا
سو یکدن نکل شاہزادا وہاں | ہلوں سیر کرنے لگیا جان تھان
سو آدم کیتیک واں پڑے دشت تل | یکایک خوشی آئی من میں اول

ب ۔ تماشا کئے پھیر پھیرے کیتیک | صفا دار النگتے جزیرے کیتک (ح)

ب ۔ سلامت سوں ایسے جزیرے میں آئے | جو واں ہن کے مقصود کا کھوج پائے (ح)

ب ۔ نوٹ :۔ یہاں پر وحیدی نے حسب ذیل عبارت حاشیہ پر لکھی ہے ۔

" اینجا چند ابیات الحاقی بودند مہمل ۔ من نہ نوشتم آں را۔ "

سو نزدیک جا سب کوں کیتا سلام | کہے مل علیک السلام اُس تمام
وجاہت اوپر اُس کے رکھ انک ویں | مل ایک ٹھار بیٹھے سونا پھانک ویں
فراست میں دیک اس کوں عالی وقار | لگے بھیجنے مرحبا بے شمار
ہوئے یک جہت سات جیوں ہم کلام | سو لیا اون دہر دوک اپنا تمام
جو یکبار گی لوگ اُس ٹھار کے | سنے قصّے اس کے ہور اُس نار کے
سو کئے ہات سوں دل میں دوک آن لے | کتے وضع سیتی بُرا مان لے
کہے یوں کہ او جگمگاتے شمیں (۱۳۲۰) سمجھتے ہیں کس بزم کے سو ہمیں
ہے بیٹی ہمن راج کے بھائی کی | جنی مائی جیتی ہے اُس جائی کی
ہُرا ندل میں بادشاہی سنگات | ہے اُس کا جیتا باپ حالی حیات
چچا اُس نہنی کا سو ایکیچ ہے | دو واسط کتے سو نگر بیچ ہے
نیکھا ناؤں اُس کا ہے تاج الملوک | عجب کچ ہے اس کا مروت سلوک
ہمیں سب رعیت ہیں اسکی تمام | یہاں تے اُسی کا ہے آگیں مقام
جیوں ایسی خبر خلق تے پائیا | سو دوڑ اُس سہیلی کنے آئیا

ن ۔ اٹھیا بول سب خلق اس دہات سوں | کہ ہم جانتے ہیں سب اُس نار کوں (س)

کہا کھول درحال احوال اُسے خبر دے کیا بہت خوشحال اُسے
فراغت کے مل دونوں ہوڑی پہ چڑ چلے وا نتے راحت کی دریامیں پڑ
چلے شہر واسطے کدن ذوق سوں لگے باٹ چلنے کوں اَت شوق سوں
کہیں بات منزل میں آلس نہ کر (۱۴۳۰) شتابی سیتی اپنڑے جا اوس نگر
کیتک دن پچھیں شہر واسطے کون پائے پہر حال اُس کی حویلی میں آئے
جو نزدیک اُس شہر کے خاص باغ اتہا سو رہے واں لگے دیک چراغ
رین جاگ ربّی کے فرمان سوں جو آیا نکل سورا اسمان سوں
سو اُس شہر کا بے بدل شہریار نکو کار تاجن ملک نام دار
اسی باغ میں خسروی داب سوں کرن سیر آیا بڑے لاب سوں
سونا گہہ نظر اس کی اس ٹھار پر پڑی شاہزادے کے دیدار پر
سو نیناں کوں اُس کے لگا سبک بہوت بلا اُس تجھانے لگیا مو کہہ بہت
بڑا انجنوتر کوئی ہے کر پہچان نزک بیلا اُس کہیا اے جواں

عن ۔ سو اس دیس تاج الملک شہ سوار سو نکلیا اتھا کھیلنے تیئں شکار (س)
عن ہوا شاہزادے کے تیئں سامنے سو آنگے ہو تسلیم کیتا اونے (س)
عن ۔ بلا اسکوں نزدیک تاج الملوک محبت سوں دکھلا کے اپنا سلوک (س)

کہو کاں تے آیا ہے اے جواں توں — سو منگتا ہے جانے کوں کس ٹھاؤں توں

کیوں آنا ہوا یاں تیرا بول منج (۱۳۴۰) جو کچ ہے تیرا ماجرا کھول منج

جو اس وہات کا اُس تے پایا سلوک — لگیا بولنے حال سیفُ الملوک

کہ اے شاہ غمگین ہوسنسار (دنیا) تے — میں آیا ہوں یاں مصر کے شار (شہر) تے

میرا قصا ہے سخت دور و دراز — لگیگا کہنے (کہتے ہیں دکھ ہوئے گا) بار اے شاہ باز

کہ بیے (بہت) دن تے پھرتا ہوں غربت منے — جنم سب گنوایا ہوں شدت منے

کہ ہوسے نہ مج سار دو کھیارا کہیں — نہ مج سار دیتاگ مارا کہیں

بہت رنج دیکھیا ہوں میں بھار بھار — نہیں ہے میرے دوک کوں کچ شمار

نہ میری جفا رنج کوں ہے شمار — نہ سینے کوں ٹھنڈک نہ دل کوں قرار

میرا درد کئی نا سنے تو بھلا — سُنے تو بلا شتاب اٹھے تل ملا

جو خاطر میں لیاوے میرا رنج کوئی — تو اُس کا سینا پھاٹ جیوں پھوٹ (آنچ) ائی

خبر جس کوں ہوئے میرے دیتاگ تے (۱۳۵۰) تو جل را کھ ہوئے وو کہ کی آگ (پھوٹے کلڑی) تے

غریبی میری کھول کہنے منجے — ادک شرم آتی ہے کیا کوں (کہوں) تجے

سنیا یو جو تاج الملک شہ نول — در لینے سوں من میں تے آئے اُدل

کہ بولیا زباں کھول سُن اے جواں — نکو ڈر کہ اللہ ہے مہرباں

کہ غمناک ہوں ہیں بہی لئی سال تے
خبر کچ نہیں مج میرے حال تے

بھتیجی میری ایک صاحب جمال
گنوائی گئی سو ہوئے بارہ سال

دوک اس کا کروں مجکوں چھاتی نہیں
کہ اجنوں وو کہیں پائی جاتی نہیں

یکائیک گم ہو گئی باغ تے
کہ مرتا ہوں ہیں نس دن اس داغ تے

موئی ہے کہ جیتی نہیں کچ خبر
بڑا دکھ ہے یو مج کلیجے بھیتر

جو یو بات پھر اس پریشان کوں
لگیا تیر ہو دوڑ جا کان کوں

سو جلتی درونی سوں جل آہ مار (۱۳۶۰) الیبٹڈ یا انکھیاں ہیں تے دکھ بیشمار

کہیا دکھ نہ کر اے سکھی راج توں
خوشی کر یو دکھ چھوڑ دے آج توں

کہ تیری بھتیجی کوں لیایا ہوں میں
کوہل ٹھار تے اسکوں پایا ہوں میں

سو کیوں اُس کے لیکھے سگا بھائی ہو
بچایا ہوں سو جانتی مائی ہو

تجے آج تے ذوق ہے لاکھ لاکھ
و لیکن سو ہوں غم تے نت چاک چاک

جتا کچ ہے نازل دو دکھ آفاق پر
جمیا ہے دو دو دکھ میرے سینے بھیتر

ازل تے یو آیا ہے بانٹا میرا
کہ پنجیا ہے کانٹیاں سوں پھانا میرا

د۔د دو دکھ سوں اس وضع گذران بات
ل اکیس کوں ایک ہات میں لے لے ہات

چلے اشتیاقی سوں دونوں جنے
وہیں آئے اس پاک دامن کنے

دیکھیا جیوں بھتیجی کوں آپیں چچا سو پتلی کرانکھیاں کی لیتا اُچا
گلے لاگ اڑڑا کے رونے لگیا (۱۳۷۰) فدا اُس کے آپرال ہونے لگیا
دل اُس کا بہت دہات سوں ہات لے کلیجے کے ٹکڑے کوں منگات لے
لیکر آئیا گھر میں تعظیم سات گیا شہر میں لے کے تکریم سات
گھر آیا سو ہوئی شادمانی بڑی کیا شہر میں میزبانی بڑی
نوازیا اد ک شاہزادے کے تئیں رکھیا جیو کر دد کہہ زادے کے تئیں
دیا بھیج قاصد کوں یں کہائی پاس مہرباں اس کی جنی مائی پاس
ہمائے سعادت اتر کھول پنکھ اوڑیا جیوں سراندیل کی دھرتنک
سراندیل کا بادشاہ بخت ور سنیا اپنی بیٹی کیرا جیوں خبر
ینتا کچ ہوا خوش جو بولیا نہ جائے مگر غیب تے لاک گرگوٹ آئے
لگی جھڑنے ابر تے رحمت کی پھوئی جلنہار سینے کوں ٹھنڈیک ہوئی

ن ۔ کیا شہر میں اک خوشی دہات دہات (س)

ن ۔ بھیا وصل کا باؤ جیوں اُس نزیک جلنہار سینے کوں دوڑی ٹھنڈیک (س)

آمدن برادر شہزادی و بردن شہزادی و سیف الملوک را پیش پدر

بھیا وصل کا باؤ جو ند بیر سے تے　(۱۳۸۰) سو کا باغ من کا کھولیا سیر تے

ہوا فرح روزی جنی مانی کوں　تمام اس کے بھاناں کوں اور بھائی کو

قبیلے کوں سب آبرو ئی چڑی　ہوئی سب سراندیل کوں شادی بڑی

عزیز ارجمند اپنی بیٹی کے تئیں　بلا بھیجنے کا کیا فکر وئیں

بلا بھیجنے اس او تم جانی کوں　کیا مستعد اُس کیر بے بھائی کوں

دے سنگات لشکر کے دل بیحساب　بڑے دبد بے سات بھیجیا شتاب

جو مشتاق ہو بھائی لیانے چلیا　سگی بہان کے نئیں لولانے چلیا

چچا کے نگر بیچ جیوں آئیا　سو دیک اُس چچا جیو کر پائیا

ہزار آرزو سات دونوں ملے　خوشی کے کلیاں ہر طرف تے کھلے

بولیا گھر کوں لیا سو ملے بھائی بہان　یکس کوں یکس دے لئے جیو واں

سوا نپڑیا چچا کے نگر میچ جا　سونیا سوگیا پیش ہونے چچا (ح)

جو کچھ دکھ انھا آپنے دل منے (۱۳۹۰) سٹے کاڑ سینیاں میں تے تل منے

لگیا دل کوں ہم بہان ہم بھائی کی — چو پھر کر چلنے پیٹ تے مائی کی (۱)

گم یک سات الاک عشرت سنگات — دعا لے چچا ہور چچانی کے ہات

نکل واں تے سنگات لے بھان کوں — چلیا لے کے سیف الملوک جان سوں

پنتے پنت تینو کنتھے کھو لتے — گماتے وقت ہور قصے بولتے

سراندیل کے آئے جیوں دو نزیک — اُمس پا جنا باپ خوش ہو ادیک (۲)

نکل گھر تے لاک انتظاری ستی — سو دوڑیا وہیں بیقراری ستی

جگر گوشہ کوں اپنے جیوں پائیا — چھتر کر آپس اس کے سر چھائیا

سینے سوں لگا اس پری چہر کوں — اولینڈن لگیا مہر پر مہر کوں

پڑے دید بے سات لیا یا اُسے — سو کھل نین سوں مکھ دھولایا اُسے (۳)

جیوں آیا گیا سور تن ہات میں (۱۴۰۰) نوا جیو آیا تیوں ہوا ذات میں

---

(۱) چو پھر کر چلئے اس طرف مائی کی (س)

(۲) سو سُن یو خبر خوش ہوا باپ ادیک (س)

(۳) نین کا سو کر نور پایا اُسے (س)

ملیا دل سوں سیف الملوک جان سوں
ہوا آسماں اُس جلی بھان کوں

حقیقت کوں اُس کے اپنے خوب آپ
دیا دہیرک اس جیوں دوہیں مائی باپ

رکھیا اُس ہتیلی کے پھوڑے نمن
ہو درمان اُس کا کیا دُکھہ بھجن

کرم اُس کے حق حد تے پیلاڑ کر
سٹیا گرد بیکدہر تھے سب جھاڑ کر

عزیزاں ہیں سب دے بڑائی اُسے
عنایت کیا پیشوائی اُسے

داستان ملاقی شدن ساعد

کہانی کہن ہار اس دہات کی
چلاتا ہے خوش بات ہر بات کی

کہ یک دیس سیف الملوک شہ سوار
نکل آئیا بہار کھیلیں سکار

یکا ئیک بازار میں یک جواں
نظر تل پڑیا زار ہور ناتواں

مسلم ہے دلگیر ہور بے قرار
وجاہت منے عین ساعد کے سار

کیا یاد ساعد کوں اُوس دیکھ کر (۱۴۱۰) انجھو لائیا دوک کے نین بھر

اپس میں اپے بھائیا سرد اساس
کیا آپ نے من میں غم بے قیاس

ع سٹیا کا نئے سینے میں تے کاڑ کر (س)

کہیا اپنے لوگاں کوں جا اس کوں لاؤ　　آپے آئے لگ گھر لجا بیلاؤ
اُسی دہات جا اُس بلا لائیے　　لجا ایک جاگے پہ بسلائیے
کہ جیوں اس مبارک سواری سوں پھیر　　جیوں آیا شتابی سوں اپنے مندھیر
کیا یاد آ تیج اوس جان کوں　　بولایا نزیک اس پریشان کوں
شفقت جو اس کی غریبی پہ آئی　　کہیا کوں ہے توں سو مج بول بھائی
سوویں دو پریشان جبل آہ مار　　ادٹھیا بول کریوں کہ اے کامگار
کہوں گا اگر ہیں میرے درد کوں　　تو طاقت نہ رہسے کسی مرد کوں
بھریا ہے سینا پور اس دکھ سنگات　　کہوں میں تجے کھول کس مکھ سے بات
میرا یار اک شاہزادا انھا (۱۴۲۰) وو ملتا تو مج دو کھ نہ ہوتا یتا
ہیں اُسکی جدائی تے لیئے ہوں ہلاک　　جل اُس کے بدل منج تل تل کوں راک
نہ جانوں کہ وو سور کس ٹھار ہے　　مج اُس باج عالم سب اندکار ہے
وو یا دوک سوں ہے یا کہ اقبال سوں　　نہ جانوں وو اچھتا ہے کس حال سوں

عـ۱ـ ۔ بلا بھیجیا بیگ اوس جوان کوں　　نزیک بیلا اُس پریشاں کوں (س)

عـ۲ـ ۔ کہیا کاں تے آیا ہے توں اے جواں　　توں کان کا ہے کی مجکوں کچ دے نشاں (س)

ہے فرزند وو مصر سلطان کا — ہوں فرزند میں اس کے پردہان کا

نیکا نانوں اُس کا ہے سیفالملوک — ہوں میں بے خبر اسکے تئیں جھوک جھوک

میرا نانوں ساعدو بے بخت نئیں — کروں کیا کہ وو یار اس وقت نئیں

میں اپنا ملک سٹ ہوئے تیرا سال — نہ کس کوں میرے اودسے کا ملال

یکیلا ہوں اس شہر میں میں غریب — نہ کوئی مج اقارب نہ کوئی یاں حبیب

کہ پھرتا ہوں نت یاں دوکانے دوکان — نہ پیونے کوں پانی نہ کھانے کوں کہان

جو اپنی غریبی وو بولیا تمام (۱۴۳۰) سو وو شاہزادا اوتم نیکنام

گلا یا ذرونا سو ناتاب لیا — گلے لا اُسے آنکھ میں آب لیا

کہیا یوں کہ اے یار اب چھوڑ دو ک — تیرا یار سو میں ہوں سیفالملوک

ہمارے نصیباں منے جیوں خدا — لکھا تھا سو اپڑا ئیا وو ل خدا

ہمیں سر جفاو سے پھنکایا سو وو — سلامت سوں پھر لا ملایا سو وو

پھنکانے کے کام ہور ملانے کے کام — خدا باج بھی نئیں کسے اور فام

یو جیو اس کی قدرت پہ قربان ہے — کہ صاحب بڑا وو مہربان ہے

ن۱۔ سن لے بات اٹھیا شاہزادا شتاب — گلے لیا اُسے روئیا بے حساب (س)

ملے دیک یک جیو کے دوئی یار — ہوا خوش سراندیل کا شہر یار

جو ساعد آوارا ہو دوک در د میں — ڈوبیا تھا جو غربت کیرے گرد میں

سو حمام میں گرم لے جا اُسے — کئے خوش دہلا انگ ہلکا اُسے

رنگچھل خوب کسوت شہانی پنائے (۱۴۴۰) رنگا رنگ مجلس نورانی بھرائے

منگا نقل مدست آرام سوں — دونو بار بیس آپنے قام سوں

پیالے لگے جھیلنے ذوق سوں — قصے لیا کہیانے سٹے شوق سوں

نول جان سیف الملوک جگ اوجال — بجد ہو کہ ساعد کوں لاگیا دُہنال

کہ مج تے بچھڑ توں پھریا کس وضا — کھڑیا آ نپڑے سر او پر کیوں قضا

چھپیا توں نکو مج تے تقدیر کوں — جکچ ہے سو کہہ کھول مج دہیر توں

گُنی یار ساعد دیک اُس کا خیال — لگیا بھار بھالنے کوں دل کا اُبال

غریبی کے باتاں لگیا بولنے — کنتھا اودَسے کا لگیا کھولنے

کہ اے شاہزادے جدہاں تے جو میں — چلیا بھاک کر تیری صحبت سوں میں

پھوٹیا جہاز حکم خدائی ہوا — تداں تے تجے مج جدائی ہوا

سو بے سدھ ہو طوفان کے باؤ سوں (۱۴۵۰) پڑیا یک جزیرے میں جاتاؤ سوں

کیتیک بار کوں دیکھتا ہوں جو واں — سو چوندھیر چھایا ہے زوروں دُہنواں

ہواایاں ہو اُڑتے ہیں واں سانپ سب — لئے ہیں جزیرے کوں ان ڈھانپ سب
نہ اسماں دستا نہ کیں دہر تری — چھٹی سیس تے پانو لگ تہر تہری
گگن سارا و نچے کیتیک ڈونگراں — پڑے اسپہ پھسکار تے اجگراں
بیتا کچ وہاں دیکھیا ہیں عذاب — جو نیں اس عذاباں کوں حد ہور حساب
پڑیا جا بلایاں کے بھنورے منے — پڑیا جا کے لیے لیے جزیرے منے
بہت دن بہت ٹھار قائے دیکھیا — کہیا جائے نا ایسے واقعے دیکھیا
برس دن ہوا آکہ اس شہر میں — ملے شکر بارے ہمیں ہور تمیں
وسلے کچ غنیمت مجھے آج ہے — گدا میں تیرا توں میرا راج ہے
وسلے اس پریزاد کا کھوج کیں (۱۴۶۰) توں اس حد تلگ اجہوں پایا کہ نیں
کہیں بی گلستاں ارم کا نشاں — کنا تجکوں سنپڑیا کہ نیں اے جواں
بزاں وو اتم جان سمرت گنبھیر — کھیا کھول اس دہات ساعد کی دہیر
کہ مج سچ بتایا سو پروردگار — مج امید کا رُک سولیایا ہے بار
توی کچ خوشی پائی یاں جائیگی — وہ دو دن کوں اس شہر میں آئے گی

ف - بڑا کچ غنیمت سو مج آج ہے (س)

آمدن بدیع الجمال بہ سراندیل

سعادت کے جیوں دیس انگے آئے ۔۔۔ بخت روشنائی سوں جھلکائے

سو لکھن وتی دہن بدیع الجمال ۔۔۔ یکا ایک یک دن خیالیں خیال

نپٹ دلربائی کے طناز سوں ۔۔۔ لٹکتی اپسیں اپیں ناز سوں

سراندیل کے راج کے گھر کوں آئی ۔۔۔ سو گم ہوئی سو اس شاہزادی کوں پائی

سگی بھان کر جانتی تھی اول ۔۔۔ بڑی کر اُسے مانتی تھی اول

بڑی دردمندی سوں غمخوار ہوی (۱۴۷۰) ۔۔۔ یکٹ دل سوں مل جا اوسوں یار ہوی

کہی اے سنگاتن تیے دیس توں ۔۔۔ اتہی کس وضا ہور کس بھیس سوں

نکل اُس بلاکن تے کس دہات آئی ۔۔۔ چھٹک اُس کے ہاتاں تے کس وضع پائی

سراسر مجے کہہ جو ٹک اس پاؤ ۔۔۔ دکھی دل کوں میرے سکھی کر بساؤ

ن مکھ اقبال چوندھیر تے دیکھلائیے۔ (س)

ن۔ یکا ایک یکدن بدیع الجمال ۔۔۔ محبت سوں من میں خیالے خیال (س)

ن۔ سو جا دوڑ چھاتی کوں لاگی اُسے (س)

سو وو شاہزادی اٹھی بول یوں | حقیقت سو اپنا کہی کھول یوں
کہ اے موہنی من کی صاحب جمال | جو تیرا محبت ہے مج سوں کمال
سدا یو محبت سو قائم اچھو | جھمکتا تیرا حسن دائم اچھو
جو میں ہات میں اس بلا کے ہلگ | گرفتار ہو کر جو تھی آج لگ
ایکا ایک اس ٹھار پروردگار | نظر جو کرم کی کیا ایک بار
سو فریاد رس میری فریاد کوں | دیا بھیج یک آدمی زاد کوں
سو آ بھار کاڑیا مج اس ٹھار تے | (۱۴۸۰) ہوں شرمندی میں اس کے ایکار تے
بتیا کچ کیا مج پہ احسان وو | بتیا کچ دیا مج کوں جیوں دان وو
جو تل اس کی اترائی نا ہو سنے پائنو | کہ جگ میں کیا وو بڑا اینک ناؤں
سن اس بات کوں کہی بدیع الجمال | کہ آدم کوں آتے نہ تھا وان مجال
سو کس ڈھات اس ٹھار وو آ گیا | نہ تھی باٹ سو باٹ کیوں پائیا
عجائب یو لگتا ہے اس ٹھار مج | کنا کھول کر توں یو گفتار مج
کہی شاہزادی کہ اے موہنی | بڑی بات ہے یو نہیں کچ نہنی
کہیا مج تے چاہے نہ یاں اس وضا | کہونگی سکنے کا اہے جس وضا
دونوں مل کے چل ایک گلشن میں جائیں | دو باتاں کریں وقت اپنا گمائیں

که ہر بات میں عشق کا راز ہے   سن اس راز کوں تو ل که تج ساز ہے

کر اس دہات سیتی خبردار اُسے   (۱۴۹۰) لجانے منگی بیچ گلزار اُسے

جو واں یک فرح بخش گلزار تھا   صفادار تھا ہور ہوادار تھا

اُسی ٹھار کر شاہزادا انقام   گمنہار تھا ذوق سوں صبح و شام

جنی مائی کوں لے ویں اپنے دنبال   چلی واں اَپے ہور بدیع الجمال

سو چنپنے چمن گشت کرنے لگیاں   کلیاں چون چون گود بھرنے لگیاں

کہوں واں کے چمپاں کوں میں کیا چمن   که تھا ہر چمن صاف یکیک گگن

بھرا امرت سوں چمپاں کے میانے تمام   جڑت کے اتھے حوض خانے تمام

نبے بن برگ لہلہاتے اتھے   کلیاں پر کلیاں بار آتے اتھے

پون جھولے کہا پھول کی ڈال ہل   سو پڑتے اتھے پھول ہر جھاڑ تل

مگر آ انبر کے چتارے تمام   چمن میں بچھائے تھے تارے تمام

ن - دنیا میں وہ گلزار اوتار تھا۔ (س)

ن - که ہر یک چمن تھا گگن کے نمن (س)

ن - جڑت کے نچھل حوض خانے تمام   اتھے پور اس باغ میانے تمام (س)

اتھے بند شبنم کے یوں پاپت میں (۱۵۰۰) رتن خاص خوباں کے جیوں ہاٹ میں

الٰہی کے ہو ذکر میں مست حال — پنکھی غل اُچاتے تھے خوش ڈال ڈال

وو عاشق سو معشوق کے دھیان سوں — متا ہو اپس میں خوش الحان سوں

جمیا خیال اس دہات گاتا اتھا — جو ہر روکھ کوں حال آتا اتھا

پنکھی گم ہوئے تھے وو الحان سُن — بہتا نیر بہتا نہ تھا تان سُن

سنی وو گلا جیوں بدیع الجمال — گلی اُس گلے کے اوپر رکھ خیال

کہی یاں یو کس کا ہے نادر گلا — کیا ہے میری روح کوں مبتلا

گلا یو نہ ہوئے کچ بلا ہے گنبھیر — کہ پانی کیا گال میرا سریر

روے روم مج ذوق سارا ہوا — یہی روح کوں میرے چارا ہوا

کہی شاہزادے کی ماں تب اُسے — یو نادر گلا اُس کسی کا دِسے

جنے میری بیٹی کو لیایا اسے (۱۵۱۰) وے جیو دان سر تے بچایا اسے

ن۔ تھے پرپیس کے ذکر میں مست خیال (س)

ن۔ پیالے پی مدرس کے متوال ہو — اپس میں اپے سخت خوش حال ہو (س)

ن۔ جا عشق کا خیال من میں تجھل — سو گاتا اتھا سوز سوں بے بدل (س)

جو دیکھے گی تو اسکوں دکھلاؤنگی نزیک اُس کے ڈیرے کے لیجاؤنگی
سو ویں آسرے ستے وو چندر بدن دیکھن آئی سیف الملوک کے کدن
جو دیکھی نجھا خوب اُس کا جمال دیوانی ہو در حال ہوئی بِن ڈھال
پڑی اُس کے عشق کے دام میں ولے ٹک رکھی تھی اَپس نام میں
دل اُس کا لگیا تلملن تن منے کیا ٹھار عشق اس کیرے من منے
لگا جیو باطن میں اُس سایت ویں چلے سیر کرتے ہلویں ہور کئیں
ولے شاہزادے کوں ان آئی سو دَرس دیکھ دل آپ سوں لائی سو
نہ تھی کچھ خبر مست تھا اپنے ٹھار اَپس میں اپیں کھینچتا انتظار
جیوں اس سات وہ چلبلی دل لگائی سو وو شاہزادی اسی وقت پائی
بلاویں نزیک اُس پری زاد کوں (۱۵۲۰) او تم دلربا سرو آزاد کوں
کہی یاد ہے یک حکایت مجھے سنینگی اگر توں تو کہونگی تجے
سنی ہوں کہ کوئی مصر میں بے نظیر ہے عاصم گنی سو نول شہ گنبھیر

بدیع الجمال اس سوں دل لائیکر سنگات ن دو سنگات کی پائیکر (س)
کہ تھا مصر میں کوئی راجا گنبھیر سو عاصم کر اُس ناؤں تھا بے نظیر (س)

سبی کچ خدا اسکوں بخشتا اتھا ولے اس کے نئیں کوئی فرزند نہ تھا

توجہ ولیاں سات دہرتا اتھا بہوت خیر عالم میں کرتا اتھا

کیتاک دن پچھیں تے خدا اُس اُوپر نظر کر جو فرزند دیا بخت ور

سک[ن] اپنا پرایا دیکھت وو سکھیا اُسے ناؤ سیف الملک کر رکھیا

جو تھا[ن] اُس کنے ایک داتا وزیر ہوا اُس کو فرزند یک بے نظیر

وو ساعد کر اُس کا رکھیا ناؤں سو جو انپڑے[ن] بزرگی کوں یک ٹھاؤں وو

کیتک دیس کوں وو جو سیانے ہوئے (جوان) ہر یک علم میں خوب دانے ہوے (ماہر کامل)

سو[ن] دونوں پہ وو خسرو گن نداں (۱۵۳۰) ہزاراں شفقت سوں ہو مہرباں

بولا بھیج خلعت دے زربفت ایک دیا سو اتھی صورت ایک اُس میں نیک

کہ وو عین تیر تیچ صورت اتھی (تیری ہی) وو نخ شہ پری کیچ مورت اتھی

ع[ن] خبر باد شاہاں میں ہوی ٹھاؤں ٹھاؤں سو سیف الملک کر رکھیا نیک ناؤں (س)

ع[ن] ۔ اتھا ایک صالح کر اس کا وزیر ۔ (س)

ع[ن] لگے پالنے دوکوں یک ٹھاؤں سو (س)

ع[ن] ۔ سو یکدیس انکوں بلا بادشاہ محبت سوں ہور پیار سوں خوش نچھا

دیکھت شاہزادا وو صورت وہیں سو عاشق ہوا بالضرورت وہیں
چڑھیا جیوں اُسے عشق یکبار سر لے سنگین و تیاگ کا بھار سر
جدا ہوئیکر اپنے گھر بار تے نپٹ توڑلے جیو سنسار تے
اپنے ہور ساعد سینا سخت کر برہ سوں کلیجے کوں صد لخت کر
جہاں در جہاں پھیرتا پھیرتا دریا بیچ پڑ ڈوبتا تیرتا
نہ چیند تا سمجھتا نہ سورج کی آنچ اوک بے خبر ہو بلایاں تے باچ
تجے ڈھونڈ لیتا کہاں تے کہاں ہلاکی سبھی آئیا ہے یہاں
کیا یوں اُسے عشق تیرا اشتال (۱۸۴۰) نظر سو تیری بخت اس کے اتال
وو عاشق سچا ہے تیرا جھوٹ نئیں ذرا اس کے تو عشق میں توٹ نئیں
جنے جیو دیا اس الہی کی سوں لگیا جیو باندیا ہے وو دل تسوں

ع ن ۔ جدا اپنے گھر دار تے ہوئیکر جنم تیرے تیں سر بسر ہوئیکر (س)
ع ن ۔ اپنے ہور ساعد سینا کرلے گھٹ لے وتیاگ بارہ برس تھے نپٹ (س)
ع ن ۔ جفا سوستا کھیکے دیکھتا (س)
ع ن ۔ پرت میں تو اس کے ذرا ٹوٹ نیں کہ یو بات ہے ساچ کچ جھوٹ نیں (س)

که دیکھلاؤنگی کر تجھے یک نظر — ہیں آتے یراں آئی ہوں قول کر
خدا جانتا ہے اُسے قول تے — فراغت سوں ہوئی فارغ اس بول تے
دکھا ہر سند مو کہہ یکبار اُسے — بن آدھار ہے دے تو آدھار اُسے
میرا ہو رمیری ہائی کار کہہ رواج — مہرواں ہو ہر طریق اد سپہ آج
یہی عرض میرا بڑا آج ہے — اگر ہیں تو تجکوں بڑا لاج ہے
وو چندر بدن گن بھری گیان کی — وو نرل رتن حسن کے کہان کی
خوش اس دہات سیتی اُٹھی بول کر — دیے جاب ایسی زباں کھول کر
کہ اے بھاگونتی ستگاتن میری (۱۵۵۰) مہرواں دکھ سکھ کی ساتن میری
جو توں مج پہ اظہار یو راز کی — سرافراز کی مج سرافراز کی
ولے میں پری ہور وو سو بشر — گھڑی کیوں کہ دو تو میں لئی ہے انتر
یکایک یو انتر سٹوں کاڑ کیوں — پڑوں بہار پردے کوں میں پہاڑ کیوں
اگر یو سنیں گے میرے مائی باپ — گلینگے جیا سوں وو آپیں ہیں آپ

ن۔ چھٹک پانیکر ہیں اسی تول سے تھے — خلاص اس بلا کی ہوی ہول تھے (س)
ن۔ دیکھا ہر سند سوک اُسے ایک بار — نکر اس کے ٹک نے مجھے شرمسار (س)
ن۔ اپس کوں اُسے کیوں دکھوں یک نظر (س)

میرا حال رہ سے نہ کچ ٹھار تھے　　گذر سے نہ وو میرے آزار سے

دوجے [ن] یار کوں بھیج دیسیں نہ بھی　　میرا ناؤں لے سوں سوں لیسیں نہ بھی

نکو ہونوں اس بات کے پیے منے　　کہ ہرگز نہ آسوں نتیرے کنے منے

وو ظاہر تو یوں اعتراضی اتھی　　ولے دل سوں باطن میں راضی اتھی

سمج عقل سوں خوب اس کا خیال　　سو ماں ہور بیٹی لگے پھر دنبال

کہ اے شہپری کار ٹسٹ دغدغا (۱۵۶۰) نکو اپنے عاشق کوں دے توں دغا

نکو سہر دیڑ لاج سے تے گرم ہو　　کہ ہے پھول تے نرم توں نرم ہو

ہمن باج کوئی تجکوں ہمراز نئیں　　نہ کر سیں ہیں فاش لو راز کئیں

لجائینگی تج ایسے خلوت کے ٹھار　　جو کوئی نا اچھے باج پروردگار

دکھا یک نظر ٹک دیدار آ سے　　بن آدھار ہے وو دے آدھار اُسے

بہر حال پھسلا کے راضی کیاں　　لگا عشق اُس سر تے تازی کیاں

ہوئی دیکھ عاشق کی وو مبتلا　　ہتیں جانتیاں تیو نچ کیتاں کلا

ن۔ ہو درہم الیس میں اپے کھینچ کر　　دوجے بار دیسیں نہ یاں بھیج کر (س)

وصال سیف الملوک و بدیع الجمال

جن اس باغ کی باغبانی کرے — یوں اس باغ کی گل فشانی کرے
کہ جیوں وو چھبیلی چنچل گلعذار — قرار اپنا چھوڑ ہوی بیقرار
او تالی ہو عاشق کے دیدار کی — ستی لاج ہوئی بارتی یار کی
یکیلی نزک جا ادہی رات کوں (۱۵۷۰) او چا اوس سنگا تن او تم ذات کوں
کہی یوں کہ میں تو تیرے بول پر — جو تھی گانٹھ دل میں ستی کھول کر
گنواؤں سیتے دل کی کیوں آشنائی — کہ بج گی ہے عالم میں سب روشنائی
پھروں کیوں نہ میں آج تج بات میں — کہ سپڑی ہوں ہاں خوش تیرے ہات میں
جو دیکھوں اُسے یک نظر آج میں — کہ ہوں اس کے درشن کی محتاج میں
نہ جانے ملن کوئی مل جائیں چل — اُسے دور تے دیکھ پھر آئیں چل
کہ توں ہوشتالی ہے جب تے مجے — نہیں ذرہ آرام تب تے مجے

عن۔ سو پوری لگی اُس کے نیں جھٹپٹی — ادہی رات کوں دیں اکیسلی اٹھی (س)

یوگت کیا چھپاؤں تج انگے اپیال کہ ہوی دیک بے سُد میں اس کا جمال
نجانوں اُسے کس گھڑی ہیں بجھائی ہنیں نیند انکھیاں کوں تیری دوہائی
تسوں مل کے میں گرچہ بیٹھی ہوں یاں ولے دل میرا سیر کرتا ہے واں
لگی اُس کے دُنبال پڑ ہات پاؤں (۱۵۸۰) چلی لے اُسے ڈہونڈتی ٹھاوں ٹھاوں
جو عاشق کے ڈیرے کے نزدیک آئی خبر ہوئے ناپتوں اُسے خوش لکھائی
سو بیٹھا دیکھی مست اُس ٹھار اُسے چڑیا ہے بدن کا سو خوش لہار اُسے
نجلا اوپر مکھ برستا ہے خوش لیاں انکھیاں تازوں ہنتا ہے خوش
لگے ہیں شمع چوکدن نور کے جھلکتے ہیں رخسارے جیوں سور کے
اپن من میں جھلتا اتھا مست خیال سو ڈھلکی ہے پکڑی کہیلیا ہے جمال
کھولے ہیں صفا کے کواڑاں تمام دیوے جلوہ ڈیرے کے باڑاں تمام
کھلے ہیں رنگا رنگ چمن آسپاس سو مہکتا ہے مہکار واں بے قیاس
ڈوبیا ہے سبی باغ خوش باس میں سو دوڑیا ہے مہکار آکاس میں

عن۔ جتا گو ندر کھتی ہوں اپسیں سنبھال تو ہرگز رکھیا جاؤ تا نیں اپیال (س)

عن۔ سو دستے ہیں رخسار جیوں حور کے (س)

نظر جو پڑیا یو تماشا محال سو اُس چلبلی کا ہوا ہور خیال
دیکھت یو تماشا بدیع الجمال (۱۵۹۰) ہو حیران آپسکوں نہ سکی سنبھال
متی ہو کدو ہاں یار کے پاس تے پڑی تھی جو پھولانکی جیوں اِس تے
نہ تھی کچھ خبر اُس کے تن کی اُسے زمیں سیج تھی اُس چمن کی اُسے
کھڑی تھی سو ویں سرد بھاکر اساس پڑی جا چمن میں ہو پھولانکی راس
جو سیف الملک عاشق بخت ور مدن مدکی مستی تے پایا خبر
یکایک سحر گاہ بے اختیار درونی تے ڈبرے کے نکلیا بہار
چلیا سیر کرنے کوں چمنے چمن سو وو شہپری نار چندر بدن
پڑی تھی سو دیکھیا نزک جا اُسے بدیع الجمال ہے کہ سمجیا او سے
اگرچہ نہ دیکھیا اتھا اُس اول ولے اُس کی بے مثل صورت نچھل
جو بی اُس کے نیناں میں بے اختیار پڑیا ویں زمیں کے اوپر بے قرار
جو دیدار کا شوق اولیا اد یک (۱۶۰۰) درس دیکھنے تیں جو آیا نہ یک
عجب نور کیرا اتھا مکھ پہ تاب کہ قربان اُس مکھ پہ لک آفتاب
بھریا نور اوس کا اتھا پور یوں اوبلنے تھے اسماں کے سمدور جیوں
منور ہوئے تھے مکاناں تمام عرش ہور کرسی کے تھپا بناں تمام

ن ۔ رتن کے جھلکنے تھے کہاناں تمام (مس)

سمن بپت بھری ہے او یک نازتن — سہیلی کنول سوں ہے نازک بدن

دو رخسار روشن امولک ہلال — سو ہے ناؤ جس کا بدیع الجمال

کونے تو بہوت میٹھری نار ہے — شکر ہور نمک کا جوں انبار ہے

زمیں آرسی نمنے تا قاف سب — جھلکتے تھے اس دہات ہو صاف سب

جو دستے اتھے لوگ پاتال کے — کر جیوں موتیاں ڈہال بچ تھال کے

دیکھیا جیوں چندر اوس مونڈی کاڑ کر — سٹیا پیرہن اسمان کے پھاڑ کر

ستارے دیکھ اُس کا اُجل نور سب — (۱۶۱۰) لئے ہات شرمندہ ہو چور سب

کلیاں سب چمن کے دیکھ اس گال کوں — کیاں چاک اپنے گریباں کوں

جتے سرو واں کے ڈلنہار تھے — فدا اُس کے قد پر دو سارے اتھے

دیکھ اُس کے نین بن کے نرگس تمام — ہو بیہوش لڑتے تھے کھس کھس تمام

دیکھت اُس کے چپیاں بھرے کنڈلاں — سب آئے تھے گل پر زمیں سنبلاں

پون اُس گل اندام کی خاص باس — بھنور ہو کہ پھرتا اچھے آس پاس

دیوانے ہو جھاڑاں کے پاتاں تمام — دعا سوں اوچائے تھے ہاتاں تمام

کہ دونار او نار کچ حور تھی — نہ کچ حور دو عین سمدور تھی

رُتی ویک کر اُس کوں عاشق گنبھیر — لگیا روؤنے اُسپہ چو پھیر پھیر

نظاریاں کی پے ہیں ہوا ذوق سات | لگیا وارنے عشق کے شوق سات
دو دیداں کے انجھواں سوں مشغول کر (۱۶۲۰) چھنکنے لگیا شبنم اس پھول پر
جو وو شہپری پاس آدم کی پائی | یکایک اٹھی ناز سوں دی جمائی
تجھا دیکھتی ہے جو انکھیاں پسار | تزیک آ کے بیٹھا ہے وہ دوستدار
گھونگٹ میں چھپیا مکھ وہیں ناز سوں | ہلوں کھول ادہر نرم آواز سوں
کہی یوں تو واجب نہیں ہے تجے | جو نزدیک آ کر بجھاوے مجے
میں عورت شرم کی ہوں ہور مرد توں | نہ میں تجکوں جانوں نہ توں منجکوں
پنج میں توں آدم ہے ہور میں پری | نہیں محرم آدم سیتی کئیں پری
سبب کیا اتھا آنے اس رات کوں | کنا مجکوں تیں کھول یو بات توں
وفادار او عاشق نامدار | جو معشوق تھے پایا یو ادہار
سو خوش ہے نہایت ہو پایا اہس | رگے رگ میں دوڑیا نوا رنگ رس

ع۱ ۔ موں شہ حیا کی ہوں ہور مرد توں (ح)

ع۲ ۔ کنا کھول مجکوں یو گفتار توں (ح)

ع۳ ۔ پڑیا اُس کے من کوں اُس پر اُسس (ح)

زباں کھول باتاں لگیا بولنے (۱۶۳۰) زتن جیو کے راز کے رولنے

کہ اے بے بدل موہنی جگ اوجال جو ہے ناؤ تیرا بدیع الجمال

ترے ناؤں پر تھے ہوں بلہار ہیں سٹوں جیو کوں تج اوپروار ہیں

نظر کر میری دہیر جو امن پاؤں دیکھوں دید پر دید ٹک دکھ گنواؤں

کہ دہرتا ہوں سینے میں دکھ کٹر ہیں ہوا ہوں پرت اگ میں جل بھڑ ہیں

اپتا کچ بھریا ہے میرے من میں سوز جو سلگی انسوں لاک بھڑ کے ہر روز

انجھو مج نین تھے جو ڈھلتے اہیں تیرے عشق کے واٹ اُبلتے اہیں

تیرے لیئچ پھرتا ہوں میں رات دیس لیا ہوں تیرے لیئچ وتیاگ بھیس

یقیں جان مین عاشق پاک ہوں تیرے عشق کا پاک بے باک ہوں

تیرے لیئچ تیا رنج دکھیا ہوں میں جو دکھیا نہیں کوئی دنیا میں کئیں

نہ یو کوچ آیا ہے مج دہیر تھے (۱۶۴۰) کہ نازل ہوا ہے یو تقدیر سے

تیرے وصل کا دیک مج من کوں آس دیا ہے خدا بھیج مج تیرے پاس

نکو دیک آپس تھے بیگانہ مجے بھلا ہے جو اپنا کوانا مجے

بچن بول او عاشق اس دہات سوں ہوا اُس پہ قربان سب ذات سوں

بات - جو تسلیم کر چپ رہیا بات سوں (ح)

چتر چلبلی دہن بدیع الجمال چھپا من میں رکھ بو محبت کمال
اُپلتے پرت کوں سو من میں جبر و بہانے سیتیں یوں اٹھی بول دو
کہ اے شاہزادے گنی بخت ور اکیس من کے سو رات پر رکھ نظر
تو تج سات تو عشق لایا نہ دیک تسوں عشق کیوں صاؤں میں یک دیک
اگر تج سوں نسبت کچھ اچھتی مجھے میں اپنا کر ہر وضع پاتی تجے
یکا یک تیری بات کوں کیوں نتیاؤں یکا یک تج سات کیوں من لگاؤں
بھریا ہے بہوت ملک توں تونٹ کر (۱۶۵۰) میادا انزاد دل اچھے جھوٹ پر
سنی ہوں بشر میں نہیں کچھ وفا تسوں جیو لیا ئی تو کیا ہے نفا
توں جا یاں تے سنبھال لے آپ کوں کہ ڈرتی ہوں میں اپنے ان باپ کوں
اگر کوئی دیکھیں گے یاں میرے لوگ تو آزار انپڑائینگے دو توکوں ٹھوک
سلامت سوں مشکل ہے پھر بانچنا سمج لے توں عاقل ہے تج کیا کنا
چھپ آزماؤنے کوں کتی تھی ولی دروں میں اسے تھی ادک تلملی

ع ن ۔ کہ اے سامیاں گن بھرے بخت ور (س)

ع ن ۔ دلیک (ح ۔ س)

لگا رونے سیف الملک سن یو بات   نکل تن تھے گئی بتوں ہوا اُس حیات
غوطا کھائیا دیں منڈی ڈھال کر   سٹیا برہ اگن سوں اپس جال کر
ہوا سر تھے سنگین دوک اُسپہ یوں   رکھے پاڑ کوں لاکے کاڑی پہ جیوں
رہیا جیو ہوشاں منے آ او سے   ہو بے سُدعقل سر چڑھی جا اوسے
دیک اپے حال موہن بدیع الجمال (۱۶۶۰) ہو من ہیں مسلّم پریشان حال
پچھانی کہ یو کچ تو بازی نہیں   حقیقی پریت ہے مجازی نہیں
او چائی نزک جا اُسے ہات سوں   گلے لاگی جیو کے سورات سوں
دیتی لک وضاسات جیو دان اُسے   سو تحقیق کر پائی ایمان اُسے
محبت جو جا گہ کیا دل منے   رکھی پاؤں یاری کے منزل منے
پلوسات انجو اُس کے پوچھن لگی   بھروسا دے دھیرک سوں بولن لگی
کہ اے میرے من کے سنگاتی اتال   نہ کر دوک توں ہور نکو ہو نڈھال
توں عاشق میرا کر سچی پائی ہیں   یقین تج سوں ایمان جیو لیائی ہیں
وسے کیا کروں نئیں مجے اختیار   پریاں مج موکل ہیں کئی لک ہزار

ہ۔ نکو دوکھ نلیں پھوڑ چھاتی اتال (ح)

نہ تدبیر ہے کچ جو حیلا کروں یکایک تسوں کیوں وسیلا کروں

میری ایک دادی سو ہے ایک ٹھانوں (۱۶۷۰) شہر بانو اُس کا اہے نیک نانوں

جو سیمیں پٹن شہر ہے ایک گنبھیر وہ کرتی ہے واں خسروی بے نظیر

ہے ساروں کوں اس کا بڑا اعتبار کہ ہے سب قبیلے کی او نامدار

ولے جاں تلگ شہر کی باٹ ہے وہاں لگ اگنیا کاچ یک گھاٹ ہے

سکت ہے جو پارا جہاں پھر سکے ولے نیں یو قدرت وہاں پھر سکے

کہ دریا اگن کی اُبلتی ہے وال زمیں گرم تانبا ہو جلتی ہے وال

کہی تیوں کرے گا جو لے جاں توں ل کئے تیوں ہے لک مج پہ احسان توں ل

بھلا ہے جو واں لگ اپے جائے توں کہ حال آپنا مدعا پائے توں

کہ انپڑیگی وو تیرے احوال تئیں[۱] قبولیگی وو تیرے اقوال تئیں

کہ وو گن بھری سجنت ور نیکنام کریگی تیرا کام ہر کیوں تمام

کہ دھرتی ہے او دوست انساں کوں (۱۶۸۰) کریگی بہوت پیار سچ جان کوں

جو تیری زباں تھے او روشن ضمیر سنیگی ترا قصہ یو دلپذیر

---

[۱] یہ شعر وجدی کے لکھے ہوئے نسخہ میں نہیں ہے۔

توہر کیوں کرے گی تجے سرفراز | کہ ہے شاہبازاں میں توں شاہباز
تیری مائی ہور باپ کوں منگلے | ملایک کرے گی مجے ہور تجے
کہ دہیرنی ہے قدرت دو اسباب کا | ہوخوشحال توں وقت ہے لاب کا
ولے تج بکیلا کیرانیں ہے کام | جو ڈھنڈ کر سکے کاڑ اس کا مقام
سلاست سوں انپڑاے تج میت کوں | دیونگی سنگات ایک عفریت کوں
نہ آزار ہوئے تیوں تیرے بال کوں | وہاں بھیج دیونگی تج لال کوں
جکچ غم ہے دل میں سو توں کاڑ سٹ | گرو درد کا مکہہ پو تھے جہاڑ سٹ
تیرے نیں وو شہزادی ہور اسکی مائی | بہوت کچ سفارش کیاں مجکوں آئی
کیتے وضع سوں کر سفارش نیرا (۱۶۹۰) پڑی تھی گلے انت لینے میرا
ولے کوچ خاطر میں نالائی میں | تغافل میں سوں کر اپس بہائی میں

ن- میرے باپ ہور مائی کوں دے فریب | تیرے من کے مطلب کوں دیویگی زیب (ح)

لہ- یہ شعر وحیدری کے نسخہ میں نہیں ہے۔

ن جو او شاہزادی او تم ذات کی | آپیں اپنی ماں مج سوں یو بات کی (ح)

ن- سو ہرگز نہ دی انت اُس سات میں | تغافل میں بہائی تھی وہ بات میں (ح)

ابھی توں نکو بول کچ اُن کے دھیر — خجل کر نکو گال میرا سربسر
کہیا شاہزادہ امیرا کیا مجال — جو ٹھیلوں تیری بات لے جگ لگ جمال
تیرا امر مج سر پہ جیوں تاج ہے — مجے تج طرف تھے رواج آج ہے
بچن گھٹ کرے یوں ہوے ایک دل — صبا لگ گمیں باغ میں دوئی مل
اُجالا ہوا جگ میں جیوں صبح کا — رہے لیٹ اپن ٹھار انجان جا

آوردن مادر شاہزادیٔ بدیع الجمال را نزد سیف الملوک

علامت سوں نیک اختری کا ظہور — کیا جیوں جہاں میں جہانتاب سور
سو اُس کی سنگاتن سوں مل اسکی مائی — بھینتر اُس پریزاد کے ڈیرے آئی
دعا کر کہی یوں کہ اے گلعذار — عجب آج کا دیس ہے کامگار

بدل ۔ کئے دو توں مل عہد اوں استوار — صبا لگ گمے باغ میں ایک ٹھار (ح)

بدل ۔ جو برکت ہوا وہیں شبستان جا (ح)

بدل ۔ صبا اُس دلارام کے گھر کوں آئی (ح)

غنیمت ہے یو فرصت آرام کر (۱۷۰۰) توں کل شرط کی تبو نچ اب کام کر

کہی شرط کل کی بجا لیاؤں نا — تیرا ورس اس آج دکھلاؤں نا

نکو ٹھیل دے توں میری بات اٹال — میرا ددو پی ہے سو کرنوں حلال

جو بیٹی میری بہان تیری اہے — توں اُس تھے سگی میری بیٹی اہے

کلیجا کتے سو میرا توں ہے آج — سچ ایمان مج جیو کیرا توں ہے آج

توں آج اُس دکھی یار کوں یاد کر — دکھا درس تیرا اُسے شاد کر

جدائی تو نیں کچ ہمن تین ہیں — توں یک نام کر لے دنیا دین ہیں

کہونگی تجے تو بدیع الجمال — جو اس ہیوا کوں کرے گی نہال

منت میری خاطر ہیں لیا ہر سند — کہ رہگا تیرا ناؤں ازل تا ابد

جیوں اس بات پر تھے چھوٹی گدگلی — سو راضی ہوئی وہ چنچل چلبلی

محبت منے دیک اُس کا خیال (۱۷۱۰) قبولی دو کئے بیتوں بدیع الجمال

جما کر خوشی من کے سو رات کی — کئے گرم مجلس خوش اُس رات کی

کدورت سوں جیوں آرسی پاک ہو — اثر سات سر سوں طربناک ہو

سو چار و ملے خوش ہو ویں ایک ٹھار — سو بیٹھے لطافت سوں مجلس سنوار

ادیک گرم صحبت سو خوش سات ہوئی — ٹلیا دیس باتاں ہیں سو رات ہوئی

ڈوبیا سور مہتاب آیا نکل | برسنے لگیا صاف چند نا نچھل

ستارے جھمکنے لگے ٹھار ٹھار | چھپا جا کے ظلمات میں اندکار

اوجالا ہوا صاف یوں چوکدن | زمین کوں نگر لائے تھے کھس چندن

صفا دار اس بزم کے نور تھے | جھمکتے اتھے شمع خوش دور تھے

ہر یک ٹھار پر شمع کی روشنائی | جکا جوت سو چوکدہن جگمگائے

منگائے نچھل مست رنگیں شراب (۱۷۲۰) | صراحیاں بھرے پانچ کپیاں بحساب

پھرانے لگے پیالے یاقوت کے | سٹے میانے بادام لیاقوت کے

وو گنونت شہزادی ہور اسکی مای | ادہی رات لگ وقت اپنا گمائی

رضا لے چلیاں واں تے اپنے مندھیر | ہوئی یاں خوشی زیاست وو نوکوں پھیر

اثر بھید من میں ہوئے مست خیال | وو سیف الملوک ہور بدیع الجمال

جو دیکھن لگے خوب آپس کوں ایک | انکھیاں میں رہے کھوب ابکس کوں ایک

کہ تھے ایک تے ایک صاحب جمال | متی ہو محبت کے اد جگ اوجال

ہلوں ہلت میں ہات لینے لگے | تجے لگ محبت سوں دینے لگے

بدن دو طرف تھے جو آیا اودل | ہوئے محو آپس میں آپیں پگل

بدن ۱ مدن پاک دو دہرا ملنے لگیا | یکس کا سو یک دل پگلنے لگیا (ح)

کہ توں کون ہے ہور کدہر کا اہے — جو عشق اس سہیلی سوں دہرتا اہے

تیری ذات آدم ردسے وو پری (۱۸۰۰) تسوں جفت کیوں ہو وے وو گن بھری

کہ ہے وہ چنچل پدمنی آتشی — تج آتش سوں گمنے کوں کیوں ہوی خوشی

کیوں اس نار سوں ہو سکے جفت توں — کہ دیکھیا اہے یو مگر مفت توں

میری جان کوں بہوت مشکل دسے — کنا کیوں وو تج یک تن یک دل دسے

سنی ہوں پریاں تھے مجے یاد ہے — بڑا بیوفا آدمی زاد ہے

وفا آدمی زاد میں کچ نہیں — جہاں کچ وفا نیں وہاں کچ نہیں

ہمیں کس دہات بر لیاؤں تیرا مراد — کہ ہم دل کو لگتا نہیں اعتماد

سنیا شاہزادہ جو اس بات کوں — اٹھیا بول اس وقت اس دہات سوں

اگن عشق کی پھیر اس بات تے — اُٹھی سلگ کر اُس جلے ذات تے

کہ اے بحر تو رہائی گن گیان کی — توں سمرور سچلی ہے عرفان کی

اچھو عمر دنیا میں تیرا دراز — کہ توں نی الحقیقت ہے آدم نواز

ن۔ کہی تو کہاں کا ہے خاکی نہاد — جو دہرتا ہے اُس نار سوں اتحاد (ح)

ن۔ سو کس دہات اے مرد خاکی نہاد — تر دسوں برلیاؤں تیرا مراد (ح)

ن۔ کرو رحم الٰہی تجے سرفراز (ح)

چکیچ توں کہی سو مجے سچ کہی | ولے سُن کہتا ہوں تجے ہیں سبی
لگیا ہے مرا دل او سوں صبح و شام | بھری ہے پیری ذات میں او تمام
اگر پوچھتی ہے تو منج بالے بال | بدیع الجمال ہے بدیع الجمال
میں اُس نار کا پاک عاشق ہوں کر | بجا ہے ڈھنڈورا نواکاس پر
او تم ذات او نار آتش نہاد | ٹھنڈی منج لگی آب تجے بی زیاد
نہ کچ منج میں ہور اس منے فرق ہے | یو تن اس کی پیرت منے غرق ہے
بجیا ہے میرا نانک ملکے ملوک | مدن کا منتا میں ہوں سیف الملوک
ہیں وو آدمی ہوں جو سب تجے اول | دیووں جیو اس شہپری کے بدل
جم اُس موہنی کا وفادار ہوں | سدا جیو سوں اُس کا خریدار ہوں
بہوت دو کھ دیکھیا ہوں میں اسکے تئیں | جنگل[1] گھاٹ کوئی نیں نہ دیکھیا سو ہیں
پھریا ڈونگراں ڈونگراں دور کے | کیا دوڑ لئی گشت سمدور کے
کہ اُس کے بدل ہیں جفا سیں لے | جیا جا لیا ہور سینا پیس لے
پھریا سر لے میں دو کھ کے ڈونگراں | کیا تل او پر سات میں سمدوراں

[1] جنگل جا کوں ہو سو ڈہونڈیا ہوں میں (ح)

سکل کوٹ چوگرد بھنگار کا   برستا ہے واں نور کرتار کا

مرصع کے چوندھیر تھے بھانچ اسے   رکھے ہیں ازل تھے نگر بانچ اُسے

بندے ہیں چھجا اُسپہ الماس کا   منڈپ اوسپہ تانے ہیں آکاس کا

سونے کی ہے چوندھیرا اونچی دوار   جڑت کے کنگورے اوپر ٹھار ٹھار

لگیا ہے بڑا باغ اُس آس پاس   صندل عود اگر کے بیرک بے قیاس

ہراک ٹھار امرت کی تاثیر کے   بہتے ہیں نخیل کا لوے نیر کے

دیے ہیں ہر یک ٹھار ڈیرے بلند (۱۰۸۰)   تناباں مرصع کے میخاں کوں بند

نہ تھا شہر عالم میں اس دہات کیں   ہوا دیک شہزادا حیراں وہیں

لگیا فکر کرنے جو اُس ٹھار پر   کہ تھیا شہر بانو کا ہے کیدھر

دیا اُس کوں عفریت جیوں آنشان   سو نزدیک شہزادا آیا پچھان

اکھنڈ پاچ کا واں دیکھیا ایک تخت   اُس اُپرال او ماولی نیک بخت

شگفتہ ہو بیٹھی ہے خوش داب سوں   کھڑیاں ہیں پریاں سب ل آداب سوں

ن ۔ کھلے ہیں چمن در چمن بے قیاس (ح)

ن ۔ موتیاں کا

مکلل ہے کسوت منے نور کی تجلی دیپے مکھ اوپر سور کی

او عاشق چلنہار عفریت سات کھڑیا سامنے جا روشن ریت سات

اتگے ہو کیا شاہزادہ سلام سو دیتی علیکی پھر او نیک نام

کہی توں سلام آ نہ کرتا منجے تو کرتی بلا عذر ٹکڑے تجے

کہ دیواں و پریاں کوں اس ٹھار پر (۱۷۹۰) سکت نئیں ہے آنے کی یوں بے جگر

اتھا سخت تیرا کلیجہ بڑا جو آکر میرے سامنے توں کھڑا

سو یوں آ کہا شاہزادا اوسوں کہ منج تے ہوا ہے گنہ بخش توں

بدیع الجمال اس لکھی سو جواب دیا ہات میں جا کر اس کے شتاب

پڑی سر بسر جواب وو کھول جیوں رخ اس کی طرف کر اٹھی بول یوں

دیکھی حرف در حرف مشغول ہو سو خاطر میں اپنی کھلی پھول ہو

وو مطلب اسے خوش موافق لگیا یو عاشق او معشوق لائق لگیا

دیک اس کے کد بن مہروانی پر آئی نزک بیسلا ہمزبانی میں آئی

سکل صورت اس کی نجھانے لگی ادک فرح پر فرح پانے لگی

ن جو اس جواب کوں کھول پڑنے لگی نہایت کوں اس کے انپڑنے لگی (ح)

کری خوش عبارت سوں تحریر یوں (۱۷۵۰) لکھی عشق تازہ کی تقریر یوں

جو ہر بول پر او پگل نیر ہوئے | پگل نیر ہوآ پنے دہیر ہوئے
لکھی ہر سطر سو سطر سحر کی | اُس اوپرال دیں مہر کی مہر کی
نچھل گن بھری سش پری بے مثال | سو لکھن چتر دہن بدیع الجمال
ادب کی روش سوں سیرائے حساب | لکی اپنے ہاتاں سوں دادی کوں جاب
بلا کر کہی ایک عفریت کوں | میر امیت ہے ایک اس میت کوں
لیجا کاڑ سیبیں ٹپن لگ شتاب | ملا میری دادی سوں ہور لیا جواب
کہہ اُس شہر بانو کوں میرا سلام | جکچ مدعا ہے سو اُس کا تمام
لیکر آولے اپنے خاطر منے | کہ آیا ہے دو آس کر تج کنے
وو فرمائی تھی نیو نچ عفریت سو | ملک زادے کن آئیا دوڑ دو

کہا اے جگا جوت نوری نہال (۱۷۶۰) مجھے بھیج دی ہے بدیع الجمال

تجھے اپنی دادی کن انپڑاؤ کر | خبر انپڑیا سو تریت لیاؤ کر
چل آتوں میرے سات یک تل منے | تج انپڑاؤنگا اس کی دادی کنے

ن۔ دو عفریت فرمان بردار دیں | چلیا اُس کے من میت کے ٹھار دیں (ح)

نظر را کہہ سیف الملوک پر قضا سراندیل کے شہ سے لیتا رضا

دو ساعد کتے سو ننھے بھائی تھے دو شہزادی ہور اُس کیری بائی تھے

دعا منگ لے عفریت کی پیٹھ پر چڑیا جو کہیا او انکھیا موں مچ کر

جو سیف الملوک جیوں انکھیاں موں نچیا وو عفریت ویں واں تے حملہ کیا

اُڑایا کبوتر کر اُس جان کوں چلیا ہور لگیا جا کہ اسمان کوں

النگ آگ کا گرم سمدور گھاٹ پکڑ راست سیمیں پٹن دھیر باٹ

جیوں اُس شہر کیرے نزیک آئیا انکھیاں شاہزادے کوں کھول کہیا

اُتاریا جو اس شہر میں جا اُسے (۱۷۰۰) عجائب وسیا واں تماشا اُسے

دیکھیا جیوں انکھیاں کھول سیف الملوک سو لاگے عجب واں کے بستے لوگ

پریاں کا چ غوغا ہے در ہر مکاں نہیں آدمی زاد کا کیں نشاں

زمیں واں کی دستی ہے جوتی تمام کہ کنکر نہ تھے واں تھے موتی تمام

۱۔ شگفتہ ہو سیف الملوک لال دمیں سراندیل کے شہ سے در حال ہیں (ح)

۲۔ رضا لیکے ہمت سوں دل دھیٹ کر چڑیا جاکے عفریت کی پیٹھ پر (ح)

۳۔ پون ہو لگیا جا خوش آسمان کوں (ح)

ہوے سُدھ گنوا بے خبر دو جنے　　سُتے مل کے وہیں یک بچھانے منے
ولیکن اُنن میں نہ تھا کچھ خیال (۱۷۳۰) کہ تھے پاک دامن میں دونوں کمال
جکوئی پاک عاشق ہے باول نہیں　　وو سنگین ہے کچ اوتاول نہیں
یقیں جان توں عشق جاں پاک ہے　　طلب نفس کا اُس انگے خاک ہے
صبا جو رین میں تھے پیدا ہوا　　جو مشرق کدن تھے ہویدا ہوا
چھپیا چاند جا سور کی تاب تھے　　یکایک اُٹھے جاگ وو خواب تھے
چلے اپنے خیاں میں جھٹ پھانک ہو　　رہے دونو دو دو ہپیر تھے دو آنک ہو
سو سیف الملک رات کے ذوق ساتھ　　کلینے لگیا اس وضع شوق سات
کہ کیا کچ مبارک تھی رات آج کی　　مگر حور آئی تھی معراج کی
عجب فیض پایا ہیں اس رات میں　　کہ معشوق آیا تھا مج ہات میں
مجے عشق کا مست اپنڑ پا شراب　　سُتا تھا میرے گود میں ماہتاب
یہی ذوق جیتا ہوں لگ بس مجے (۱۷۴۰) یہی رنگ بس ہے یہی رس مجے

ن۔ ادتو پاک دونوں جنے ایک حال (ح)
ن۔ کہ ہے آج اُس پہ اُس مجے (ح)

چڑیا تن کوں کس دل کوں امس ہوا — بڑا جس ہوا منج بڑا جس ہوا
(قوت، ہمت، قوت)

فرستادن بدیع الجمال سیف الملوک را در شہر سیمیں پٹن

جو اُس باوری کا پری زاد کوں[1] — لگیا باؤ اُس سرو آزاد کوں
(دیوانی، ہوا)

چڑی عشق کے خوش ہنڈولے منے — پڑی جا محبت کے جھولے منے

ہوئی جیوں کہ لیلی سو اس لال کی — بھنور ہو کے اُس پھول کی ڈال کی
(بھنورا)

پریشانگی میں لگی پھیرنے — لگی برہ دریا منے تیرنے
(ہجر)

غُطے بے سُدی ہو جو کھانے لگی — سو حیرت میں پڑ رنگ پھرانے لگی
(غوطے، بیہوشی، بدلنے)

دیوانی ہوئی سد چھٹی ذات کی — لگی خوب صحبت اثر رات کی
(ہوش گنوائی)

جو پائی خبر پھر کتیک بار کوں — خبردار ہوئی جوں صبا ٹھار کوں
(کئی، سکا، صبح)

سگی اپنی دادی کوں تب یاد کر — ربی نام لے نامہ بنیاد کر
(خدا کا نام، شروع)

---

[1] نوٹ:۔ ذیل کے گیارہ اشعار نواب سالار جنگ بہادر کے کتب خانے کے صرف ایک نسخہ میں ہیں اور آغا حیدر حسن صاحب کے پاس کے نسخہ میں جو وحیدی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔

بہوت مارکاں بیچ کے دیکھیا   تماشے تماشے جگ دیکھیا

میرے درد دکہہ کوں نہایت نہیں   میرے اودسے کوں جو غایت نہیں

توں ہی تیوں سینگی میرا درد اگر   عجب کیا جو جاوے سینا ترخ کر

غریبی مری کچھ بسرنے کی نیں   حکایت میری بیگ سرنے کی تیں

بچن بولتا ہور روتا اتھا   بھرا رنگ تغییر ہوتا اتھا

جو یاد آئی وو وہن سو ہو چرخ وہیں   ہوا بے خبر پھر سینا ترخ وہیں

دیکھی شہر بانو کہ سختیچ یو   (۱۸۳۰) ہوا ہے گم اس کے پریت پیچ یو

سمج لی اُسے عاشق پاک کر   ہوا ہے برہ کھرگ تھے چاک کر

کہی جو بھلا اُس کے حق پر اتال   جو واقف ہوا اس کو کروں میں نہال

نزیک آپنے پیار سوں وہیں بلائی   بہوت مان دے تخت پر بسلائی

کہی غم نکو کر توں خوشحال آچھہ   کہلیا تازہ جیوں پھول کا ڈال آچھہ

کہ ہر کیوں کروں گی تیرا کام میں   دلاؤں گی تج او دلارام میں

کھلاؤں گی غنچہ تیرے آس کا   دپاؤں گی تارا تج آکاس کا

ب ن ۔ کہی بعد ازاں یوں کہ اے غم زدے   ہنٹ ہات اپس بیجوڑی کے نہ دے (ح)

لگاؤ نگی مرہم تری ریش کوں ملاؤ نگی تج سوں تیرے نوش کوں
جنی ماں ہو فرزند یا پائی آسے دسے اس دہانت تقوی جلائی آسے
بجد اُس کی ہوئی کارسازی منے چپت اُس کی رکھی فرازی منے
طلب سارے دیواں کوں کر ایکبار (۱۴۴۰) جما کرنے فرمائی سب ایک ٹھار
تمام اپنے لشکر حشم بہار سوں مل اس تملاتے جلنہار سوں
ہوا کے اوپر دو طرف باند صف چلی ویں گلستاں ارم کی طرف
نزک گلستاں ارم کے جیوں آئی سو یکبٹھار شہزادے کوں بسیلا ئی
چلی شہر ہیں آپ خوشحال سوں ملی جا کہ فرزند شہبال سوں

بستہ بردن دیوان سیف الملوک را پیش پادشاہ دریائے قلزم

جہاں جانیاں جس نگہبان ہے نہ اُس کی کدہیں ذات کوں زبان ہے
عجب کچ سمایا ہے اس ٹھار کا عجب کھیل کچ یاں ہے کرتار کا

ت ۔ اپیں اپنے دل ہور اقبال سوں چلی ملنے فرزند شہبال سوں (ح)

کہ جس ٹھاؤں او عاشق نیک نام — ایکیلا رہیا جو اچھا کر مقام

سو وو ٹھاؤں ادتار کچ ٹھار تھا — جنت کے گلستان کے سار تھا

کھلے تھے کیتک جنس کے پھول واں — بو کے بن نہ تھی ناؤں کوں پھول واں

ڈبے تھے چمن سبز پھول میں (۱۸۵۰) کتے جنس کی باس ہر پھول میں

پون باج واں کوئی مالی نہ تھا — کسی پھول تھے بن وو خالی نہ تھا

کہیں رائی چنپا کہیں سیونتی — کہیں موگرہ ہور کہیں رینوتی

کہیں یاسمن ہور مدن بان کئیں — کہیں تاج سرخ ہور ریحان کئیں

کہیں لال ہور کیں رنگیلے گلال — کہیں پھول صد برگ کے بے مثال

کیتک اس منے پھول کیتے کلیاں — دیکھیں تو نین کوں اٹھیں گد گلیاں

کہیں تختے انگور کے بے بدل — کئیں انجیر و انار شیریں پھل

کہیں سیب ہور کئیں اناس خوب — کیتک جنس کے میوے خوش باس خوب

کئیں اخروٹ، بادام، پستے نفیس — کہیں جوز چلغوزہ ستے نفیس

خوش ایسے اچنبے گلستان میں — لگیا سیر کرتے اپن دھیان میں

ٹھنڈی کچ ہوا واں کی جیوں اسکوں بھائی (۱۸۶۰) سو یک جھاڑ تل خوش اُسے نیند آئی

قضارا او اسفندکیرا پرا — جو اُس شاہزادی کوں لیکر اڑا

رکھا یو اتھا قید کر بند سوں　　جو نیند اس کی باندیا اتھا دند سوں

دوکھی اُس پرے کا بڑا بھائی ہو　　مسلم سُک آرام تھے ہات دھو

طلب کر پریاں کوں سو کئی لک ہزار　　کیا سب کو تاکید یوں بے شمار

کہ مارہا جنے بھائی کوں میرے کوئی　　سو وو آدمی باج دُسرا نہ ہوئی

ڈھونڈو جا کے مشرق تے مغرب تلگ　　کرو تل اوپر ملک یکدہر تے جگ

تفحص سیتی ہر سند پاؤ اسے　　میرے پاس جیتا پکڑ لیاؤ اُسے

چلیاں ویں پریاں ڈھنڈلیتیاں اُسے　　سو پھرنے لگیاں پوچھتیاں ہر کسے

اُتن ہیں تھے کیتیک پریاں پائیاں　　ملک زادے کے حق پہ او دہائیاں

یکایک آیاں اُسی بن منے　　(۱۸۷۰) سُنا اُس کوں پایاں اسی بن منے

نزیک آ تمام اُس کوں کیتا ہشیار　　کہیا کوں ہے توں تیرا کون ٹھار

نہ تھا اُس بچارے کے تئیں فام کچ　　یکایک کھڑیا سر پہ آ کام کچ

سمج یوں پچھانیا کہ سب یو پریاں　　اسی ٹھار کیا ہو بیٹگی سندریاں

جکچ تھا قصا آپنا سر بسر　　کہیا اس پریاں دھیر نا جان کر

وہیں وو پریاں اُس اُپر ٹٹ پڑیاں　　ہوا کے اوپر لے اُسے ویں اڑیاں

چلیاں گلستان ارم تے النگ　　پچھونڈے بندیاں زور ور زور تنگ

پڑی اُس کے گردن پہ جیوں یو بلا | نہ سہہ سک جفا تلملا تلملا

کہیا شاہزادا یو کیا حال ہے | یو کیا قہر ہے جو مج اُپرال ہے (اوپر)

دیاں جاب (جواب) سب وو پریاں یوں اُسے | توں سنپڑیا ستم پوچھتا ہے کسے

پرا جو موا ہے تیرے ہات سوں (۱۸۸۰) لگیا ہے فکر اس کیرے بھائی کوں

وو دریائے قلزم کیرا (کے) راج (راجہ کا) ہے | شہاں میں بڑا سو وہی آج ہے

ہمیں اُس کے فرمان بردار سب | تجے ڈھونڈتے تھے ہر یک ٹھار سب

لجاتے ہیں تجکوں اُسی پاس اتال | بچانے تیرا کس وضا ہوئے حال

بہر حال اُس لیگیاں راج پاس | سو دیک راج اُسے تند (غصہ) ہو بے قیاس

او ماتم زدا جیوں اُسے دیکھیا | سو ٹکڑے کرو کر اشارت کیا

کہیا[ن۱] بیگ جلاد کوں مار اُسے | وو جلاد تا مار کر پیار اُسے

کہیا[ن۲] اُس شہنشہ کوں اِن نے ہات جیا | کہ اس مارنا خوب نئیں اس وضا

سو رکھیں جیوں اُس کے تئیں بند کر | جو جھر جھر ندایاں تجے یو جائے مر

ن۱۔ اٹھا ایسے میں پر وہاں اس کا گنبھیر | بوجھیا آگ اُس کا ٹھنڈا کر سر پر (ح)

ن۲۔ کہیا یوں کہ اے خسرو جن و انس | دنیا میں بڑی اک بلا ہے یو جنس (ح)

اسے مارنا خوب نیں ایک بار عذاباں سوں رکھنا اسے ایک ٹھار
جو جھر جھر اپس میں اپیں صبح و شام (۱۸۹۰) دیوے چھوڑ وقت سوں جیوڑا تمام
اگر مارتے ہیں تو ایکیچ بار وہیں جیو دیکر سو مرتا ہے ٹھار
کہے تیوں بند اُس سزاوار ہے ولے کیا رضا شہ کی اس ٹھار ہے
جو جلاد تے شہ سنیا یو بچن سو فرمائیا تیو چ کرنے جتن
رکھیا شاہزادے کوں جیوں بند میں بہر یاد وک بندے بند کے پیوند میں
بڑا درد اُس عاشق پاک کوں ہوا بند میں اُس درد ناک کوں
لگیا رونے ہور سینا پھاڑ لے سکت نیں جو واں تے اپس کاڑلے
نکال
دھسے بخت پھر اس پہ و ند کے سار سو مرنے کے کارن ہوا اختیار
قسمت
دشمن کی طرح
خدایا ج بھی اُس نہ تھا کوئی تزک کرے یاد اُس شہپری کوں اوک
دکھوں تے اپس میں ہوا یوں ملول نہ تھا آدمی کا کچ اُس ہیں اصول

ن سن اس بات کوں وو غضبناک دیں سینے کوں غضب نے کیا پاک دیں (ح)
ن نہ مار اُس رکھو کر کہیا بند میں رکھے بند میں سو رہیا دند میں (ح)
ن لگیا تلملن گھابرا ہوا دیک (ح)

پڑیا دور جیوں آپنے خویش تے (۱۹۰۰) سو تازا کیا ریش کوں نیش تے

نہ کچ فہم اس میں نہ کچ گیان تھا — اُسے قوت عشق کا دھیان تھا

جو وہ ماولی گن بھری بے نظیر — سو لکھن ونتی شہر بانو گنھیر

سو اُس پاک عاشق جلنہار کوں — گرفتار ہو تلملن ہار کوں

رکھے ٹھار پر ہیچ کر جان سے — خوشی بے نہایت اپس آن لے

ملی جا کے جیوں اپنے فرزند کوں — نچھل نور دیدے خردمند کوں

ہوا ماں کوں دیک شاہ یوں شادماں — جو گل گل ہو کیتا دعا آسماں

او تر بات میں وو ٹھنڈی بہیٹ کی — کہی حال اُس جان کے بنٹ کی

سو کرسی اوپر بسلا بات کوں — کئے شاہ شہبال کی ذات کوں

کہی حال سیف الملوک کا تمام — سنائی قصا اس کے دوک کا تمام

سو شہبال او سات اُس تل منے (۱۹۱۰) محبت پکڑ آپ نے دل منے

کہیا اپنی ماں کوں کہاں ہے وو جوان — دیکھن اُس کوں تپتا ہے میرا پران

کہی شہر بانو میں اُس جوان کوں — سو آتے وقت سات لے آئی ہوں

فلانے چمن میں رکھی ہوں اُسے — یکایک ڈری لیا نے تج کن اُسے

کہ آدم ہو وو آدمی سو کہیں — کسی وضع ہمنا سنپڑتا نہیں

مبادا کرے گا توں اُسکوں ہلاک بہت یک ہیرے دل منے تھا یو دہاک

سو درحال شہپال شہ بختور پریاں کوں دیا بھیج اُس لیاؤ کر

بولا بھیجیا بھیج کیتاک پری سو جا اُس گلستان ہیں گن بھری

جو اترپا اتھا شاہزادا جہاں وہاں جائیکر دیکھیائے وہاں

دیکھے ڈہنڈ چمنے چمن ٹھارے ٹھار تپائے کہیں سو لگیا خار خار

کہیاں شاہ شہپال کو جائیکر (۱۹۲۰) کہ وو جان دستا نئیں استھار پر

فکر زاد ہو پھر کہ آتے براں کہیا یک پر اسا منے ہو کے واں

کہ دیکھیا ہوں ہیں خوب اُس جان کوں تجھل حُسن کے اُس او تم بھان کوں

پڑی یک جماعت کی چاتی اتھی ہوا پر اُڑا اپس لجاتی اتھی

شگفتا نہ تھا سخت دلگیر اتھا ولے ہیں تہ پوچھیا سو تقصیر اتھا

سُن اس دہات اُس جواں کے حال کوں کہے آئے کر تیوں سنچ شہپال کوں

سو شہپال بن شاہ رُخ جیوں یو بات سنیا سو لگیا تلملن دہات دہات

جو تھا شاہ خوشحال جیوں پھول کھل سٹیا سوچ آپیں ہوا وین خجل

کمر شہر بانو کی پیٹی وہیں پریشانگی دل ہیں بیٹھی وہیں

جو اس حال تے دھن بدیع الجمال خبر پائی سو شد گنوا ہوی نڈہال

پڑی بُہیں اوپر جو نہ تھا تاب اُسے (۱۹۳۰) سو چھڑکیاں پریاں ہو کہہ گلاب اُسے

کیتیک بار کوں پھر جو ٹک ہوش پائی — سو اٹھ کر بلوں اپنی دادی کن آئی

کہی اے سکی کیا کروں میرا تال — کہ دستا ہے اُس باج جینا محال

میرا جیو تھا سو وہی پیو تھا — کہ اُس پیو پر لئے مرا جیو تھا

اُسے واں بیکٹ چھوڑ کی آئی توں — سنگات اپنے کیں نا اُسے لائی توں

کہتی کس وضع کام توں ہائے ہائے — کدیاں نیں رکھی فام توں ہائے ہائے

کری کام ایتا نہ پورا کری — دہنورا دسے مجکوں دیوانا کری

دیوانی ہوں ہیں وو دیوانا کہاں — وو دانشوری کا ہے دانا کہاں

کدھر گئی وو روشن ضمیری تری — یو کس دہات کی دستگیری تیری

ادھر لگ میرے لیا کہ امریت کوں — پھر آکر لیکر گئی توں اس ریت کی

اگر ہوسے تو پھر تج سوں ہونا یو کام (۱۹۴۰) نہیں تو مرا کام ہے یاں تمام

جیوں اس دہات دو چلبلی بول اٹھی — چھپے راز کوں آپنے کھول اُٹھی

سو لک دہات دلگیر وو ماولی — ہوئی ویں پگل نیر وو ماولی

عہ ۔ پریشان مج دسے دہتورا کری (س)

چلی آپ نے پوت شہبال کن جکا جوت اوخسروی لال کن
کہی اے میرے من کے بن کے نہال کہ یو کام تجسوں ہے نسبت اتال
یکا یک جو یانتے ہوا غیب وو سو تج شاہ کوں ہے بڑا عیب یو
ترے ملک ہیں تے ہے قدرت کسے جو یوں کاڑ چوری لجاویں اُسے
ہر ایک دہات سوں کر تو پیدا اُسے تفحص ستی ہر سند پا اُسے
کہ عاشق ہے اس کی بدیع الجمال میادا ہووے اُس کے تئیں پائمال
مگر شاہ دریائے قلزم کے لوگ عداوت سوں سورا کتے ہیں یو روگ
کہ اس کے جیوں مار کر بھائی کوں (۱۹۵۰) سراندیل کے راج کی جائی کوں
یکیلا اپیں کاڑ لیا یا اِتھا سو ما باپ سوں لیا ملایا اتھا
اُسے مکر سوں دیدکر اودندی کیا آج تج تے مجھے شرمندی
توں فرزند ہے گر مرے پیٹ کا تو یاں نیٹ کر وقت ہے نیٹ کا
مہروان ہو اُس دردمند پر توں اپنا چ کر جان فرزند کر

عہ سُنی شہربانو جو اُس کے بچن پشیمان ہو آئی شہبال کن (س)

عہ ۔ نہ دیکھی کدھیں کام ایسا محال ۔ (س)

عہ ۔ اسے توں اپے کر ج ماباپ ہو کہ تج بن نہیں کوئی ماباپ سو (س)

کر اس وقت پر اس کی حق یاوری | دکھا آج جگ میں تیری داوری
میرے من کوں سنتوش سوں پور کر | یو شرمندگی مج تے توں دور کر
کہ نادان بالی بدیع الجمال | تیرا جیو ہے ہور تیرا ملک و مال
اُن اپسیں جو ہونا کہتی ہوئینگی | وہی پیو ہو نا کہتی ہوئیں گی
جہاں تھے کھڑیا آج یو کام یوں | توں کہہ تا تجے ہووے آرام کیوں
لگا عشق اُس جان کا پھر اُسے (۱۹۶۰) مسلم دیوانا کرے پھر اُسے
انگے سر تے جیو توڑے آپنا | وو کونلا سینا پھوڑ لے آپنا
دنیا بیچ یوں بول رہ جائے گا | خلق کوچ کا کوچ کہہ جائے گا
کر استھار پر سعی توں آپ ہو | ترت اُس بچارے کوں ماباپ ہو
سو شہبال شہ فتح کے کھرگ سا | دلاور نپٹ باگ کے ورگ سا
فتح کے دیامے پہ لکڑی کوں ٹھوک | چلیا لاٹ کا نہاٹ سنگات لوک
غصیالا ہو شمشیر کوں ہات لے | سرب دل کوں سب اپنے سنگات لے
سلح ہور سنجوت سوں سر بسر | پریاں ہور دیواں کوں ستید کر
یکایک جاگے پہ تے جیوں ہلیا | جیوں اسمان بادل کے دل سوں چلیا
مبادا نوی کر زمیں بہار سوں | ہوا پر رہیا آپنے بہار سوں

جو دیکھے دل اُس شاہ کے کوٹ کے (۱۹۷۰) سو جھکے فلک عرش کے گوٹ کے

دکھیت سلح سنجوت کا لک لکاٹ　　گیا سور کیرا سینا پھاٹ پھاٹ

یکا یک نظر جیوں پڑیا وو ہجوم　　ہوئے کھابرے کھلبل سب نجوم

اُٹھیا غلل جہاں کا تہاں بے قیاس　　گئی یو خبر شاہ قلزم کے پاس

کہ شہبال بن شاہ رُخ بادشاہ　　دلاور جہانگیر انجم سپاہ

تیری سب ولایت کوں پامال کر　　وو آتا ہے تیرے اوپر چال کر

سنیا شاہ قلزم جو اس بات کوں　　دیا بھیج حاجب کوں اسد ہات سوں

کہ آنا تمھارا ہوا کیا سبب　　مرے من کوں لگتا ہے بہوتچ عجب

کسی کوں نہ تھا آج لگ یو مجال　　جو مج ملک اُپرال کر آئے چال

خلاصا جو کچ ہے سو کہہ کھول کر　　شتابی سیتی بھیج دیو بول کر

کہ خوبی نہیں کچھ تمیں آئے سو (۱۹۸۰) شباشب یو الغار کر دہائے سو

خبر اس و ضاکی لے حاجب شتاب　　جو حاجب انہا لیونے کوں جواب

سو شہبال شہ خسرو بے نظیر　　دیا جاب حاجب کوں یوں کر گنبھیر

کہ تم جو گلستاں ارم سے جسے　　پکڑ لیائے ہیں بھیج دیو وو اُسے

عنہ۔ سنگات اپنے لے بے نہایت سپاہ (س)

جو وو آدمی ہے مرے پیار کا نہیں کوئی دنیا میں اُس سار کا

مروت سوں دیو تیکے تو جاؤں گا وگرنئیں تو تمنا پہ چل آؤں گا

دیں یکد ہر تے دریائے قلزم کوں جال کرونگا تمن سب کے تئیں پائمال

دیے باج اُسے یاں تے بلسوش میں کہ گاڑیاں ہوں رن تھانٹ لسوش میں

دو حاجب جیوں اس ہات پایا جواب کہیا آ اپنے شہ کوں یوں جا شتاب

رکھیا ہے جسے توں نپٹ بند سوں اُسی آدمی زاد کے دند سوں

عہ اُدک گرم ہو تج پہ آیا اہے (۱۹۰) اُسے بھیج دیو کر کوایا اہے

وگرنئیں تو منگتا ہے لڑنے تُسوں سب دل سوں اپنے جھگڑنے تُسوں

عہ بہت لشکر آیا ہے اُس کے دنبال یکایک اُسے یاں تے جانا محال

سُن اِس بات کوں شاہ قلزم وہیں نہ لیا تاب پھر ہو کے برہم وہیں

کہیا جا کے اِنبار یوں بول اُسے کہ آیا ہے توں وھنڈ لیتا جسے

سلامت سوں وو نیں ہے اسطار پر کیے دن ہوئے اُس جیوں مار کر

عہ رہوا ہے وو آدم تو

عہ۔ وو کر چال آیا ہے تیرے اوپر کتا ہے اِیس کوں اُسے دیو گر (س)

عہ۔ کہ سمجھا ہوں میں خوب اس کا خیال (س)

توں اپنے سرب دل سوں جا یاں تے بھاگ — نہیں تو تجھے میں کروں گا ہلاک

نہ ہو اس کے پچھے چھوڑ دے یو خیال — جیوں آیا ہے توں جا توں یاں تے سنبھال

نکر تیز آپس اس شتابی ستی — نہ ہو تند جا ایک رکابی ستی

پچہرا کا نہ ہو چھوڑ دے شاند توں — عداوت نہ لے منج تے یاند توں

نکو کھول فتنے کے موندے کواڑ (۲۰۰۰) نکو توں ستم منج کوں بہار کاڑ

کہوں آفت روزگار آج ہیں — جو نکلوں سرب دل سوں بہار آج میں

تو یکبد ہیرنتے ویں خرابی کروں — دنیدے کے اوپر فتح یابی کروں

غصے نے سات اس وہات کہہ بھیج دیں — ہوا مستعد بیگ لڑنے کے تئیں

جنگ کردن شہبال با شاہ قلزم

و خلاص نمودن سیف الملوک

کہن ہار یوں قصہ حرب کھول — کہے اس وضا سوں زبان جب کھول

کہ شہبال بن شاہ رخ بے نظیر — جو حاجب تے کڑوے سنیا بول پھیر

نپٹ زہر سوں تلخ کر وہات کوں — لیا پیچ جیوں اژدہا ذات کوں

ہوا تند ہور تیز ادک آگ تے — غصیالا ہو کر اژدہا باگ تے

او چایا شطت کا علم اس وضا | جو حیراں ہوا خلق آیا کر قضا
او چا دل پہ دل خوش چیارا ستا | کیا ہر طرف نے صف آراستا
ہوئے جمع جنگی ہزاراں تمام (۲۰۱۰) | قوی دست خونخوار شیراں تمام
یکیک جان یک کوٹ لے برز جیوں | لئے ہات ہیں فتنے کے گرز جیوں
کئے رُخ دندے پر جو ہر ٹھار تے | زمیں پس گئی تھی اسی بھار تے
غضبناک ہو جیوں آنگے دَل ہوئے | کلیجے پہاڑاں کے پھٹ چل ہوئے
ترائی تفیر باں سو جیوں بُرہ غماں | ہوا گھابرا جو کہ پڑ آسماں
سلح پوش پولاد کے کوٹ جیوں | بڑا شور سمدور کی لوٹ جیوں
اُتا لے ہو آفت بھرے عزم سوں | کھڑے آ کے میدان میں رزم سوں
بھیا باؤ جوں قہر کا شور سات | شطت کی اگن سلگ اوٹھی زور سات
اُٹھیا غل جہاں کا تہاں مار مار | قیامت زمین پر ہوئی آشکار
جھلک دیک بجلیاں سی تروار کے | اوڑے فاختے سخت سنسار کے
جو دوراج دو دو ہر نیے برہم ہوئے (۲۰۲۰) | گگن ساتو ہیبت تے درہم ہوئے
غصے کا جو بارا اُٹھیا زور سوں | پڑیا اُس کے لشکر پہ جا قہر سوں
سٹیا اُس کے لشکر کوں جیاں تاں بکھیر | لگیا توڑنے تول سوں گھیر گھیر

جو دوڑ اُس کے صف پر دلیراں پڑے　　تو بکریاں اوپر جا کے شیراں پڑے

سٹے خاص ہور عام کوں کاٹ کاٹ　　جو کسکوں نہ سمجھا انتھا باٹ گھاٹ

دلیراں جو شہیال کے پائے بل　　سو فوجاں کوں یکدہر تے اسکے کھندل

سٹے دہڑ ہو تے یوں منڈیاں کاٹ کاٹ　　نہ تھی باٹ جانے کسے واں تے نھاٹ

جو دریا لہو ہو اُ سلنے لگیا　　گگن اُس پہ کشتی ہو چلنے لگیا

سراں تیر تے لہو کے سمدور تے　　جو دستے اتھے بُڑبُڑے دور تے

دہڑاں سب تیٹ موج کے لوٹ مار　　تھے ڈبتے نکلتے نہنگاں کے سار

بلایاں کے باتاں کوں جیوں آگ لائی (۲۰۳۰) زمیں ہور زمانے کوں وتیاگ لائی

غضب پر غضب کا جو بارا ہوا　　سو ایسا بڑا کچ دہولا را ہوا

دنیا غیب ہوی اُس دہولائے متے　　گنواتا گیا دیس اندہارے منے

لیا گرد جا ڈہانپ اسمان کوں　　دہنواں ساتپ ہو نگلیا بہاں کوں

سو دریائے قلزم کوں ہیبت چھوٹی　　زمیں کے تلے گائے اڑرا اٹھی

بڑا رن پڑیا سخت رگڑا ہوا　　کہیں نئے سو تادر یو جھگڑا ہوا

ہو دیواں کے ہاتاں کے برہم تمام　　گیا اوٹ دریائے قلزم تمام

فتح پائے شہیال کے لوگ سب　　کئے چور شمشیر سوں ٹھوک سب

چڑے پیٹیہ ہور جا کہد پڑے وہیں سو حلقا ہو چوندہیر بیڑے وہیں

جو قدرت کے بل سوں ادک فتح پائے پکڑ شاہ قلزم کوں درحال لیائے

نظر اس پہ شہپال کی جیوں پڑی (۲۰۴۹) سو ارواح اُس راج کی جیوں لڑی

بولا کر نزیک اُس اٹھیا بول یوں کہ اے بے کٹر ناجواں مرد کیوں

توں اُس جان کوں مار ضایع کیا سو دیک دیک جیو اس کا کیونکر لیا

کہ او تار تھا جگ میں او نیک نام وفادار اتھا آدمیاں میں تمام

تجھے چھوڑ ہرگز نہ دیسوں اتال کرونگا ملا دہول میں پائمال

کہ سنپڑیا ہے توں آج مج ہات میں توں سچ بول جھوٹا نہ ہو بات میں

اُسے کیا کیا مار کر کان سٹیا یکا یک عصا اُس پہ تج کیوں چھوٹیا

رنجا بیاں عذاباں دے کس دہات سوں دکھایا توں کس دہات کے گھات سوں

جو وو منجکوں یاد آتا اہے تو سینا مرا پھاٹ جاتا اہے

گلے پڑ لگیا یوں بسلم دنبال سو وو راج ہے تیوں کہا کھول حال

کہ وو جان تیرا جو مینتا اہے (۲۰۵۰) موا نئیں کہ اجنوں وو جیتا اہے

اسی کے بدل میں منگایا اتھا جو بھائی کو میرے وو ماریا اتھا

عصا تھا سو بند میں رکھیا میں نہ مار سلامت سوں ہے وو جتن ایک ٹھار

جو تج تے رضا ٹک اگر پاؤں میں — تو لیا اس کوں در حال دکھلاؤں میں
ولے تو تج شہ کو روا یوں نہ تھا — یک آدم کے تئیں تج دو کھانا نہ تھا
میرے سب پری ہور دیواں کوں مار — کیا نیست نابود ویں ایک بار
ہٹیلا ہو میرے او پر ہٹ پکڑ — کیا شہر ہور ملک میرا اُوجڑ
جو یو بات خاطر میں آیا اُسے — گلے عذر خواہی سوں لایا اُسے
کہا یوں قضا آگہر یا تا کہاں — نہیں مار نے دم سکت کس یہاں
او دل کر گیا دو طرف تے او بال — نہ کر فکر دل میں توں ہرگز اتال
بولا بھیج اُس میری من بہت کوں (۲۰۶۰) محبت سوں کر تازہ پھر ریت کوں
جو توں ہور ہمیں سیر تے پھر شاد ہوئیں — عزیزی میں بھایاں کیرے ناد ہوئیں
یکا یک کھلے بخت کے جیوں کو اڑ — سو لیائے اُسے بند میا نے نے کاڑ
دیکھیا جیوں او دیدار شہپال کا — کھلیا سر تے ویں پھول جیوں ڈال کا
پڑیا آ ٹیکے شاہ کے چرن پر — کھیا یوں کہ اے خسرو بحر و بر

ن۔ جو یو بات سن مہر آیا اُسے (س)

ن۔ نظر جو پڑی اُس پہ شہپال کی — ضعیفی گئی اس کے سب حال کی (س)

بڑے بخت میرے دیکھیا آج تج — پھگی بازواں لگ خوشی آج مج

گیا سب میرا غم تیرے دہیر تھے — کہ جیو دے بچایا مجے سیر تھے

جو اخلاص میرا دسیا تجکوں خاص — کیا خوش مجے بند میں تے خلاص

ہوا ذوق اسی بات تے اُس زیاد — سو پایا اُسے اپنے فرزند کے یاد

اوچا لے کے چھاتی کوں لایا وہیں — کہ او تار کچ ہے کہ پایا وہیں

فضیلت میں ارتما کے دیکھن لگیا (۲۰۷۰) جکچ پوچھیا سو وو بولن لگیا

ہر ایک بات پر اُس کی حیراں ہوا — کھلیا سر تے تازہ گلستاں ہوا

کتے لک خوشیاں دل منے آن کر — کیتک دیس اُس شہ کوں بہو مان کر

دسے اس کا ملک اس روانا کیا — اپیں آپ نے ملک جانا کیا

اُٹھیا فتح کے جیوں دمامے کوں ٹھوک — ہوئے شاد تر لوک میاتے کے لوگ

عن۔ شہ اس بات تے ذوق پا بے شمار (س)

عن۔ جو دیکھیا فضیلت میں اُس آنما — فضیلت کے تہا ادج کا دو ہما (س)

عن۔ خوشی دل منے لاک لاک آن لے — ادک شاہ قلزم کوں بہو مان دے (س)

عن۔ خوش اُس کے ملک کوں روانہ کیا (س)

فلک رخش ہو ران تل آئیا زمانے غاشا انگے دھائیا

چلیا آپنے شہر ہیں تیٹ سوں لے سیف الملوک لال کوں پیٹیاں

بلند عرش لگ یو آوازا ہوا زمیں آسماں سر سیتے تازا ہوا

خلق سب گلستاں ارم کا تمام ہو خوشحال پایا انند خاص و عام

بدیع الجمال آپنے من منے کھلی جیوں کلی پھول کی بن منے

اوتم شہر بانو کہی حق گذار (۲۰۸۰) روبا روم پائی خوشی بے شمار

کتی لگ وضا ذوق کے حال سوں دعا اپنے فرزند شہبال کوں

کہی یوں کہ اے شاہ آفاق گیر فدا ہر گھڑی تج پہ پیرا سریر

جو کنولی سہیلی بدیع الجمال ہے پتلی تیرے نین کی جگ اجال

کتے دہات سوں بے نہایت سرائی سو ویں خواستگاری کے باتاں چلائی

کہی اے تجلی میرے نین کے کہ آرام مج جیو تا بین کے

جو بیٹی ہے تیری بدیع الجمال سو سیف الملک سوں ملا توں اتال

وو سیف الملک جان روشن ضمیر سمد گیان کا عاشق بے نظیر

وو ایکس کوں یک دونو عاشق ہیں پاک سو باطن میں ہیں عشق سوں چاک چاک

او تو دونو یک ہو و تا ساج ہے دنیا دین میں یو بڑا کاج ہے

سو شہبال ماتے سنیا یو جو بات (۲۰۹۰) قبولیا وہیں لاک خوشیاں سنگات
ماں سے قبول کیا۔ راضی ہوا

کتخدائی سیف الملوک و بدیع الجمال

مدد فیض جوں آسمانی ہوا زمیں ہور زمانا نورانی ہوا

سعادت کے تازی ملے ایک ٹھار سو برکت کیا ذوق کیرا ابھار
نیک بختی گھوڑے جگہ ظاہر

خوشی کے کھلے پھول پھانٹے تمام کئے شکر جیباں ہو کانٹے تمام
شاخ خار زبان

ملک فال دیکھ عرش پر غل اوچائے فرح پا وہیں میزبانی گنائے
دعوت

خبر یو ترت جگ میں جانے لگیا زمیں کا نکل گنج آنے لگیا
جلد خزانہ

خبر پائے دریا کے موتی تمام رتن کہان میانے کے جوتی تمام
ہیرے معدن چمکدار

تری ہور خشکی تے پڑ بہار سب سو شہبال کے آئے دربار سب
میں

ہر یک چرخ تل صرف ہونے لگے تجلیاں میں گھل گھل پرونے لگے
کام میں آنے

نگر سب گلستان ارم کا تمام ہوا صاف جیوں جام جم کا تمام
شہر

پرے ہور پریاں جگ کے سارے ملے (۲۱۰۰) بھرائے مجالس وہے در ودلے
تمام محلہ محل محلہ محل

پریاں چلبلیاں کا کس بھا ساز سوں لگیاں ناچنے مل کے یوں ناز سوں
زنانے

پنکھے ہپک جڑت کے صد جگمگاٹ | لگیا ہو و نے چو کدن تم تماٹ
پریاں بے بدل تہیاں سو دائیاں تمام | چو اہیر کے کاس بھایاں تمام
دہن تنگ تر ناگ باریک تر | شبے قدر تے بال تاریک تر
ہوئی مست مجلس خوش آواز سوں | دیوانی کیاں پاتراں ناز سوں
ڈمکنیاں ملیاں ڈومنیاں بولیاں | شکر شہد شیریں تے میٹھ بولیاں
یکس ایک تے ایک تر نیاں اہیں | سو کرتار کیاں مور ہرنیاں اہیں
سو پر پیچ زلفاں کوں و یک گال پر | کنڈل گھال بیٹھا بھجنگ مال پر
پڑے بال کالے سو جیاں تاں تلے | سو جیوں ناگ لڑتے ہیں پاواں تلے
نچانوں کہاں کوڑ منتر سکیاں (۲۱۱۰) پدم پاؤں ناکس کے جنتر سکیاں
لگیاں ناچنے تیں جو صدرے صدر | نر پنے لگیاں خوش جدہر کا اُدہر
جو گت لے اُٹھے منڈلے پھر تمام | سٹے ہوش جاگے پو تے گھر تمام
مندل کاڑ مندل بجانے لگے | گیتاں کاڑ پکر باں سولیانے لگے

عتا۔ جو یکہ ہیر تھے ریچ مجلس تمام | سٹے ہوش بیٹھے ہی کھس کھس تمام (س)

عتا۔ جو نپہ اُٹھے منڈلے بے نظیر | ہوئے بادل آسماں کے گل کے نیر (س)

جنتر کار سوزاں او چاپئے ہلوں سوں مجلس کوں مستی میں لیائے ہلوں
جو کھولن لگے نغمے ہر ٹھار تے ہلیاں سُن جتر پوتلیاں ٹھار تے
کیتاں جو اچھیں تان پرتان کیاں رہیں ڈال ہنپک سور آسمان کیاں
سزاوار شاہی کوں یو ساز وار ہنرمند جو سارے ہور رازدار
دیک اُس بزم کا خوش سہاوا و نور لگے بھیجنے مرحبا چاند سورج
جو مجلس کوں کھانا کھلانے پہ آئے صفا خوش کندوریاں سو لیا لیا بچھائے
کندوریاں شہانے سو لک جنس کیاں (۲۱۲۰) رنگا رنگ شیرنیاں ہر اک جنس کیاں
رکھے شیرنیاں لائیکر ٹھار ٹھار گگن او نچے راسیاں نہ کیئں اس شمار
جو پھل نیر سوں ہات سب کے دھولائے کندورے کھلانے لجا بیلائے
رنگا رنگ لک جنس کیاں نعمتاں جو ہر ایک نعمت میں کیئے لذتاں
سو آسمان بادل کوں سنگات لے چندر سور کے جام دو ہات لے
کمر باند خوش ہو اپیں آبدار نظر ساری مجلس پہ رکھ ٹھار ٹھار
جل امریت لیا لیا پلانے لگیا پلا پیاس بھر بھر چلانے لگیا

ن۔ جو نغمے سنیاں خوش جتر کار تھے (س)

ن۔ جو تاراں تے بارا بہیا تان کا رہیا ڈال ہنکھہ مورا سمان کا (س)

خلائق وَلے دروَلے خاص و عام | کندورے تے فارغ ہوئے خوش تمام
جڑت کے طبق ہر یک اسماں تھے | بھر اُس میانے منگیٹے پیباں پان کے
عنبر ہور خوشبو کدم پھول مال | پھرانے لگے جان صاحب جمال
جہاں لگ اتھیاں جگ میں پھل پاڑیاں (۲۱۳۰) جہاں لگ جو گنبھیر بنوا اڑ پاں
سو یوں خرچ تل شہ کے آئے وہیں | جو یک پان ہور پھل او بریا نہیں
منور کئے انجمن کوں تمام | زبرجد کے شیشے زمرد کے جام
مدن مست ساقی چھبیلے جوان | ادک چھند بھرے خوش رنگیلے جوان
مدن مدپیالے بھر اساز سون | کھڑے آ کے مجلس منے ناز سون
پھرانے لگے دَور پر دور خوش | کئے ساری مجلس کیرا طور خوش
عجب وو رنگیں مد اثر دار تھا | متیاباس تے اس کے سنسار تھا
نقل ناز کا لیا چکھانے لگے | سو بکد ہرتے سب کوں چھانے لگے
پیالے جواہر کے بھر نے لگے | متی ہو کہ جاناں سو گرنے لگے

ب ن۔ حپر ساقی امرت بھرے وا سنچکے | صرایاں لے ہاتاں منے پاچ کے (س)
ب ن۔ رنگیں مدپیالے میں بھر ساز توں | بھرائیں لک دور خوش ناز توں (س)
ب ن حپڑیا دیک اثر سن میں جھلنے لگے | متی مجلسی ہو کہ ڈہلنے لگے (س)

سو پڑے تے تھے جاں پد کے تند توٹ کر | زمیں نا چتی تھی وہاں او ہٹ کر

ہوئے تھے متی کئی نہ تھے ہوشیار (۲۱۴۰) جکوئی ہوئے وہ کیوں رہے ہوشیار

کئے بخش ساریاں کوں یکدہیر تے | ہوئے شاد سب اس جہانگیر تے

الٰہی جو معشوق عاشق اوپر | کرم کر ملاتا ہے یک تل بہتر

جلوہ دادن سیف الملوک و بدیع الجمال

تجلی سوں جلوے کی جیوں رات آئی | سو وو بن غیب تے فیض لک ہات پائی

جو شب قدر کوں بھی نہ تھا فیض تیا | سرانا سکوں میں سراؤں جتا

مراداں جو دہر تے تھے جگ دل منے | سو پائے اسی رات یک تل منے

نظر ہوئی عنایت کی سبحان تے | اترنے لگی رحمت آسمان تے

نکل روپ کیاں چلبلیاں شہریاں | اوتم ذات اوتم گیان کیان گن بھریاں

بدیع الجمال اچپلی نار کوں | ڈوبایاں زر نیے میں جھبکار سوں

جو جلوہ دلانے ہو یاں مستعد | محل جلوے کارن کیاں مستعد

جواہر کے منڈوے سو چھاپاں تمام (۲۱۵۰) مرصع کے پردے بندایاں تمام

ہر یک محل صوفیاں منے رنگ رنگ | جڑت کے رچے لیا کے چھپر پلنگ

ملیاں خوش ہو مایاں و بایاں تمام   شو آروس کے پاس آیاں تمام [1]

دتیا اُس گھڑی جاں ہوی بیسر تے   کھلے بخت گوتیاں کے یکدہیر تے

اوتم ڈومنیاں مل پلانے لگیاں   سہیلے شہانے سو گانے لگیاں

نول جاں سیف الملک بختور   اُمس سات آ بیٹھیا تخت پر

نبی ہور سنبے لوک پلانے لگے   شو آروس کے تیئں سرانے لگے

سعادت کے ساعت ہویدا ہوا [2]   سو قاضی مسیحا ہو پیدا ہوا

لیا شو کیرا ہات اپن ہات میں   خوشی سوں پڑیا عقد اس سات میں [3]

دعا سر کیا جیوں خوش آئین سوں   ملائک کئے ختم آمین سوں

ملے شہ کے چوندہیر سب گوتیاں (۲۱۶۰) لگے وارنے شو او پر موتیاں

چلے جلوے کے محل میں شو کوں لے [4]   کواڑاں سو اقبال کیرے کھلے

ع۱ ۔ ادک ذوق پر ذوق پایاں تمام (س)

ع۲ جو ساعت شرف کا ہویدا ہوا (س)

ع۳ ۔ پڑیا عقد رحمت بھری سات میں (س)

ع۴ ۔ جو سیف الملک برج اقبال کوں   چلے محل میں لے کے اُس لال کوں (س)

کھڑی مشتری ناز کا ساز کر　　　سورج جگمگاتا سو اسمان پر

مشاطا ہو زہرا اتر آئی بیگ　　　چمک نور کا لیا کہ جھمکائی بیگ

تجھل نور کا لیا کہ پرد اپندائے　　　شو آروس دو نوکوں لیا بیسلائے

جو پروے بیتے ہات ہلنے لگے　　　سو لکھ دہات پھولاں اچھلنے لگے

مگر غیب تے جگنے دو نور کے　　　مل آڑتے اتھے کھول پنکھ سور کے

دے جلوا مشاطا جو نروال ہوئی　　　سو بھوگی نول شہ کی واں چال ہوئی

بنی پر ہزاراں درود بھیج ویں　　　چلیا لیکہ آروس کوں سیج ویں

دکھیا نور کا اس تجھل نور تے　　　زیادہ اتھے نور کے پور تے

جو جلوے تے فارغ ہوئی خلق سب (۱۱۷۰) چلیا شو لے آروس کوں سیج تب

دکھیا موکھ جیوں شو نے آروس کا　　　کھلیا سر تے جیوں پھول فردوس کا

چیڑی خوب محبوب دیکھ ہات میں　　　رجھانے لگیا بات کر بات میں

سٹیا ہات جیوں اسپ طناز سوں　　　لگی شرم کر لاجنے ناز سوں

سو چھاتی کوں چھاتی لگا حال سات　　　ہوا لٹ پٹ اس نور کی ڈال سات

ن ۔ سو آیا اول سمد سنتوش کا (س)

رلیاں ہیں نپٹ چھند سوں لائیا — جو بن قبّہ نور دو پائیا
جھٹاپٹ لگی ہوونے دو ہی میں — ڈوبے سیس تے پگ تلگ خوبی میں
ادہر مد پلا کر کیا مست اُسے — ہوی مست دیک یوں گیا دست اُسے
چکا جوت موتی پڑیا دیک ہات — بندیا خوش اسی وقت الماس سات
پچھل خوب یاقوت کے بیشمار — یوں اُس ڈہال موتی نے نکلیا بہار
جو الماس تھا سو رہیا لعل ہو (۲۱۸۰) لگیا ڈھلنے او لعل تب ڈہال ہو
کہ ظاہر ہوا لعل کی بیل یوں — بلیاں سب سہیلیاں یاں خوش جیوں
زیادا خوشی ہوئی یوں مائی کوں — ادک بھی خوشی ہوئی اُس بھائی کوں
پھر اکر گنائے خوشی سیر تے — دیے خلعتاں سب کوں یکدہیر تے
ہوئے خلق تازے سو جیوں نوبہار — کہ پھل ہور پاتاں کوں آیا ہے بار
کہ تا ہور پری شہر کے سب بولائے — ہر یک جنس کے نعمتاں سب کھلائے
کہ شو نے خوشی سر تے تازی کیا — کہ اُس نار سوں پھر کہ بازی کیا
لگیا باس نازک جو اُس پھول کا — کہلیا رنگ اُس خوب مقبول کا
ہلوں بھی اترنے لگی ناز میں — سو چھند بند کرنے لگی نیاز میں
ریجھانے لگی شو کوں خوش مین کھول — پھولانے لگی یوں میٹھے بول بول

کبھی شہ کوں کر مست ہم شان ہو (۲۱۹۰) کبھی گود میں لیٹ انجان ہو

کبھی لگ سینے شہ توں جان کے اَدہر سوں انپڑ دے بیڑیاں پان کے

کبھی شہ گلے ہات کنٹھ مال بھائے کبھی شوق سوں کد گلیاں کر ہنسائے

کبھی بھوگ سنگرام خوشحال ہوئے سو قرباں کد ہیں شہ کے اپرال ہوئے

دونوں میں کول عشق بازی لگی دو بازی مٹھی حق کے تازی لگی

ہوا جگ میں مشہور ہر ٹھار نو یو بسی لگ دنیا میں رہیا ناؤں یو

شگفتا ہو شہبال شہ نیک نام اُس پا کھلایا خزانے تمام

بہوایاں دہگاں جگ کے سُدجائے تبول لگیا بانٹنے مال من بھائے تبول

کسے نورتن ہور کسے موتیاں کسے ہت کڑک ہور پدک جوتیاں

کسی کوں جڑت کے اوتم کنٹ مال کسی کوں جڑت کی پٹی جگ اوجال

کسے ذات تیزی کسے مست ہست (۲۲۰۰) کسے خوب تحفے کسے خوب بست

کیا دان بے مثل یک دہیر تھے دیا خلعتاں سب کوں یوں سیر تے

کہ مہمان سب کوں کیا سرفراز کیا خوش کتے لک و ضا سوں نواز

رضا لے جو مہمان داراں چلے دعا شاہ کوں کر ہزاراں چلے

نیا کو چ شہ تے سکل دان پائے جو گھر ہور عمارت سُنیے کی اوچائے

ڈبی تھی سُبنے میں زمیں جاں تہاں　　کہ ایسا سخی بے بدل ہے کہاں

سنگار اس پھکی بزم کوں دینہار　　دیوے زینت اس ونہات سوں ٹھار ٹھار

جو گنجینہ شہیسال دانا شہ یک　　کیتک دن شو آروس کوں کہہ نزیک

منگیا بھیجنے اس کے باباپ پاس　　دیا خوب بیتاں جو تھے اپنے پاس

چندر سور سے دریکاں کئی ہزار　　جواہر بھرے صندوقاں بے شمار

کیتک جنس کے خوب باندی غلام (۲۲۱۰) کیتک پاتراں جلد نادر تمام

مکلل جڑت کی عماری گنجینہ　　کرایا ترت مستعد بے نظیر

دعا پر دعا کر گلے لائیکر　　شو آروس کوں اس میں بسلائے کر

تجمل ستی خسروی ریت کے　　چڑا پیٹ اوپر ال عفریت کے

بڑے غلغلے سوں روانا کیا　　عجب کاج جگ میں یو دانا کیا

نظر میں دسیا سارے عالم کوں یوں　　سلیمان شو عاروس بلقیس جیوں

جو انپڑے سراندیل کے راج پاس　　مہاراج گنجینہ سر تاج پاس

سو آسامنے خسروی داب سوں　　ملیا جیو نکہ آفتاب مہتاب سوں

بڑی شان سوں لائیا شہر میں　　ہوا آشکارا یو چوندھیر میں

ملا شاہزادی سوں آ بھائی وو　　دیکھت بھائی کوں خوش گلے لائی وو

حرم میں قبیلے کوں شہ کے تمام (۲۲۲۰) سو کہہ بھیجیا بندگی ہور سلام

نیکے یارسا عدو فادارسوں ملیا خوش سینے لائیا پیار سوں

خوش یک دھر تے ساریاں کوں شادی ہوئی دو شادی بڑی کیقبادی ہوئی

کیتک دن دہاں باندگی دور کر سینا ذوق لئی سمد سوں پور کر

سچ خوب ساعد دو کہیار کیے دہات چلایا ہلوں خواستگاری کی بات

سو او جگپتی راجا راضی ہوا جکچ دعد غا تھا سو ماضی ہوا

سچ فال جیوں خیر کے کام سوں پڑیا خوب ساعد کے آنام سوں

کیا خوش ہو شہ ہیز بانی شروع بدہا وا بڑا خسروانی شروع

جو دہم دہم داجے بجانے لگے غماں سب نکل بہار جانے لگے

نفیریاں کی آواز سن ٹھار ٹھار نکل دولتاں غیب تے آئے بہار

صدر پر صدر شاہ کے بخت سنے (۲۲۳۰) اُتر آئے اسمان کے تخت تے

جو زُہرا ابھی ہور مشتری گاہنار کئے گرم مجلس کوں آ ٹھار ٹھار

جو جاں لگ گلاونت تے داں بھرے تمام آپ نے طائفاں سو کھڑے

اُچانے لگے اس دضا تمتمات جو تر لوک کا داں بھریا آ کہ ہاٹ

جھنکنے لگے زعفرانی سُرآ کہرا زعفراں ہور سمد ور آ

ملک خوش چندر (چاند) کے دو گلاں تے — لگے میلنے پھول اسمان تے

جو فردوس کا باؤ (ہوا) عطار تھا — محلاں ہیں شہ کے گمہار (گھومتا) تھا

بھریا باس (بو) خوشبوئی کا ٹھار ٹھار — سراندیل سارا ہوا نو بہار

سو خوش ہور مانا جو ساجد (موافق) ہوا — سرافراز اس شہ تے ساعد ہوا

گھڑی دیک خوشی کا سمایا وہیں — قضا دوڑ قاضی ہو آیا وہیں

سعادت کی ساعت ہیں خوشحال یوں (۲۲۴۰) پڑیا پھول کا عقد اوس ڈال سوں

ملے جیوں او شہزادی ہور بو جوال — ہوا استاد سیف الملک کا پران (جان، سر، روح)

نہایت (انتہا) کوں اتپڑے (پکڑے) دیک انکا جوال — کیتک دن دو بھائی کوں راج (راجا) وال

سمیٹ مال دہن (دولت) داں تے لے بیجیا — چلے مصر کے ملک کوں پھر شتاب

جو عاصم نول شہ دو کہی (ہا) جھوک جھوک (رو رو کر) — ہوا تھا جو کاڑی نمن (کی طرح) سوک (سوکھ) سوک

یکایک خوشی ہور آنند (آرام) کی — سنبا جیوں خبرا اپنے فرزند کی

پھو گیا (شگفتہ ہوا) ہور آیا رگے رگ (رگ رگ) پراں (روح) — بڈہا ڈہونگ (بوڑہا) تھا سو ہوا پھر جوال

وہیں غم کے حجرے تے نکلیا بہار — لے ارکان دولت کوں سب ایک بار

گیا سامنے ہور ملیا پوت (فرزند) کوں — گلے لا (لگا) کیا پوت کوں گل تسوں

خوشیاں سوں بلا شہر ہیں لائیا — دے بھوان امبان (بہت عزت) کر پائیا

دیا آپنی بادشاہی اُسے (۲۲۵۰) سلاماں کئے سب سپاہی اُسے

لگیا کرنے سیف الملک راج خوش ہوئی عرش کرسی وو معراج خوش
(حکومت)

خدا اُس کے من کی دیا جیوں مراد دیوے ہر طلب گار کا ووں مراد
(دل)

کہاں آسماں ہور کہاں دہرتری کہاں آدمی ہور کہاں شہ پری
(زمین)

کہاں لال سیف الملک جگ جال کہاں موہنی دہن بدیع الجمال

کہاں جان ساعد کیتے بے نظیر کہاں او او تم شاہزادی گنبھیر

خدا یوں ملانے جو آتا اہے سو اس دہات سوں لا ملاتا اہے

لکھ اس دہات سوں داستاں بیچے رسالہ لطافت بہریا دلپذیر
(نظیر)

جو لکھنے نہ سک دو رسن کا قلم سو ہانڈا ہو پڑتا انتھا دمبدم
(زبان) (تھک)

نجھاں دل کے انکھیاں سوں دیکھیں منے تو ہر ایک بیت اس سفینے منے

جکا جوت محبوب ہے بکرد ار (۲۲۶۰) میرے فکر پردے تھیں نکلی بہار
(بغور) (تھی)

دیوے دوں جو جلوا عروسی منے جو سید تارے ابنر کے جوسی منے
(آسماں)

ملائک سو بالائے چرخ بریں کہیں اس سفینے کوں دیک آ قریں

رتن پار کے بے بدل مشتری مرے جوہراں کا ہوا مشتری
(موتی ہیرے کے) (خریدار)

کہ میرے چتر شہ نول لال تھیں بلند اُس کے گنبھیر اقبال تھیں
(چالاک)

نہ کہیں ایسے جوہر ہیں جھلکار کے — نہ کس کہاں ہیں ہوئیں سنار کے

کہ نکلے ہیں نادر ہو جوہر مرے — جتا مول اس کا سراؤں سرے

دیکھے یو جواہر جکا جوت جیوں — سنار سے پھیکی ہو رہے بہوت جیوں

ہر ایکس کوں ہے قرب دہن مال کا — مجے قرب اس جواہراں لال کا

کہ چوراں تے اُس مال کوں ہے دغا — ولے اس جواہر کوں نئیں دغدغا

کہ خالی دو خرچے تو خالی ہووے (۲۲۷۰) ولے یو کدہیں کوں نہ خالی ہووے

جو سلطان عبد اللہ انصاف کر — میرے جوہراں پو تے دل صاف کر

دیوے داد میرا بہوت مان پاؤں — اُمیں دور تھے تا گریبان پاؤں

کہ یو شاہ میرا خریدار ہوئے — تو تازا میرا طبع گلزار ہوئے

کہ غمگین ہوں ہیں سخت سنسار تے — دہروں وغد غے لاک اس آزار تے

پریشانگی ہیں جیسا خیال ہیں — لے آیا ہوں ایسے رتن ڈھال ہیں

جو بہوگی نول شہ سینی فرح پاؤں — تو اس تھیں رتن خاص ڈھنڈ ڈھنڈلیاؤں

اگرچہ ہوں شہ کے بندیاں میں حقیر — ولے شعر کے فن میں ہوں بے نظیر

کہ موٹہہ کھول یوں میں کہوں کیا اپیں — گواہی دیویں شعر اپیں نا چھپیں

بہر حال یو نظم الہام سوں — کیا میں نول شاہ کے نام سوں

(۱۰۳۵)

برس یک ہزار ہور پنج تیس میں (۲۲۸۰) کیا ختم یو نظم دن تیس میں (یعنے ایک ماہ)

جو عارف و جو داں نزاکت شناس — صفا اس تھیں حاصل کریں بے قیاس

پڑھیاں کوں تو سب آوے یو کام کوں — دیوے ذوق ادک خاص ہور عام کوں

لکھنہارا یو لاب پر لاب پائے — سدا اسر خروی کیرا آب پائے

مبارک اچھو شاہ کوں یو مدام — بحق محمدؐ علیہ السلام

مبارک گھڑی میں کیا ہیں تمام

محمدؐ نبیؐ پر ہزاراں سلام